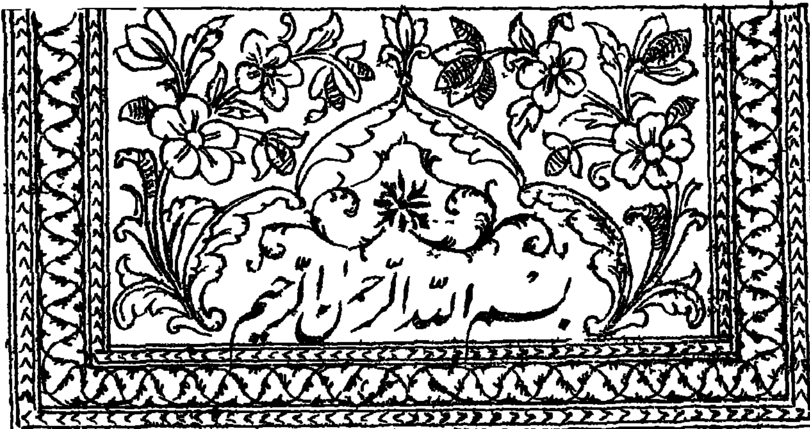
الا ان اولیاء اللہ لا یموتون

بالطاف ذو الجلال و عنایات داور کبریا [illegible]

اسرار التصوف

از تصنیف کاشف اسرار حقیقت واقف رموز معرفت قطب وقت زبدۃ الحکماء حکیم احمد علی صاحب مد ظلہ العالی

در مطبع [illegible] لاہور طبع شد



حمد رب العلمین خالق السموات والارضین جل جلالہ و عم نوالہ

خداوندا ترا جلوہ ہے ہر سو ۔ ہے تیری ذات کا ہر ذرہ پرتو

اگر ذرے کریں ہستی خود گم ۔ تو اوٹھ جاوے من و تو کا توہم

یہی اک ذات باقی ہے جو آگاہ ۔ کہو اوسکو انا اللہ یا ہو اللہ

ہے تیری ذات اک خورشید تابان ۔ ہین سب ذرے تری جانب شتابان

شتاب و سعی اونکی پر ہے بیکار ۔ کشش تیری نہو جبتک مددگار

وہ چاہین گر کوئی شے سوے افلاک ۔ تو آوے کی بہت جلدی سر خاک

سبب کیا۔ اونمین جذب اتنا نہین ہے ۔ کہ کہینچین اپنی جانب راست وہ شے

ترے اوصاف ہادی و مضل ہین ۔ نہین مختار ہم تو پا بگل ہین

ہے کیا مقدور سرو پا بگل کا ۔ کہ جنبش کر سکے اس جا سے اوس جا

مگر تیری نسیم رحمت آوے ۔ جدہر چاہے اوسے جنبش مین لاوے

جناب خواجہ قطب الدین جامی ۔ جو نیشاپور مین تہے مرد نامی

چراتے پہرتے تہے صحرا مین گلہ ۔ کیا صحرا سے عزم حج کعبہ

نہ تہی فرصت کہ آوین شہر مین بہی ۔ وہین سے ہو گئے کعبہ کو راہی

لیا کچھہ بہی نہ سامان تجمل ۔ فقط ہمراہ تہی اونکے توکل

ولیکن لکھہ گئے خط دوستون کو ۔ کہ میرا حال یہہ ہے ای عزیزو

میں تہا مشغول سیر اندر چراگاہ — ندا آئی کہ لا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ
ہوئی حالت مری دسدم دگرگون — ہوا جاری مری آنکھوں سے جیحون
میں ہون محکوم وہ حاکم ہے میرا — میں جاتا ہون جدہر اوسنے بلایا
اخیر نامہ میں اپنے وہ راعی — عزیزون کو ہے لکہتا یہہ رباعی

رباعیہ

با دوست بگلزار شدم رہگزری — برگل نظرے فگندم از بیخبری
دلدار بطعنہ گفت شرمت بادا — رخسار من اینجا و تو در گل نگری

بلانے کو ہمارے اپنی جانب ٭ — ہے بہیجا تونے اپنا خاص نایب

نعت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات

الٰہی ہے یہہ تیری عین رحمت — کہ بہیجا ہادی راہ شریعت
وہ ہادی کون ہے ختم الرسل ہے — محمد صلعم رہنماے جزو و کل ہے
ہے کہتا حق مین اوسکے ایزد پاک — نہوتا تو نہوتے ارض و افلاک
تمامی انبیا کا ہے وہ سرتاج — ہوئی حاصل اوسی کو خاص معراج
نہین معراج مین کوئی پیمبر — محمد کا شریک اور اوسکا ہمسر
ہین اعجاز محمد گونہ گونہ — ہین آفاق اوسکے معجزہ کا نمونہ
تہی انگشت شہادت مین یہہ تاثیر — کہ تہا شق ہوگیا ماہ جہانگیر
نہ تہا جسم سایہ وہ خود ذات احد تہا — جہانمین جلوہ گر وہ آپ خود تہا
ہے دنیا مین وہی انسان کامل — کہ خالق اور خلقت سے تہا واصل
کردن اخلاق کا اوسکے بیان کیا — کہ خود قرآن ہے مداح اوسکا
اگرچہ تہا وہ اک انسان اُمّی — مگر ام الکتاب اوسکی تہی حامی
ہے نبی اور سبکے کا وہ سرتاج — ملوک اوسکو تمامی دیتے تہے باج
اگرچہ تہا وہ شاہنشاہ کونین — تہی اوسکی خاک سجدہ گاہ کونین

مگر شان و تجمل سے تھی نفرت
غریبون مفلسون سے تھی محبت

عرض حاجت بجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

رسول اللہ مین ہون مشتاق دیدار
کرین کچھ خود ہی میرا چارۂ کار

ہو حاصل تیرے در کی خاکبوسی
ترے در پر مرون تو ہے عروسی

کرون مین اپنی جان قربان تجھپر
یہی میری مرادات ہے سراسر

ہے ایسی موت عین زندگانی
مجھے یہہ مرنا حیات جاودانی

تم آخر رحمۃ للعلمین ہو
مری حاجات کے ہی تم ضمین ہو

قیامت کو جو اوٹھے شور محشر
پریشان ہون خلایق اور مضطر

مجھے جھنڈے تلے اپنے جگہ دو
کمر بستہ شفاعت کو مری ہو

ہوئین جب نامۂ اعمال پران
مرا نامہ ہو داہین ہاتھہ مین دان

جہان رہئے رہون مین آپکے ساتھہ
مین افتادہ ہون پکڑین خود مرا ہاتھہ

تقرب جوئی مین ہون گرچہ گستاخ
دلے امیدہاے شاخ در شاخ

دمادم کرتی ہین آمادہ مجھکو
کہ میرا ہاتھہ اور دامن ترا ہو

خدا کی ہو وے رحمت تجھپہ نازل
ہون تیرے آل و اصحاب اوسمین شامل

مناجات بحضرت قاضی الحاجات

یا الٰہی ہے توہی طاقت بخش
مجھے صبر و سکون کی طاقت بخش

اپنے عرفان کا مجھے دے علم
رکھہ نہ توحید سے مجھے بے علم

درد دے مجھکو ہو جو بے درمان
دل جو ہو تیرے عشق مین نالان

مرغ جان کا ہو قوت تیرا ذکر
ذکر مین ہو نہ دل مین کوئی فکر

ہون جو لاحق مکارہ دنیا
دامن صبر چاک مت کرنا

صبر و شکر ایک ساتھہ ہون دونون
اسی دامن مین ہاتھہ ہون دونون

تیرے عرفان و معرفت کا ہے ہو شبستان دل کا میرے چراغ
تو عطا کر بقا بعد فنا ہو جسے دائم و ہمیشہ بقا
دل تجلی شوق سے بھر دے نفس الواث سے بری کر دے
مجھپہ غالب نہو کبھی شیطان نفس ہووے نہ رہزن ایمان
غوث اعظم ہو رہنما میرا فیض ہو مجھپہ متصل اوسکا
محی دین رسول ثقلین وارث و نائب [illegible] و نبی
اولیا سے زمانہ کا سرتاج معرفت کا وہ بحر بے امواج
یا الٰہی یہ میرے ملفوظات گرچہ رکھتے ہیں نکتہ [illegible]
پر ترے لطف سے یہ ہے امول ہوویں یہ نزد یکسر خاص و عام مقبول
میرا دلبند میرا لخت جگر قرۃ العین اور نور بصر
وہ محمد علی خان کہ جسے رکھتا ہوں میں عزیز تر از جان
میرے دل کا وہی ہے چشم و چراغ راحت روح اور سرور دماغ
عمر طبعی نصیب ہو اوسکے تیری قربت قریب ہو اوسکے
وہ مرے باغ دل کا سبز نہال بہرہ ور اس سے ہو بوجہ کمال
ہو وہی قبلہ اوسکی ہمت کا [illegible]
اے خداوند مستعان و معین کر یہ میری دعا قبول آمین

در سبب تالیف این کتاب کہ طالبان را موجب فتح الباب است

خادم الفقرا زلہ ربائے خوان صوفیان باصفا بندہ حکیم احمد علی خان عفی عنہ ابن حکیم [illegible] نقشبندی چنیوٹی ثم اللاہوری طالبان راہ حقیقت و جویندگان طریق معرفت کی خدمت بابرکت میں عرض پرداز ہے کہ کل انسان دو قسم کے ہیں ایک سعید ازلی کہ مَنْ سَعَدَ سَعَدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ جس شخص کی قسمت میں سعادت لکھی ہے وہ ہر حال میں سعید ہی ہوگا دوسرے شقی ازلی کہ مَنْ شَقِیَ شَقِیَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ سعید بھی دو قسم ہیں ایک سعید مادرزاد جسمیں ابتدا ہی سے آثار سعادت پائے جاتے ہیں جیسے فرقہ انبیا علیہم

الصلواۃ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ جسوقت غار سے جہان وہ پیدا ہوئے تہے باہر نکلے چہوٹے چہوٹے
ستارون کو دیکہکر اونہون نے گمان کیا کہ یہی میرے خدا ہین جب سب سے بڑا ستارہ یعنی چاند نکلا تو اونکو خیال
گزرا کہ بیشک یہ خدا ہے کیونکہ یہہ بڑا ہے جب سورج نکلا تو گمان قوی ہوا کہ یہہ ضرور ہی خدا ہے کیونکہ یہہ اوس سے
بہی بڑا ہے مگر جب یہ بہی ڈوب گیا تو بول اوٹہے اِنِّیْ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ مین ڈوب جانیوالون کو پیار نہین کرتا
آخر وہی سعادت ازلی رہنما ہوئی اور دلی یقین سے فرمایا کہ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا مین خالص یقین کے ساتہہ اوس خدا کی طرف منہ پہیرتا ہون جسنے زمین و آسمان اور چاند
تارے پیدا کئے۔ افضل الانبیا خاتم المرسلین رسول رب العلمین کو اگرچہ چالیس سال کی عمر مین وحی نازل ہوئی مگر وہی
سعادت ازلی کسی ظاہری رہنمائی کی وساطت کی بغیر مددگار رہی شق الصدر ہوا ابتدائی ایام ولادت سے لیکر
بعثت تک کوئی ایسا امر ظہور مین نہ آیا جو منافی شان نبوت ہو۔ امت محمدیہ مین بہی جو خیر الامم کہی جاتی ہے
ایسے ہوئے ہین جو مادر زاد ولی تہے۔ عارف نامی حضرت مولینا جامی قدس اللہ سرہ نفحات الانس مین حضرت
شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب مین لکہتے ہین کہ حضرت فاطمہ بنت ابو عبداللہ صومعی فرماتی ہین
کہ جب سے میرا بیٹا عبدالقادر پیدا ہوا ہے اوسنے ماہ رمضان مین دن کو دودہ نہین پیا۔ ایک دفعہ ابر کے سبب ہلال
رمضان دکہائی نہ دیا دوسرے روز عبدالقادر نے دودہ نہ پیا آخر معلوم ہوا کہ وہ روز رمضان مین شامل تہا دوسرے
سعید ازلی وہ ہین جو ابتدا مین گمراہ ہوتے ہین مگر کسی مرد کامل کی صحبت و ہدایت سے اونکی غفلت کا پردہ اوٹہہ جاتا ہے
اور نور سعادت ازلی اونکے ناصیہ حال سے درخشان ہوتا ہے انکی مثال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہین جو بڑی عمر
کے بعد ایمان کے نور سے منور ہوئے یا صوفیائے عظام جو مرشد کامل کی خدمت سے مشرف ہوکر منزل مراد کو
پہونچ گئے۔ اسمین شک نہین کہ طلب پہلے طالب کی طرف سے ہونی چاہئے کیونکہ پیاسا چشمہ کے پاس جاتا ہے
چشمہ پیاسے کے پاس نہین جاتا طلب بہی صادق ہونی چاہئے پہر مطلوب حاصل ہوتا ہے مَنْ طَلَبَ
شَیْئًا وَجَدَّ وَجَدَ جو ڈہونڈتا اور کوشش کرتا ہے اوسکو مطلوب حاصل ہو جاتا ہے مگر کبہی معاملہ اسکے
برعکس بہی ہوتا ہے مسبب الاسباب ایسے سامان مہیا کر دیتا ہے کہ مطلوب کے دل مین خود بخود جذب پیدا
ہو جاتا ہے جو طالب کو منجذب کر لیتا ہے۔ یہی حال اس خادم الفقرا کا ہے کہ معمولی ایام مکتب نشینی مین
والدین اَبْطَالَ اللّٰهُ ظِلَالَ بُوَالِهِمَا عَلٰی رَاْسِیْ و برادر اکبر المکرم محمد خان سَلَّمَهُ اللّٰهُ
الرَّحْمٰن نے کسب علوم ضروریہ واسطے عالم عامل عارف کامل بحر وفا کان صفا سوختہ عشق و اشتیاق

شگفتہ قرب احتراق شہباز میدان مجاہدہ مجاہد ایوان مشاہدہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین
حضرت مولوی نور احمد صاحب نقشبندی چینیوٹی قدس اللہ روحہٗ و نور ضریحہٗ
کی خدمت میں سپرد کیا بعد اکتساب علوم ضروریہ حضرت نے لیا موصوف اکثر علم اخلاق و تصوف کے مسائل
و مدارج تلقین فرمایا کرتے اور مراقبہ کے وقت مجھے درویشان با صفا کے حلقہ میں بٹھایا کرتے مگر افسوس کہ یہہ مبارک

زمانہ دور مبارک عہد بہت جلد گزر گیا **فرد**	حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد	ابھی تک اس صحبت کی لذت جسمیں بے انتہا

انتہا غیر مترقبہ الٰہی حاصل ہوتے تھے رگ و پے میں دایر و سایر ہے اور خدا کرے ہمیشہ جان کے ساتھ رہے۔ اس صحبت کا نتیجہ اگرچہ یہہ نہیں ہوا کہ یہہ خاکسار منازل تصوف میں سے کوئی منزل طے کر گیا ہو یا قال سے حال کے رتبہ کو پہونچ گیا ہو البتہ یہہ ضرور ہوا کہ اس گروہ پر شکوہ کی محبت دل میں پیدا ہو گئی اور انکی صحبت و معاشرت سے انس ہو گیا یہہ بھی اس خاکسار کی خوش قسمتی و سبز بختی ہے کہ ایسے عالی شان فرقہ صوفیہ کی جان و دل میں محبت پیدا ہو گئی اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّہٗ ہر ایک شخص کا حشر اوسی کے ساتھ ہوگا جسکو وہ پیار کرتا ہے انسان دنیا میں اسلئے آیا ہے کہ مجاہدہ و ریاضت سے عرفان و محبت الٰہی حاصل کرکے آخرت میں حظوظ دائمی و سرور جاودانی سے بہرہ مند ہو ایک نو وارد انسان جو اسی غرض و مقصد سے کتم عدم سے طے مسافت کر کے سراے وجود فانی میں آیا ہے اور اس چند روزہ منزل کے نشیب و فراز سے بالکل آگاہ نہیں اس سے بڑھکر اوسکی خوش نصیبی و کیا ہو سکتی ہے کہ اوسکو ایک ایسا قافلہ ملجاے جو اوسی کا ہم مقصد و ہم غرض ہو اور آگاہی و شناسائی کے تمام مدارج طے کرکے سفر آخرت کے لئے طیار ہو۔ یہی محبت جو بالآخر مقتضی مصاحبت و مجانست کی ہو اور جانبین کے اخلاق کریمانہ و سیئہ کے ایکدوسرے سے جلب کرنے کی مستعد و آمادہ ہوتی ہے اور یہہ استعداد بعد فنا بھی باقی رہتی ہے اسیواسطے زندہ لوگ مشائخ و اولیا کی قبور پر مراقبہ کرتے ہیں اور انبیا و صلحا کے مزار کے جوار میں جگہ پانے کی دلی آرزو رکھتے ہیں امام الائمہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو معلوم تھا کہ حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ارشاد فرما چکے ہیں کہ طُوْبٰی لِمَنْ جَلَسَ بَیْنَ النَّبِیَّیْنِ بشارت ہر اوس شخص کو جو نبیوں کے درمیان میں۔ یہہ بشارت ہے کہ حضرت کے روضہ مبارک میں سوا حضرت ابو بکر و عمر کے اور کوئی شخص مدفون نہیں ہوگا اور قرب قیامت میں جب حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام جب آپکا نزول اجلال فرماوینگے اور بعد وفات آپکی

روضہ مقدس مین حضرت عمر بن الخطاب کے پہلو مین مدفون ہو گئے یہی معنی ہین من بین النبیین کے۔ اسیواسطے
حضرت شیر خدا نے روضہ مقدس مین مدفون ہونے کی تمنا نکی اور ارشاد فرمایا کہ میرے جنازہ کو اونٹ پر سوار
کر کے کوہ نجف اشرف مین چھوڑ دین حضرت عائشہ صدیقہ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما اور حضرت سبط رسول
خدا حسن مجتبی رضی اللہ عنہ نے فرط محبت سے یا بصدق علم حدیث کے تمنا کی مگر ناکام رہے۔ یہ حال تو احاطہ روضہ
مقدس کے اندر کا ہے باہر کی زمین کے واسطے بھی سلاطین و امراء و مشایخ و اولیا نے تمنا کی مگر کامیاب وہی ہوئے
جنکے بخت بیدار تھے چنانچہ جمال موصلی نے اس آرزو مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد مبارک مین دفن
کے واسطے جگہ ملے کمال جد و جہد و جانکاہی کی اور اپنا تمام مال و جاہ اسی مین صرف کر دیا آخر اسکی مراد
بر آئی اور اسے قبر کی جگہ مل گئی اس نے وصیت کی کہ میری گور پر یہ آیت لکھیں وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ
ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ یعنی انکا کتا ہے جو دہلیز پر دونون بازو پہیلائے بیٹھا ہے۔ یا الٰہی میرا بہی خانہ دل اس
قوم کی شمع محبت سے منور کر اور حشر کے روز اسی قوم کے ساتھ مجھے محشور فرما یا الٰہی ایک کتا اصحاب
کہف کے ساتھ جو تیرے دوستان خاص تھے چند قدم چلا تھا انہون نے اسکو قبول کر کے اپنے سایہ حمایت
مین لے لیا مین بہی تیرے دوستون اصفیا و محبان صدق کی دوستی کا دعوے کرتا ہون بحرمت انبیاء مجھ
جان پاک اولیا و اصفیا کہ اس خاکسار کو اس قوم کی صحبت سے محجوب نرکہہ اور جو نظر رحمت و شفقت اس قوم پر تو مبذول
فرمائی ہے مجھے بہی اس سے محروم نہ رکہ جامی

راہی بہ سم لبوسے عرفات چہ شود	یارب بر بانیم ز حرمان چہ شود
یک گبر اگر کنی مسلمان چہ شود	صد گبر کہ از کرم مسلمان کردی

اسی صحبت و محبت کا نتیجہ تہا کہ جب بعد وفات
شہر یکجہ ۲۹ شعبان ۱۳۰۶ ہجری مین بزیارت مزار پر انوار کے ارادہ سے ۱۳۰۶ء مین مین جانپور گیا تو دیکہا
کہ مزار بالکل تمام ہے احاطہ بہی ویسا ہی ہے حجرہ جسمین مریدان صفا کیش و طالبان ارادت اندیش چلہ کشی
کرتے ہین اور بطور تہ خانہ کے زمین دوز بنا ہوا ہے بارش سے خراب ہو رہا ہے یہی حال اس مسجد کا ہے جہان مجاور
اور وارد و صادر آرام کرتے ہین مجھے نہایت افسوس ہوا کہ ایسے باکمال مرد خدا کی بعد مرگ یہ گت ہو گی اس خستہ حالی
مین دکہائی دے دل مین عزم مصمم کر لیا کہ اس مزار پر انوار کو جو مرجع کافہ انام و زیارت گاہ مریدان صدق التیام
ہے ضرور پختہ بنواؤنگا یہ عین حق شناسی سے سرسبز رہا ہے کہ ہم فانی لوگ اپنی چند روزہ سکونت کے
لئے تو پختہ مکان بنواتے ہین اور ایسے مردان باہمت کے جو زندہ جاوید ہین مراقد و مضاجع ایسے خراب و خستہ

ایک شب عزم بالجزم تہا کہ صبح کو روپیہ ضرور روانہ کردونگا اسی سوچ بچار مین تہا کہ کون کونسی عمارت ضروری اور مقدم ہے اور کس نقشہ پر بنوانا چاہیے یکایک نیند غالب آگئی اور آنکہہ لگ گئی۔ خواب مین کیا دیکہتا ہون کہ ایک عالیشان مجلس ہے جسمین اکابر علما و اعاظم اولیا جمع ہین جو صاحب اس مجلس کے صدر نشین تہے انکا لباس گو سادہ تہا مگر عربی وضع کا معلوم ہوتا تہا اس شکل و شباہت اور ثقاہت کا آدمی جسکے بشرہ سے بے انتہا انوار الٰہی و تجلیات نا متناہی تابان و درخشان ہون اور جسکے کمال رعب کے ساتہہ حلم و وقار اور تمکین بہی دوش بدوش ہو مینے عمر بہر کبہی نہین دیکہا مولوی صاحب مرحوم بہی اس مجلس مین شریک تہے مگر خاموش تہے اور جیسا کہ حین حیات مین دلائل الخیرات سے کمال انس تہا اسوقت بہی ہاتہہ مین تہی ہر چند مینے چاہا کہ دریافت کرون کہ یہہ مجلس کیسی ہے اور کون اصحاب اسمین رونق بخش ہین مگر اہل مجلس کے رعب سے مین کچہہ بول نہ سکا گویا میرے منہ پر مہر سکوت لگ گئی تہی مجہے اس مجلس مین حاضر ہوئے کچہہ بہت دیر نگزری تہی کہ حضار مجلس مین اس مسئلہ پر مباحثہ شروع ہوا کہ آیا ترویج دین متین و اشاعت قرآن و سنت افضل ہے یا ایسے شعایر قایم کرنا جس سے اسلام کی شان و شوکت بڑہے یعنی ایسے کاموں مین روپیہ صرف کرنا یا امداد دینا جس سے اصل دین کی اشاعت مقصود ہو جیسے قرآن شریف و حدیث و تفسیر و دیگر علوم دینیہ کو اصل زبان عربی مین یا انکے تراجم کو غیر زبانون مین شایع کرنا جنسے عوام الناس مستفید ہون بہتر ہے یا ایسے کاموں مین جنسے اسلام کی ظاہری شان و شوکت پائی جائے جیسے مساجد و قبور اولیا اللہ کو نقش و نگار سے مزین و آب زر سے مطلا کرنا شمعدان و قندیلین روشن کرنا وغیرہ۔ یہہ مباحثہ دیر تک جاری رہا مگر فیصلہ کوئی نہین ہوا۔ بالآخر حضرت صدر مجلس کہڑے ہوئے اور نہایت ہی فصاحت و بلاغت سے کہ ایسی کبہی میرے گوش آشنا نہوئی تہی یہہ فیصلہ دیا کہ اشاعت دین اصل ہے اور شوکت اسلام اوسکی فرع اصل فرع پر مقدم ہے یعنی تکمیل اشاعت دین کے بعد اگر کچہہ مقدرت ہو تو شعائر شوکت اسلام قایم کرنا بہی کچہہ مضایقہ نہین ہے۔ اسی فیصلہ پر مجلس برخاست ہو گئی مین بقیہ شب اور اوسکے بعد بہی کئی روز تک خوض و فکر مین رہا اور اوس صدر مجلس کے فیصلہ پر تامل کرتا رہا۔ آخر دل نے یہہ فیصلہ کیا کہ یہہ القاء ربانی و الہام آسمانی ہے جو مجہے آمادہ کرتا ہے کہ مین حضرت کے ملفوظات طیبات و کلمات زکیات کو جو پروردہ آغوش شریعت و معرفت و خلاصہ قرآن شریف و لب لباب حدیث نبوی ہین یکجا جمع کرون تاکہ طالبان رشاد و مریدان با اعتقاد ہمیشہ اون سے مستفید ہوتے رہین اور اپنے خیال سے جو مجہی بارادت

درگزروان۔ فی الواقع عمارت کو کیسی ہی پختہ اور سنگین ہو دیرپا نہین ہو سکتی اور چند روزہ قیام بھی
اوسی صورت مین ممکن ہے کہ اوسکی غور پرداخت ہوتی رہے لاہور مین کئی عالیشان مقبرے مینے بچشم خود دیکھے جنسے
معلوم ہوتا ہے کہ تعمیر کے وقت بیشمار روپیہ صرف ہوا ہوگا۔ انمین سے کئی تو کارخانہ ریلوے کی ضرورت کے واسطے
گرا دیے گئے۔ کئی اینٹون کی ضرورت کے واسطے توڑے گئے۔ کئی اب بھی موجود ہین جو کسی زمانہ مین تو بڑے عالیشان
اور زیارتگاہ خلایق ہونگے مگر اسوقت تو اونمین بیل بندھتے ہین۔ کوئی انکی قدر و قیمت ہی نہین اور نہ کوئی انکا والی
وارث ہے۔ جسکے ہاتھ ونکے گرد و نواح کی زمین آگئی وہی انکا مالک ہے۔ القصہ انکی یہہ حالت ہے کہ بجاے شوکت
اسلام کے جسکے واسطے یہہ قایم کیئے گئے تھے (خاک بدہانم) ذلت و حقارت اسلام برس رہی ہے۔ اس صورت
مین شوکت اسلام کے پردہ مین ایسی عمارتون پر روپیہ صرف کرنا اسراف کی بنیاد قایم کرنا ہے جو شرع شریف
مین تو بالکل ناجایز ہے البتہ مذہب سلاطین مین فرض عین ہے۔ عمارات سے شوکت اسلام اوسی حالت مین قایم رہ
سکتی ہے کہ نفس اسلام کو تقویت ہو اور مسلمانون مین شوکت و ہیبت پائی جاوے مگر یہان معاملہ برعکس ہے
مسلمانان و گور و مسلمانی در کتاب ایسی حالت مین یہی بہتر ہے کہ اشاعت دین مین کوشش کیجاے شاید
کوئی دل راہ راست پر آکر دولت سرمدی حاصل کرے۔ اسیو جہہ سے مینے یہہ رسالہ جو مضامین موعظ و نصایح اگین
و سنا جاتا ہے دلنشین کا مجموعہ ہے اور آخر عمر مین جناب مرحوم کی زبان فیض ترجمان سے صادر ہوئی ہین چھپوانے
کا قصد کیا تاکہ طالبان طریقت و سالکان حقیقت کے لیئے چراغ راہ ہدایت ہو مجموعہ ہذا کے ابتدا مین بطور تمہید کے
چند ملفوظات و کلمات طیبات جو زبان فیض ترجمان سے عام وعظ کے وقت یا مریدان خاص الخاص کے حلقہ مین
صادر ہوئے اور آجتک قید کتابت و بند تحریر مین نہین آئے تھے اور مجھے اور میرے برادران دینی کو جو حضرت مرحوم
کے ساتھہ نسبت باطنی رکھتے ہین زبانی یاد تھے حوالہ قلم کر دیئے تاکہ یہہ جواہر زواہر دُر دُرغر جو جابجا منتشر تھے
عقد ارتباط مین منسلک و سلک نظم مین منسلک ہو جاوین اور دستبرد زمانہ سے محفوظ رہین۔ اگرچہ یہہ ملفوظات اکثر کر
وہی ہین جو عموماً علما و متصوفین کی زبان پر دایر و سایر ہین لیکن چونکہ ایک صاحب درد و اہل اللہ کی زبان مبارک سے صادر
ہوئے ہین خواہ مخواہ دل پر اثر کر جاتے ہین اس کتاب مین جس جگہ لفظ **اسرار** جلی قلم سے لکھا گیا ہے اوسکے ذیل
جسقدر عبارت مندرج ہوئی ہے وہ حضرت کے کلمات طیبات ہین ؎۔ انکے بعد راقم الحروف نے بطور تشریح یا ذیل
اپنی طرف سے بھی کچھہ لکھا ہے دونون مین تمیز کرنے کے واسطے اسکی سرخی **موثر** قایم کی ہے۔ چونکہ میرے
مزخرفات ایسے صلحاے کرام کے کلمات طیبات کے ساتھہ منسلک ہوے ہین مجھے خدا سے امید ہے کہ یہہ بھی

؎ اور جہاں لفظ **حال** جلی قلم سے مرقوم ہو وہ حضرت مخدومی کا حال ہے جو راقم الحروف نے بچشم خود ملاحظہ کیا یا ثقہ مریدوں کی زبانی سنا۔

خلعت اجابت و شرف قبول سے محروم نہین گئے کہ نیک ہمسایہ حق صحبت فراموش نہین کرسکتا سعدی

گلے خوشبوے در حمام روزے — رسید از دست محبوبی بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشین در من اثر کرد — وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

اسی باب مین حضرت مولانا روم فرماتے ہین

نانِ مردہ چون حریفِ جان شود — زندہ گردد نان و عینِ آن شود
ہیزمِ تیرہ حریفِ نار شد — تیرگی رفت و ہمہ انوار شد
سیل چون آمد بدریا بحر شد — دانہ چون آمد بمزرع بذر شد
سنگِ سرمہ چون کہ شد در دیدگان — گشت بینائی شد آنجا دیدہ بان
چون تعلق یافت نان با بوالبشر — نان مردہ زندہ گشت و با خبر
نان چو در سفرہ ست باشد آن جماد — در تنِ مردم شود نان روح شاد
موم و ہیزم چون حریفِ نار شد — ذاتِ ظلمانی او انوار شد

سبب تالیف یک سبب یہی تہا کہ ۱۲۹۵ہجری مین راقم الحروف نے جناب مولوی صاحب مرحوم کی تصانیف منیفہ سے ایک مجموعہ مشتہر کیا تہا جسمین یہ کتابین شامل تہین پنج گنج فقہ صوفیہ کافی دستی حرفی خطبہ جمعہ شریف غزلیات مولود شریف رسالہ کلید توحید مناجات عجب نامہ مجموعہ شجرہاے سلسلہ نقشبندیہ منقبت نامہ خواجگان نقشبندیہ مناجات نقشہ اولیا حسرت نامہ مولود شریف وغیرہ انکے مطالعہ سے مریدان ارادت کیش و طالبان صدق اندیش جو اکثر ضلع جہنگ و ساندل بار وغیرہ و دور دور ملکون مین پہیلے ہوے ہین فیضان باطنی سے مستفیض ہوئے سب نے یہی درخواست کی کہ حضرت کی تصانیف شریفہ کا دوسرا حصہ بہی نظر افروز ناظرین و باعث افادہ طالبین شائقین ہو انکی درخواست کو رد کرنا ترک ادب سمجہا کیونکہ وہ پیرزادے بہی قابل تعظیم و تکریم اور تربیت یافتہ و دستگرفتہ حضرت جنت مقیم اور انکے قائم مقام و جانشین ہین

سبب تالیف یک یہ بہی تہا کہ صحبت عظماء و صوفیہ کرام کے کلمات اور انکے حالات کے بیان سے مریدون کے دل کو تقویت حاصل ہوتی ہے عارف نامی مولینا جامی قدس سرہ نفحات الانس کے دیباچہ مین

اسکی تفصیل یون تحریر فرماتے ہین قال السید الطائفه جنید بن محمد الصوفی قدس سرہ حکایات المشائخ جُنْدٌ مِّن جنود الله عزوجل یقوی بالقلوب یعنی حکایات مشایخ ایک لشکر ہے اللہ کے لشکرون سے جو مریدون کے دلون کو تقویت دیتا ہے جنید سے کسی نے پوچھا کہ حکایات مشائخ سے کیا فایدہ ہوتا ہی جواب دیا کہ حضرت حق جل وعلا نے ارشاد فرمایا ہے وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ہم تجہے پیغمبرون کے قصے اور حکایتین سناتے ہین اور انکے احوال سے تجہے خبر دیتے ہین تاکہ تیرے دل کو اون سے ثبات و قرار ہو اور جب تجہے کوئی رنج و مصیبت لاحق ہو اونکے احوال واخبار کو سنکر تامل و فکر کرے کہ ایسے ہی رنج و مصایب اونہین بہی لاحق ہوئے ہین اور وہ اونپر صبر کرتے رہے ہین اور تحمل و توکل کو مقدم جانتے رہے ہین پس ان حکایات سے تیرا دل بہی صبر و تحمل کی نعمت سے مالا مال ہو جائیگا۔ اسیطرح مریدون کے دل پیرون اور مرشدون کے احوال و اقوال سنکر تربیت و تقویت پاتے ہین اور اونکا عزم و قوت بڑہتے ہین اور اس عزم و قوت پر وہ ہمیشہ ثابت و قایم رہتے ہین اور بلا و امتحان کے وقت اپنی ناکامی و نا یافت پر تنگدل و نالان نہین ہوتے مشایخ و دوستان حق تعالی کی حکایتون سے دل مین اس گروہ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت کے سبب انکے ساتہہ نسبت حاصل ہوتی ہے الْمَوَدَّةُ أَحَدُ الْقَرَابَتَيْنِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچہا کہ اوس شخص کا کیا حال ہے جو کسی قوم کو دوست تو رکہتا ہے مگر اونکے سے اعمال اوس سے صادر نہین ہوتے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اوسی کے ساتہہ ہوگا جسکو وہ محبت کرتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ قیامت کے دن بندہ اپنی بد اعمالی و سفلگی کے سبب مایوس و ناامید ہوگا حق تعالے فرمائیگا ای میرے بندے فلان محلہ مین فلان عالم اور فلان عارف کو تو جانتا تہا بندہ جواب دیگا کہ ہان جانتا تہا اپنے کرم سے حق تعالے فرمائیگا کہ تجہے اوسکے طفیل مین بخشدیا۔ جب صرف شناخت سے نسبت حاصل ہوتی ہے اور موجب نجات ہوتی ہے تو دوستان حق تعالی کی محبت اور انکی پیروی کیون نہ موجب حسنات و برکات ہوگی ابو العباس عطا کا قول ہے کہ اگر تم حق تعالی کی دوستی مہیا نہین کر سکتے تو اوسکے دوستون کی دوستی تو حاصل کرو کیونکہ یہہ فی الواقع اوسی کی دوستی ہے فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ قیامت کے دن خداوند تعالے اپنے بندے سے کہے گا یَا ابْنَ آدَمَ اَمَّا زُهْدُكَ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّمَا طَلَبْتَ الْعِزَّ لِنَفْسِكَ وَ لٰكِنْ هَلْ عَادَيْتَ لِيْ عَدُوًّا اَوْ وَالَيْتَ لِيْ وَلِيًّا ای ابن آدم اگر تو نے دنیا مین زہد کیا تو یہہ اپنے نفس کی عزت کے واسطے تہا کیا میرے لئے کسی کے ساتہہ دشمنی یا دوستی بہی کی تہی اس گروہ کی حکایات

کے سننے سے یہہ بھی فایدہ ہے کہ جب کسی کو ہدایت ازلی شامل حال ہوتی ہے تو وہ اونکے افعال و احوال کو اپنے افعال و احوال کے ساتھہ موازنہ کرتا ہے اگر اپنے اعمال مین قصور و تقصیر پاتا ہے تو اوسکے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اونکے مراتب و مدارج پر فایز ہوتا ہے شیخ الاسلام ابو اسمعیل عبد اللہ انصاری کا قول ہے کہ علامت سعادت یہہ ہے کہ طالب جب انکے حالات سنتا ہے اوسکو کمال ابتہاج و لذت و سرور حاصل ہوتا ہے اور صدق دل سے اونکی تصدیق کرتا ہے اور اونکے کسی فعل سے اوسکے دل مین انکار نہین پیدا ہوتا۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار اسی باب مین تحریر فرماتے ہین کہ اولیاء اللہ کی محبت کی برکت سے عاصیون کو مغفرت نصیب ہوئی ہے چنانچہ یحیی عمار جو ہرات کے امام اور شیخ عبد اللہ انصاری کے استاد تھے جب اونکا انتقال ہوا تو کسی نے اونکو خواب مین دیکہا پوچھا خدای تعالی نے آپسے کیا معاملہ کیا کہا خطاب فرمایا ای یحیی تو نہایت سخت گیری و درباز پرس کے لائق تہا لیکن تو ایک روز مجلس مین ہماری ستایش کر رہا تہا ہمارے ایک دوست کا گزر اوس مجلس مین ہوا تیرا کلام سنکر اوسکا دل خوش ہو گیا اوسکے طفیل ہمنے تجہے بخشدیا شیخ ابو علی دقاق سے کسی نے پوچہا کہ مردان خدا کے حالات سننے سے کچہہ فایدہ ہے جبکہ ہم عمل نہین کر سکتے فرمایا ہان دو فایدے ہین اول یہہ کہ سننے والا اگر طالب ہے گا اوسکی ہمت قوی و بلند ہو جائیگی اور طلب مین ترقی ہوگی دوم اگر کسی کو خیال ہوگا کہ مین بھی نیکوکارون مین ہون اوسکا خیال باطل ہو جائیگا اور اپنی نیکیان بدی معلوم ہونے لگینگی جیسا کہ شیخ محفوظ کا قول ہے لَا تَزِنِ الْخَلْقَ بِمِيزَانِكَ وَزِنْ نَفْسَكَ بِمِيزَانِ الْمُوقِنِينَ لِتَعْلَمَ فَضْلَهُمْ وَإِفْلَاسَكَ یعنی اپنے ترازو مین لوگون کو نہ تول بلکہ اپنے تئین مردان خدا کے ترازو مین تول تاکہ تجہکو اونکا فضل اور اپنا افلاس نظر آویگا۔ اور فرماتے ہین اگر کوئی شخص تجہسے کوئی ناشایستہ بات کہے تو تو اوسکے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے اور عمر بہر اوسکا کینہ تیرے دل سے نہین جاتا جب ناشایستہ باتون کا یہہ اثر ہے تو نہ چاہئے کہ اولیاء اللہ کی شایستہ باتون کا ہزار چند اثر ہو اگرچہ تجہکو اونکا اثر محسوس نہو شیخ عبد الرحمن اسکاف سے کسی نے پوچہا کہ ایک شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور معنی نہین سمجہتا اوسپر قرآن کا کچہہ اثر ہوتا ہے جواب دیا کہ ایک شخص دوا پیتا ہے اور اوسکے خواص سے آگاہ نہین وہ خود بخود اثر کرجاتی ہے پہر قرآن کیون نہ اثر کریگا اور معنی سمجہنے والے پر تو وہ اثر کریگا کہ سبحان اللہ شیخ بو علی سینا کہتے ہین کہ میری دو آرزوئین ہین یا تو اوس لایزالی لم یزل کی باتین سنون یا اوسکے دوستون مین سے کسی ایک کی ملاقات نصیب ہو مین ایسا آدمی ہون کہ کچہہ لکہہ پڑہ نہین سکتا میری آرزو ہے کہ کوئی ایسا شخص ملے جو اوسکی باتین کرے اور مین سنون اور مین کہون اور وہ سنا کرے اگر بہشت مین

ایسی باتین ہونگی تو بوعلی دسمین ہرگز قدم نہ رکھے گا۔ اور فرماتے ہین کہ یہہ باتین ہین جنسے دنیا آدمی کے دل پر سرد ہوجاتی ہے اور اوسکی ہوس جاتی رہتی ہے آخرت یاد آتی ہے حق تعالی کی دوستی دل مین پیدا ہوتی ہے انسان نے اوراہ جمع کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے مخنث مرد ہوجاتے ہین اور شیر مرد فرد اور فرد عین درد۔

چو این شان الٰہی بسنیم از وے | معاذ اللہ کہ دامن چینم از وے

اور فرماتے ہین کہ خواجہ انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عِندَ ذِکرِ الصَّالِحِینَ تَنزِلُ الرَّحمَۃُ جس مجلس مین صلحا کا ذکر ہوتا ہے وہان خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اے طالبان صادق غور کرو اور غوض و فکر کی آنکھون سے دیکھو کہ جب اس طایفہ کے صرف ذکر حکایات مین اسقدر فواید حاصل ہوتے ہین تو انکی صحبت و خدمت سے کیا کیا لطائف نعمای الٰہی و عجائب انوار نامتناہی منجلی و منکشف ہونگے **مثنوی**

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا	گو نشیند اندر حضور اولیا
از حضور اولیا گر بگسلی	تو ہلا کی زانکہ جزو بے کلی
چون شوی دور از حضور اولیا	در حقیقت گشتہ دور از خدا
اے دل آنجا رو کہ با تو روشنند	وز بلاہا مر ترا چون جوشنند
در میان جان ایشان خانہ گیر	در فلک خانہ کند بدر منیر
خاک پاکان لیس و دیوارشان	بہتر از عام و گل و گلزارشان
بندہ یک مرد صاحبدل شوی	بہ کہ بر فرق سر شاہان روی
رو بجو اقبال را از مقبلے	ہین غذائے دل بدہ ہم از دلے
ہمنشینی مقبلان خود کیمیاست	چون نظر شان کیمیائی خود کجاست
نار خندان باغ را خندان کند	صحبت نیکانت از نیکان کند
گر تو سنگ صخرہ و مرمر شوی	چون بصاحبدل رسی گوہر شوی

حق جل ذکرہ کے انعامات متکاثرہ کیسے بیحد و بیشمار ہین کہ اوسکے دوستون کی صرف ایک حکایت سے تمام اہل مجلس مورد رحمت و مہبط کرامت ہوتے ہین جو شخص ایسے ذکر سنا دیگا اور چند لمحے کے واسطے سب احوال کی ہمت اسطرف بندول و مشغول کریگا امید نہین کہ خود اوسی کو دولت رحمت سے محروم رکھین شاید مجھ عاصی گنہگار کو بھی اس فایدہ سے جو طالبان رشد کے لئے لکھا گیا ہے کچھ فایدہ پہونچے

گر مجھے ناز نہین کہ یہہ کار دست بستہ میرے ہاتھ سے بن پڑا مین کیا اور میرا کام کیا **ذوق**

کیا فایدہ فکر بیش و کم سے ہوگا	ہم کیا ہین جو کوئی کام ہمسے ہوگا
جو کچھہ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے	جو کچھہ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

سبب تالیف یہہ بھی تہا کہ میرے شاگردان رشید مین سے ایک منشی میران بخش صاحب ہین جنہون نے بچپن ہی سے میرے زیر تعلیم و تربیت پائی ہے اور میرے ہی پاس رہتے ہین انکی عمر اس وقت بیس سال ہے بچپن چہوٹی ہی عمر مین نماز روزہ کا بہت خیال ہے ذہن ایسا رسا ہے کہ جس زبان یا علم کی تحصیل کی طرف توجہ کرتے ہین بہت کم مدت مین بقدر ضرورت اوس سے بہرہ کافی حاصل کر لیتے ہین فارسی کی مروجہ کتابون پر عبور کرکے انگریزی کی طرف متوجہ ہوا اوسمین بہی گفتگو کرنے اور چٹہی وغیرہ لکہنے مین کافی مہارت پیدا کر لی - اب طب کی جانب طبیعت کا میلان ہے اقلیدس اور حساب مین بہی بہت جلد علمی و عملی استعداد حاصل کر لی ہے - کچھہ عرصہ سے علم تصوف کی جانب طبیعت رجوع ہوئی ہے اکثر اوقات اسی شغل مین صرف ہوتی ہے مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ مین علماے متصوفہ و اہل اللہ بہت کم دکہائی دیتے ہین حالانکہ مزارات مقدسہ اولیا کرام و قبور متبرکہ صلحاے نامدار کثیر ہین اور انکے خلفا و جانشین بہی اکثر موجود ہین مگر اس علم سے محض بے بہرہ ہین البتہ تلاش و تشخص مین ہین اونہین کمال حاصل ہے ایک مجلس سماع مین کبہی چار خانقاہون کے سجادہ نشینون کو یکجا جمع نہ دیکہینگے اگر جمع ہونگے بہی تو صرف لڑنے جہگڑنے کے واسطے کہ روٹی یا دال کم ملی ہے یا دال مین لونی نہین ہے

کبہی نشینون سے او بجتے ہین کبہی قوالون سے میر	اتنی ہی بد مزاجی ہر لحظہ میر تجہکو
اوبجہاو ہے زمین سے جہگڑا ہے آسمان سے	انکے اخلاق ایسے ناپاک ہین کہ بازاری

آدمیون کو بہی انکے چال چلن سے شرم آتی ہے نماز روزہ سے ایسے بہاگتے ہین جیسے شیطان لاحول سے کاش شمعہ و ریا کے واسطے ہی اونسے کوئی نیک کام ظہور مین آتا - دایرہ اسلام سے تو خارج ہو رہتے - ایسی حالت مین طالب فن کو لامحالہ مایوسی کے ساتہہ اپنے ارادہ کو ترک اور اپنی ہمت کو قاصر کرنا پڑتا ہے اور صرف کتب علم تصوف کی دستگیری سے اس منزل کو جسمین ہزار در ہزار گہاٹیان ہین طے کرنا ہوتا ہے -
میان میران بخش بہی اسی کشمکش و پیچ مین پڑے ہوئے تہے کہ کیا کرین اور کس صورت سے فایز المرام ہون چونکہ مجھے بہی اس علم کا تہوڑا سا شوق ہے اور گاہ گاہ دوستان ہمراز کی صحبت مین انہی مسایل کا چرچا رہتا ہے اسلئے اونسے مجہسے کئی دفعہ خواہش کی کہ کوئی ایسی کتاب شایع کرون جو مبتدی و منتہی دونون

کے لئے شمع راہ ہدایت ہو۔ بہت سے معزز دوست جناب حافظ عمر دراز صاحب فائض سابق بھاٹی خیابان
لاہور جو ایک سن رسیدہ و در شریف النفس آدمی ہیں انہوں نے مجھ سے اور محمد انشا ایک ایل التماس و کمال محبت

	فدائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد		ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد	

وہ بھی نایافت صحبت صوفیہ کرام سے شاکی و نالان ہیں۔ بیاحال وہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک زمانہ تھا
جسکو چونتیس پینتیس برس کا عرصہ گزرتا ہے جالندھر میں ایسی صحبت کے خوب جمگھٹے رہتے تھے سائیں آلہی تا
صاحب کے مریدان پرسیان بیپے خان صاحب انکے مرشد اور انکے پیر حضرت غلام محی الدین خان صاحب رونق افزا
لایا کرتے تھے اور عصر و مغرب کی نماز کے بعد ذکر کرتے تھے اسوقت مبتدی حل طلب مسایل پیش کر کے جواب سے
مستفید ہوتے تھے۔ اگرچہ یہاں شرع شریف کا سوائے ادائے نماز عصر و مغرب کے جسکے پابند حضرت بذات خود
حضرت غلام محی الدین خان بھی تھے اور کوئی اسم و اثر نہ تھا اور باقی سب ہی کیفیت تھی جسکو اہل توحید کی
زبان میں زندقہ کہتے ہیں اور بجائے جمعیت کے پریشانی حاصل ہوتی تھی مگر پھر بھی یہ صحبت غنیمت تھی
لاہور میں توحید حالی تو کجا توحید قالی کا بھی کہیں نام و نشان نہیں پایا جاتا پنجاب کے اور کئی شہروں میں چند
دوستان خدا پایا جاتا ہے مگر ہم تو صرف بہت سے تعلقات ساتھ عوائق دنیوی ہمارے ایسے دامنگیر ہیں کہ ہم انکی
تلاش میں دو قدم بھی اٹھا سکیں۔ الغرض اس تقریر سے انکا بھی یہی منشا تھا کہ اس علم میں کوئی کتاب
لکھی جاوے جو جامع ہو اور مختصر اور سریع الفہم کہ کم استعداد طلبا بھی کامل فایدہ اٹھا سکیں۔ حافظ صاحب نے
مجھے بطریق ملامت جو شیوہ بزرگوں کا ہے کہ کسی نیک کام کی ترغیب و تحریص کے واسطے ایسا کر لیتے ہیں یہ بھی
فرمایا کہ سابق میں جو کتابیں آپنے لکھی ہیں مثلاً **رسالہ فصد محمد** فصد لینے کے نقصان۔ فصد لینے کی ضرورت
کیفیت خون۔ خون کی اصلاح۔ مصفیات خون وغیرہ کے بیان میں ہے اور **کتاب معمول احمدیہ** جو فن
جراحی میں ہے اور تین جلدوں میں ہے۔ اسمیں تمام اقسام کے زخموں۔ صدموں اور پھوڑے پھنسیوں کا
علاج مندرج ہے جیچک خسرہ کان کی بیماریاں آنکھوں کا بنانا استسقا بواسیر آتشک سوزاک سنگ مثانہ و درد گردہ
امراض مخصوصہ زنان و مردان وغیرہ اور ہر ایک قسم کی دستکاریاں وغیرہ شرح و بسط کے ساتھ بیان کی گئی
ہیں اسکا حجم تخمیناً تیرہ سو صفحہ تک پہنچتا ہے (یہ دونوں چھپکر شایع ہو چکی ہیں) **رسالہ تکمیل الحکمۃ**
جو ایک سوقت الشیوع رسالہ ہے اور صاحب سنیٹری کمشنر (حفظان صحت) پنجاب کی نگرانی میں ماہوار شایع
ہوتا ہے۔ اسمیں بھی حکمت و طبابت کے مختلف مسایل وقتاً فوقتاً چھپتے رہتے ہیں **رسالہ ممد حیات**

یہہ حفظان صحت مین ایک مبسوط کتاب ہے اسکے دقیق مسایل نہایت ہی آسان اور سریع الفہم عبارت مین بیان کئے ہین خصوصًا آب و ہوا اور غذا کے مسایل جو صحت انسانی بلکہ اصل زندگانی کے لئے شدید ضروری ہین علی الخصوص اس زمانہ مین کہ ہمیشہ وبائی بیماریون کا زور رہتا ہے بہت عمدہ اور وضاحت کے ساتھہ بیان کئے ہین (یہہ کتاب زیر طبع ہے) علیٰ ہذا القیاس اور کئی ایسے کام ہین جو صرف دنیوی فایدہ اور نمود کے لئے آپکے ہاتھہ سے ظہور مین آئے ہین اگر مولوی صاحب کے رسالجات ہم آپنے معلومات جو حضرت مولانا مرحوم کے افادات یا دیگر رسایل سے حاصل ہوئے ہین اور علم تصوف مین نہایت معتبر اور قابل قدر ہین ضمیمہ کردین تو عوام الناس کے نزدیک مشکور اور عند اللہ ماجور ہونگے علاوہ اسکے عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ آپکے صاحبزادہ بلند اقبال خجستہ خصال قرہ باصرہ ارجمندی غرہ ناصیہ بخت بلندی قدوہ خاندان سعادت سلالہ دودمان عزت شمع شبستان بختیاری چراغ دودہ کامگاری نور دیدہ دولت بخت جگر فتوت بلند مکان صاحبزادہ **محمد علی خان** وفقہ اللہ بعلوم الادیان و بارک اللہ فی عمرہ و قدرہ ادام اللہ دہور والازمان جنکا اسوقت بعنایت ایزد ذوالجلال سات سال کا سن ہے خلوت خانہ خردسنی سے جلوہ گاہ بلوغ مین قدم رکھینگے اور اگر تائید غیبی و توفیق الٰہی شامل حال ہوئی تو آپکے ذخایر علوم و فنون کے جو آپنے بڑی شفقت اور نہایت عرقریزی و محنت سے جابجا سے تلاش کر کے فراہم کئے ہین وارث و جانشین ہونگے تو اس علم تصوف سے بہی جو خلاصہ علوم اولین و آخرین و اشرف مشارب شرع مبین ہے محروم نرہینگے۔ ایسے دوست صادق کے ارشاد کی تعمیل سے بقول سعدی شیرازی آزردن دل دوستان جہل ست و کفارہ یمین سہل پہلو تہی کرنا مناسب نہ دیکہا اور جو کچہہ دل مین تہا زبان قلم کے حوالہ کیا خداوند واہب العطیات میرے اس ناچیز بیان کو خلعت قبول سے مخلع فرما دے اور وسیلہ نجات اخروی و موجب قرب سرمدی بنا دے۔ ان نقوش پریشان کا نام جو اس کج مج زبان زود لہجہ بیان کے قلم سے صفحہ تحریر پر مرتسم و منقوش ہوئے ہین **اسرار التصوف** ہے چونکہ عدیم الفرصتی کے باعث اصل مسودہ پر نظر ثانی نہین ہو سکی اور تسوید و تحریر کے ساتھہ ہی ساتھہ کارپردازان مطبع کے حوالہ کیا جاتا رہا ہے اسلئے عجب نہین کہ کسی جگہ سلسلہ بیان مین بے ترتیبی یا بے ربطی واقع ہوئی ہو یا کوئی فروگذاشت و سہو ہوگیا آیا ہو۔ ناظرین سے امید ہے کہ چشم پوشی کو اپنا شعار بنا کر اس عاصی کے زلات سے درگذر فرماوینگے

	بپوش گر بخطا سعدی طعنہ مزن	کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود	

نکات چند در بیان ولایت و معرفت و تصوف

چونکہ اس کتاب میں ولایت و معرفت و تصوف پر بحث ہوگی اسلئے ضروری ہے کہ پہلے ولی عارف و صوفی کی تعریف کیجائے۔ عارف نامی حضرت مولینا جامی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ولایت کے معنی ہیں قرب اور ولایت دو قسم ہے ولایت عامہ اور ولایت خاصہ ولایت عامہ میں تمام مومن شریک ہیں اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ خدا اون لوگون کا ولی اور قریب ہے جو ایمان لائے ہیں اون کو اندھیرے سے نکال کر نور کی جانب بہانی کرتا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوگیا کہ جو شخص صدق دل سے ایمان لاتا ہے ولایت کے رتبہ کو فائز ہو جاتا ہے اور ولایت خاصہ ارباب سلوک کے ساتھہ مخصوص ہے جو واصل بحق ہو گئے ہیں وَهِيَ عِبَارَةٌ عَنْ فَنَاءِ الْعَبْدِ فِي الْحَقِّ وَبَقَائِهٖ بِهٖ فَالْوَلِيُّ هُوَ الْفَانِيْ فِيْهِ وَالْبَاقِيْ بِهٖ ولایت خاصہ کے یہہ معنی ہیں کہ بندہ حق میں فنا ہو جاوے اور اوسکے ساتھہ باقی ہو اور ولی وہ شخص ہے جو اللہ کی ذات میں فانی اور اوسی کے ساتھہ باقی ہو۔ اس تعریف میں فنا اور بقا دو لفظ واقع ہوئے ہیں انکے معنی بھی ذہن نشین ہونے ضروری ہیں فنا کے معنی ہیں نہایت سیر الی اللہ اور بقا کے معنی ہیں بدایت سیر فی اللہ سیر الی اللہ اوسوقت منتہی ہوتی ہے جبکہ انسان صحرائے وجود و ہستی کو یکبارگی قدم صدق کے ساتھہ قطع کرے یعنی اپنی ہستی سے کلی گزر جاوے اور سیر فی اللہ اوسوقت حاصل ہوتی ہے جبکہ بندہ کو فناء مطلق کے بعد ایسا وجود حاصل ہو جسکے ساتھہ وہ اوصاف الٰہی و اخلاق ربانی میں قدم بقدم ترقی کرتا جاوے۔ اس مقام کی تشریح ابو علی جورجانی نے یون کی ہے اَلْوَلِيُّ هُوَ الْفَانِيْ مِنْ حَالِهٖ وَالْبَاقِيْ فِيْ مُشَاهَدَةِ الْحَقِّ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ عَنْ نَفْسِهٖ اِخْبَارٌ وَّلَا مَعَ غَيْرِ اللّٰهِ قَرَارٌ ولی وہ ہے جو اپنے حال سے فانی ہو اور مشاہدہ حق سبحانہ و تعالیٰ میں باقی ہو اور اسے اپنے نفس سے خبر دینا اور اپنی ذات کی حکایت بیان کرنا اوسکے امکان سے باہر ہو اور سوائے ذات باری تعالیٰ کے اوسے آرام و قرار نہو ابراہیم ادہم رحمہ اللہ نے کسی شخص سے پوچھا کہ تو ولی بنا چاہتا ہے اوسنے کہا ہان چاہتا ہون فرمایا لَا تَرْغَبْ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَافْرِغْ نَفْسَكَ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَاَقْبِلْ بِوَجْهِكَ اِلَيْهِ دنیا و عقبیٰ کی خواہش چھوڑ دے بیشک انکی خواہش تجھے حق سبحانہ و تعالیٰ کے حضور سے باز رکھے گی اور اپنے نفس کو حق تعالیٰ کی دوستی کے واسطے سب چیزون سے خالی کر اور تمام تعلقات قطع کرکے خدا کی طرف متوجہ ہو جب یہ اوصاف تجھمین پائے جائینگے تو ضرور ولی اللہ ہوگا۔ رسالہ قشیریہ میں ہے وَمِنْ شَرْطِ الْوَلِيِّ اَنْ يَّكُوْنَ مَحْفُوْظًا كَمَا

يَّ مِن شَرْطِ النَّبِيِّ اَن يَّكُوْنَ مَعْصُوْمًا فَكُلُّ مَنْ كَانَ لِلشَّرْعِ عَلَيْهِ اِعْتِرَاضٌ فَهُوَ مَغْرُوْرٌ مُخَادِعٌ قَصَدَ اَبُوْ يَزِيْدَ الْبُسْطَامِيُّ قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالٰى رُوْحَهٗ بَعْضَ مَنْ وُصِفَ بِالْوِلَايَةِ فَلَمَّا وَافٰى مَسْجِدَهٗ قَعَدَ يَنْتَظِرُ خُرُوْجَهٗ فَخَرَجَ الرَّجُلُ وَرَمٰى بِرُقْعَةٍ مُحَاذَ الْقِبْلَةِ فَانْصَرَفَ اَبُوْ يَزِيْدَ وَلَمْ يُسَلِّمْ عَلَيْهِ وَقَالَ هٰذَا رَجُلٌ غَيْرُ مَامُوْنٍ عَلٰى اَدَبٍ مِنْ آدَابِ الشَّرِيْعَةِ فَكَيْفَ يَكُوْنُ اَمِيْنًا عَلٰى اَسْرَارِ الْحَقِّ ۔ یعنی ولی کی شرط یہہ ہے کہ معاصی سے محفوظ ہو اور اوسکا کوئی قول یا فعل شرع کے مخالف نہو جیسا کہ نبی کی شرط ہے کہ معصوم ہو اور سوائے خطائی اجتہادی کے اوس سے کوئی خطا سرزد نہو کہ انبیا کی ذات سے اجتہادی خطا کا سرزد ہونا ممکن ہے پس جس شخص کے قول یا فعل پر شرع کو اعتراض ہو وہ مغرور اور دہوکہ باز اور فریبی ہے۔ ابو یزید بسطامی کسی شخص ولی کی زیارت کے واسطے گئے جو ولی اللہ مشہور تھا جب اوسکی مسجد میں گئے تو اوسکے انتظار میں بیٹھے تو تھوڑی دیر کے بعد یہہ باہر نکلا اور اسنے قبلہ کی طرف تھوکا ابو یزید اوسیوقت وہان سے چلے آئے اور اوس سے سلام علیک بھی نہ کی اور فرمایا کہ یہہ شخص آداب شریعت سے غیر مامون ہے اسرار الٰہی کا امین کیونکر ہو سکتا ہے۔ ایک شخص شیخ ابو سعید ابو الخیر کی زیارت کے واسطے آیا آپ مسجد میں بیٹھے تھے اسنے پہلے بایان پانون مسجد مین رکھا شیخ نے فرمایا یہاں سے نکل جاؤ جو شخص دوست کے گھر میں آنے کے آداب سے واقف نہیں ہمین اوسکی صحبت سے نفرت واجب ہے۔ اگرچہ ولایت اور ولی کی تعریف میں مشایخ مذکورۃ الصدر کے اقوال کے الفاظ کسیقدر جداگانہ ہین مگر مآل سبکا ایک ہی ہے۔

بیان معرفت و عارف و متعرف و جاہل

معرفت کے معنی ہین معلوم مجمل کو صور تفصیل میں شناخت کرنا یعنی جب بطریق اجمال یہہ معلوم ہو جاوے کہ موجود حقیقی و فاعل مطلق ذات باری تعالیٰ ہے تو اسکے بعد ذات و صفات الٰہی کو تفصیلی صورتون میں معلوم کرنا۔ اور صور تفصیلی یہہ ہین کہ صفات متعددہ متضادہ مثلاً نفع و ضرر منع و عطا قبض و بسط۔ ضار و نافع معطی و مانع۔ قابض و باسط۔ یہہ سب حق سبحانہ و تعالیٰ کے فعل و صفات ہین اور جبتک صاحب توحید مجمل جو علم مین موجود ہے مفصل عینی نہو جاوے اور بندہ جب تک توقف کرے تا صور تفصیلی مشاہدہ و معاینہ نکرلے اوسکو عارف نہین کہہ سکتے۔ اگر اس مشاہدہ و معاینہ سے احیاناً کسیوقت غافل ہو جاوے

اگر یہہ ایسی غفلت ہو جو بالکل دور ہی ہو سکے یعنی اپنے تامل سے یہہ مشاہدہ و معاینہ حاضر ہو جائے اور
فاعل مطلق جل شانہ کو وسایط و روابط کی مختلف صورتوں میں شناخت کرے اوسکو متعرف کہتے ہین
اور معرفت یہہ ہے کہ فاعل کا مشاہدہ کرے اسکا اوسے در تصرف ہے جسکا خاصہ یہہ ہے کہ اپنے تئین بھی کسی کام پر لگا نہ
اگر یہہ غفلت ایسی ہو کہ بالکل زایل نہو اور بندہ تاثیرات افعال کو وسایط و روابط کے حوالے کرے
اور یقین کرے کہ جو افعال فاعل حقیقی سے ظہور میں آتے ہین انکا ظہور سببوں کے ذریعہ سے ہوا کوئی بھی درپیش
مثلاً ذات باری تعالی کی صفت رزاقی مطلق سے قطع نظر کرکے کسب پر اعتماد کئے رہے اوسکو ما سوی
لاہی اور شرک خفی کہتے ہین اسکی مثال یہہ ہے کہ ایک شخص توحید کے معنی بیان کرتا ہو اور اپنے تئین
ایسا ظاہر کرتا ہو کہ گویا بحر توحید مین مستغرق ہے اور کوئی دوسرا شخص اوسکے موحد ہونے کا انکار کرے اور اس
بیان سے اوسکو منع و باز رکھے کہ یہہ تیرا حال نہین ہے بلکہ غور و فکر کا نتیجہ ہے تو وہ فی الفور رنجیدہ ہو جاتا
ہے اور انکار کرنے والے کی طرف غصہ کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور یہہ نہین جانتا کہ یہی غصہ منکر کے قول
کی تصدیق کرتا ہے۔ اگر یہہ شخص فی الواقع عارف و موحد ہوتا تو بیشبہ اوسکو یقین ہو جاتا کہ انکار کی
صورت مین فاعل مطلق ہی جلوہ گر ہے۔

معرفت الہی کے کئی مراتب ہین **اول** ہر ایک فعل کا اثر فاعل حقیقی کی طرف سے جانے جیسا کہ اوپر ذکر
ہوا **دوم** ہر ایک فعل کا اثر جب یقینی طور پر جان لے کہ فاعل حقیقی کی طرف سے ہے تو غور کرے کہ یہہ
اوسکی کونسی صفت کا نتیجہ ہے **سوم** ہر ایک صفت جو متجلی و منکشف ہو اوس سے فاعل حقیقی کی
مراد و منشا کو دریافت کرے **چہارم** جان لے کہ میری معرفت بھی صفت علم الہی ہے اور اپنے تئین علم
و معرفت بلکہ اپنی ہستی سے خارج کرے اور کلی طور پر جاہل ہو جاوے چنانچہ جنید سے کسی نے پوچھا
معرفت کیا چیز ہے فرمایا وُجُودُ جَهْلِكَ عِنْدَ قِيَامِ عِلْمِهِ جب فاعل حقیقی کے علم کا قیام متحقق
ہو جاوے تو تیرا علم نیست و نابود ہو جاوے اور صرف تیرا جہل باقی رہ جاوے سوال کرنے والے نے عرض کی
کچھہ اور بھی فرمایئے جو قریب الفہم ہو فرمایا هُوَ الْعَارِفُ وَالْمَعْرُوفُ وہ خود ہی عارف ہے اور خود ہی
معروف ہے کوئی دوسرا نہین یعنی جبتک عارف کی اپنی ہستی قایم ہے دوئی باقی ہے اور اس دوئی کا مٹانا
توحید ہے دوئی کو دور کرنے سے عرفان حاصل ہوتا ہے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا قول ہے
عَرَفْتُ رَبِّي بِرَبِّي یعنی صفات عبودیت کو اثبات ربوبیت مین فنا کرکے میں اپنے رب کو پہچانتا ہون

جہان تک مراتب قرب بڑہتے جاتے ہیں عظمت الٰہی کے آثار زیادہ تر وضاحت کے ساتھ ظاہر ہوتے جاتے ہیں اور علم جہل بیشتر حاصل ہوتا ہے اور معرفت ترقی کرتی جاتی ہے اور حیرت پر حیرت بڑہتی جاتی ہے اور عارف بسیدم نعرے مارتا ہے کہ رَبِّ زِدْنِی تَحَیُّرًا فِیکَ ای میرے پروردگار اپنے میں میری حیرانی زیادہ کر اسلئے کہ اس حیرانی میں اسکو ہردم نیا لطف ونئی لذت حاصل ہوا ہے خور و خواب صبر و قرار جاتا رہتا ہے عارف اپنی ہستی اور خود پرستی سے کلی بیخبر ہوجاتا ہے جامی

آن بود شرح حیرت محمود	کہ کشی برقع از رخ مقصود
لمعات جمال قدس و قدم	ہر لوتابد ز اوج فضل و کرم
ہر زمان لمعۂ دگر بینی	ہر نفس میوۂ دگر چینی
سازوت استلام آن لمعات	فارغ از مبدعات و مخترعات
خورد و خوابت تمام بربایند	بر تو درہا ے فیض بکشایند
گم شوی جاودان ز ہستی خویش	سادہ گردی ز بت پرستی خویش
صد بد و نیک بگزرد بسرت	کہ نباشد ز خویشتن خبرت

معرفت کے متعلق جو کچھ ہمنے بیان کیا ہے یہ معرفت کا علم ہے نہ اصل معرفت کیونکہ معرفت ایک وجدانی امر ہے اور زبان اوسکے بیان کرنے سے قاصر ہے البتہ علم معرفت کا مقدمہ ہے یعنی معرفت بدون علم کے حاصل نہیں ہو سکتی اور علم بے معرفت ناکارہ اور فضول ہے ۔

شناخت صوفی و متصوف و ملامتی و فقیر

طبقات مردم بلحاظ اختلاف درجات تین قسم ہیں **قسم اول** واصل و کامل یہ طبقہ سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہے **قسم دوم** سالک طریق کمال یہ طبقہ متوسط اور درمیانہ ہے **قسم سوم** مقیم اور یہ طبقہ درجہ میں اسفل و کمتر ہے۔ طبقہ واصل مقربان بارگاہ الٰہی و اعمال خیر میں سب سے سابق ہیں اور سالک ابرار و اصحاب یمین ہیں اور مقیم اشرار و اصحاب شمال ہیں واصلان و کاملان انبیاء سے فروتر ہیں انکے دو گروہ ہیں **گروہ اول** مشایخ صوفیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال متابعت کے سبب مرتبہ وصول کو پہونچ گئے ہیں اور وصول کے بعد متابعت پیغمبر صلعم میں ہدایت و دعوت خلق کا انکو امر و اذن ہوا ہی یعنی جسطرح طبقہ انبیا علیہم السلام

کمال معرفت الٰہی کے باعث اللہ اور خلق اللہ کے درمیان واسطہ ہوتے ہین اور طریق وصول الی اللہ کی ہدایت
کرتے ہین اسیطرح یہہ گروہ بہی ایماندارون کو مقعد صدق مین جگہ حاصل کرنے کی ہدایت کرتے ہین اور
اپنے ساتہہ اور کئی آدمیون کو تیر اکر لیجاتے ہین انہی لوگون کو صاحب ارشاد کہتے ہین یہہ خود بہی کامل ہین اور
دوسرون کو بہی کمال کے رتبہ پر پہونچا دیتے ہین جمعیت و تفرقہ انکے لئے یکسان ہے **گروہ دوم** وہ فرقہ
ہے جو گروہ اول کی طرح کمال کو تو پہونچ گیا ہے مگر ہدایت و رہنمائی کا کام اونکے سپرد نہین ہوا اور بحر جمعیت
مین ایسے مستغرق ہوئے کہ ساحل تفرقہ پر انکا کوئی اثر نمودار نہوا اس گروہ کو صرف کامل کہتے ہین مکمل
نہین کہہ سکتے **اہل سلوک** بہی دو قسم ہین ایک وہ جنکا مقصود اس جد وجہد و تگ ودو سے مقصد اعلےٰ
یعنی ذات باری تعالیٰ ہے دوسرے وہ جو آخرت کی طلبگار ہین پہر طالبان ذات باری تعالیٰ کی دو قسمین
ہین متصوفہ اور ملامتیہ **متصوفہ** وہ لوگ ہین جو صفات نفسانی مین سے کئی صفتون سے نجات پا چکے
ہین اور صوفیہ کرام کے کئی صفات و حالات انپر وارد ہو گئی ہین اور انکو صوفیہ کے انتہائی مقام سے اطلاع حاصل
ہو چکی ہے مگر ہنوز بعض صفات نفسانی اونمین باقی ہین اسیوجہ سے اہل قرب و صوفیہ کے انتہائی مقام پر نہین پہونچ
سکے **ملامتیہ** وہ فرقہ ہے جو اخلاص کی رعایت اور صدق کی حفاظت مین نہایت جد وجہد مبذول کرتے
ہین اور طاعات و خیرات کو نظر خلائق سے پنہان کہنا واجب جانتے ہین فرائض تو فرائض ہی ہین انکا تارک
عاصی اور منکر کافر ہے یہہ لوگ نوافل و فضائل کا ادا کرنا بہی لازمی سمجہتے ہین انکا ہر حالت مین یہہ خیال ہوتا
ہے کہ طاعت مین اخلاص کے معنی بخوبی متحقق ہو جاوین اور سوائے ذات باریتعالیٰ کے جسکی وہ طاعت و عبادت
کرتے ہین اونکے اعمال و احوال سے کوئی شخص واقف نہو جسطرح ایک عاصی ظہور معصیت کو خوفناک سمجہتا ہے یہہ
لوگ ظہور طاعت کو خوفناک سمجہتے ہین تاکہ اخلاص مین خلل نہ آوے۔ بعض اصحاب نے ملامتی کی یہہ تعریف کی
ہے کہ ملامتی وہ شخص ہے جو نیکی کو ظاہر نکرے اور بدی کو چہپا دے تہین مگر اس تعریف سے بندہ مولف کے نزدیک
استخفاف شریعت لازم آتا ہے جو تعریف پہلے بیان کی گئی ہے اوسکا ماحصل یہہ ہے کہ ریا سے پرہیز کرے اور
طاعت مین اخلاص کو مقدم سمجہے نہ یہہ کہ خلاف شرع زندیقانہ معاشرت کو اپنا شعار بنا دے اور ظاہر کرے
کہ ملامتیہ فرقہ کا صوفی ہے حضرت حمدون قصار امام اہل ملامت تہے باوجود اسکے اونکا اتقا و ورع اسدرجہ
تک تہا کہ سہل تستری و جنید بغدادی نے اونکے حق مین فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلعم کے بعد پیغمبری جائز
ہوتی تو حمدون قصار پر نازل ہوتی۔ آپکے حالات مین لکہا ہے کہ ایک روز کسی کے ہان مہمان تہے میزبان

کسی ضرورت سے چند ساعت کے واسطے باہر گیا آپ کو پرزہ کاغذ کی ضرورت پیش آئی اہلخانہ نے پردہ سے
کاغذ باہر پھینک دیا حمدون نے کاغذ واپس کر دیا اور کہا کہ اس کاغذ کو استعمال میں لانا روا نہین کیونکہ مالک
حاضر نہین اور معلوم نہین کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ اہل ملامت ہر ایک معاملہ مین آداب شریعت ملحوظ رکہتے ہین
نہ یہہ کہ رندمشربون کی طرح بیباکانہ شرع کی بیحرمتی کرین پس بقول ابو اسمعیل عبد اللہ انصاری شیخ الاسلام
ملامتی کی یہہ تعریف ہونی چاہئے کہ خدا کے کام مین خلق کی ملامت کی پروا نہ کرے۔ الغرض ہر چند یہہ طائفہ
عزیز الوجود اور شریف الحال ہے مگر پہر بہی ناقص ہے کیونکہ وجود خلق کا حجاب کلیتہً دور نہین کر سکتے نا چار مشاہدہ جمال توحید
و معائنہ تجلی تفرید سے محروم رہتے ہین اسلئے کہ اخفائی اعمال و ستر احوال کے یہہ معنی ہین کہ وجود خلق اور وجود نفس
ہنوز اونکی نظر مین باقی ہے اور جبتک یہہ باقی ہے توحید متحقق نہین ہو سکتی صوفیہ اور ملامتیہ مین فرق یہہ ہے کہ
صوفیہ عالی تبہ ہین جذبہ عنایت الٰہی نے کلیتہً انکو اپنی خودی سے نکال لیا ہے اور خلق اور نفسانیت کا حجاب انکی
انکہون سے دور کر دیا ہے طاعات و خیرات جو اونسے ظہور مین آتی ہین وہ یہہ نہین سمجہتے کہ یہہ ہمارا فعل ہے یا خلقت کا
وجود اونکے حسنات مین مخل ہے بلکہ وہ یقینی جانتے ہین کہ جو کچہہ ہو رہا ہے وہ آپ ہی کر رہا ہے اسحالت مین وہ اعمال
خیر کے ظاہر کرنے یا چہپانے کے پابند نہین ہوتے بلکہ مصلحت وقت دیکہہ لیتے ہین اگر ظاہر کرنے مین مصلحت ہوتی
ہے تو ظاہر کر دیتے ہین اگر اخفا مین مصلحت دیکہتے ہین اخفا کرتے ہین پس ملامتیہ مخلِص ہین اور صوفیہ ہین جنہین
جذبہ الٰہی خود اخلاص کرتا ہے اِنَّا اَخْلَصْنٰاهُمْ بِخَالِصَةٍ انہی کی شان مین ہے **طالبان آخرت**
بہی چار گروہ ہین زہاد فقرا خدام عباد زہاد وہ لوگ ہین جو نور ایمان و ضیاء ایقان کے ساتہہ جمال آخرت کا مشاہدہ
کرتے ہین اور دنیا اونکو قبیح نظر آتی ہے دنیا کی فانی زینت انکو ہیچ معلوم ہوتی ہے اور جمال باقی حقیقی کے مشتاق
رہتے ہین یہہ لوگ صوفیہ سے اسلئے پیچہے رہے ہوئے ہین کہ زہاد اپنے حظ نفس مین جمال حق سے محروم رہتے ہین
اسلئے کہ بہشت جسکے وہ طلبگار ہین حظ نفس کا مقام ہے وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ بہشت مین وہ چیزین
ملینگی جنکی نفس خواہش کرتے ہین اور صوفی جمال ازلی و محبت ذات لم یزلی کے مشاہدہ مین دونون جہانون سے
آزاد ہے جسطرح دنیا چہوڑ بیٹہا ہے اسیطرح آخرت سے بہی منہ موڑ چکا ہے غرض صوفی ہی زاہد ہے مگر اوسکا زہد حظ
نفس کے واسطے نہین **فقرا** وہ لوگ ہین جو مال و اسباب دنیوی مین سے کسی چیز کے مالک نہین اور فضل و رضوان
الٰہی کی تلاش مین دنیا کی سب چیزین ترک کر دیتے ہین اور اس ترک کا باعث تین چیزون مین سے ایک ہوتا ہے اول رجاء
تخفیف حساب یا خوف عقاب کیونکہ جو چیز انکے استعمال مین آتی ہے یا سب حلال سے ہوگی یا حرام سے حلال کے

واسطے حساب لازم ہے اور حرام کے واسطے عقاب دوم فضل و ثواب کی توقع اور اس امر کی امید کہ سب سے پہلے بہشت مین داخل ہون کیونکہ حدیث مین وارد ہو چکا ہے کہ فقرا اغنیا سے پانسو برس پیشتر بہشت مین داخل ہو جاینگے سوم بلا جمعیت خاطر و فراغت دل تاکہ حضور قلب کے ساتھہ عبادت مین مشغول ہون۔ فقرا فرقہ ملامتیہ و صوفیہ اسوجہ سے پیچھے رہے ہوئے ہین کہ فقرا خواہان بہشت و طالب حظ نفس ہین اور یہہ دونون فرقے خواہان حق ہین فقر مین ایک اور مقام بھی ہے جو ملامتیہ و صوفیہ کے مقام سے برتر ہے اور وہ صوفی کا خاص وصف ہے اسکے یہہ معنی ہین کہ اگرچہ صوفی کا مقام برتر ہے لیکن فقیر کا مقام بھی اوسکے مقام مین شامل ہے اور یہی سبب ہے کہ صوفی کو فقیر کے مقام سے عبور کرنا لابدی و ضروری ہے جس مقام مین صوفی کا گزر ہوگا صفوت و نقاوت اسکو اوس مقام سے نکالکر برتر مقام مین لیجا دیگی اور اپنے رنگ مین رنگ لیگی یعنی صوفی کو ہر ایک مقام سے خواہ وہ کیسا ہی فروتر ہو گزرنا پڑتا ہی لیکن اوسکی ہمت بلند جو ابتدا سے مطمع نظر و پیش نہاد خاطر ہے وہان سے نکالکر اوس اعلے مقام مین پہونچا دیتی ہے پس جب فقر کے مقام سے گزر جاتا ہے تو اوسمین ایک اور وصف پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے جمیع اعمال و احوال و مقامات کو اپنی جانب منسوب کرنا ترک کر دیتا ہے اور کسی چیز کا مالک نہین رہتا یہانتک کہ اپنی ہستی سے بھی گزر جاتا ہے نہ اوسکا وجود رہتا ہے نہ ذات نہ صفت محو در محو و فنا در فنا ہو جاتا ہی یہہ اصل فقر کی حقیقت ہے جسکی فضیلت مشایخ بیان کرتے آئے ہین جو کچھہ فقرا کی تعریف مین اوپر بیان کیا گیا ہے فقر کی رسم اور صورت ہے نہ اصل فقر شیخ ابو عبداللہ خفیف فرماتے ہین اَلْفَقْرُ عَدَمُ الْاَمْلَاکِ وَالْخُرُوْجُ عَنْ اَحْکَامِ الصِّفَاتِ یعنی فقر کسی چیز کا مالک نہونا اور احکام صفات سے نکل جانا ہے یہہ تعریف جامع و مانع ہے اور فقر رسمی و حقیقی دونون پر صادق آتی ہے فقیر اور صوفی مین فرق یہہ ہے کہ فقیر ارادت و حظ نفس مین محجوب ہے اور صوفی کو کوئی ارادت نہین ہے اگر فقیر ہے تو اوسکی ارادت ہے اور غنی ہے تو اوسکی ارادت ہے صوفی کی ارادت عین ارادت حق ہے **خدام** وہ لوگ ہین جو فقرا و طالبان حق کی خدمت اختیار کرتے ہین حق تعالے نے داؤد علیہ السلام کو خطاب فرمایا کہ اے داؤد جب تو دیکھے کسی کو کہ وہ میرا طالب ہے تو اوسکی خدمت اختیار کر۔ خدام ادائے فرایض کے بعد اپنی اوقات الہی کامون مین صرف کر دیتے ہین جنسے فقرا کو فراغ خاطر و مرفہ الحالی حاصل ہو اونکے لئے امور معاش و معاد مین سامان بہم پہونچاتے ہین اور انکے واسطے مایحتاج ایسے وسایل سے مہیا کرتے ہین جو شرع شریف مین مذموم نہون مثلاً بعض کسب کرتے ہین اور بعضی دریوزہ گری اور بعضی بطریق فتوح اور فتوح اصطلاح صوفیہ مین ایک نذرانہ ہے جو مرید پیر کے

پیشکش کرتا ہے جبکہ اوسکو پیر کی توجہ سے کوئی عقدہ حل ہو جاتا ہے فی الواقع یہہ حل مشکل کا شکرانہ ہوتا ہے نہ پیر کی توجہ کی اجرت ۔ آجکل فتوح کی خوب ہی مٹی خراب ہورہی ہے ہمارے ملک مین ایک قوم ہے جو سادات یا پیرزادہ کے نام سے مشہور ہے انکا پیشہ یہہ ہے کہ سال مین دو دفعہ اپنے مریدون کے ہان دورہ کرتے ہین اور قرضخواہون کی طرح دہرنا دیکر بیٹھہ جاتے ہین اور جبتک دو چار روپیہ فتوح نہ لے لین اوٹھتے نہین اونکو اس بات کی کچھہ پروا نہین کہ مرید کے گہر مین کہانے کو ہے یا نہین کبھی کبھی انکے ساتھہ مریدون کا ایک بڑا قافلہ ہوتا ہے اور اونٹ گہوڑے بھی ہوتے ہین مرید کو طوعًا و کرہًا سب کے لئے سامان رسد مہیا کرنا پڑتا ہے اب یہہ کیفیت دریافت کرنی باقی ہے کہ مریدون کو ایسے پیرون سے کیا فتوح حاصل ہوتی ہے اور یہہ جزیہ انکو ہر سال کیون دینا پڑتا ہے یہہ پیرزادہ لوگ ہین جنکے بزرگون مین سے کوئی شخص کسی زمانہ مین صاحب کرامت حکیم ہوگا اور اوسکی طرف رجوعات خلق بکثرت ہوتی ہوگی اب اوسکی اولاد نسلاً بعد نسلٍ اوسی لکیر کو پیٹے جاتی ہے اور اوس بزرگ کے مریدون کی اولاد کو موروثی کاشتکار تصور کرتے ہین اگر مرید فتوح ادا کرنے مین پس و پیش کرے تو دہمکی دیتے ہین کہ ہم تجہسے اپنے ناناکا کلمہ چہین لینگے اور تیرا ستیاناس کر دینگے اور خود یہہ حضرت پیر دستگیر کلمہ پڑہنا ہی نہین جانتے یہی حال مرید کا ہے ۔ ان پیرون مین سے جب کوئی مر جاتا ہے تو اوسکی اولاد موروثی جایداد کی طرح مرید تقسیم کر لیتے ہین کوئی کسب کرنا انکے نزدیک گناہ عظیم ہے اور اس بیشرمی کی کمائی اور گدائی کے ٹکڑے کو حلال طیب جانتے ہین انکے مرید بہی عجب بیوقوف ہین جو انکے دام تزویر مین آجاتے ہین اور پشت بپشت انکے پہندے مین پہنسے رہتے ہین ایسے پیر اس قول کے ٹہیک مصداق ہین **مولف**

کہتے ہین یہہ کہ ہم ہین آل رسول	لیکن انکا یہہ ادعا ہے فضول
آل ہے شرع کا جو ہو پابند	گرچہ ہو زید و عمرو کا فرزند
نہ نماز اور نہ روزہ سے واقف	پہنتے ہین جبہ عارف
لومڑی پہنے گی جو شیر کی کہال	شیر کیونکر نہ سمجھے گا یہہ چال
فے الحقیقت یہہ فرقہ ہے رہزن	انکے شر سے خدا رکہے ایمن
لوٹنے کو نکالا ہے یہہ ڈہنگ	نہین اس پیشہ سے انہین کچہہ ننگ
کیون نہ معلوم انکی ہو عظمت	کسبیون کی جو کرتے ہین خدمت
مسخرا ہے کوئی کوئی ہے ظریف	اسپہ یہہ فخر ہے کہ ہم ہین شریف

یہہ بات یاد رکہنی چاہیئے کہ دینے اور قبول کرنے مین خادم و مخدوم دونون کی نظر حق پر ہوتی ہے کہ دینے دلانے والا وہی ہے چونکہ خدام کا رتبہ بہی بہت بلند ہے اسلئے بعضون کو اشتباہ ہوگیا ہے کہ یہہ دونون ایک ہی رتبہ کے ہین مگر فی الواقع دونون مین فرق ہے اور وہ یہہ ہے کہ خادم کا رتبہ ابرار کا رتبہ ہے اور مخدوم مقربون کا مرتبہ رکہتا ہے کیونکہ خدمت کرنے مین خادم کی نیت یہہ ہوتی ہے کہ ثواب آخرت حاصل کرے اور شیخ مراد حق پر قایم ہوتا ہے اپنے نفس کی مراد سے اوسکو کچہہ سروکار نہین ہوتا عباد یہہ لوگ ہین جو بنظر ثواب آخرت بعد ادا ے فرایض نوافل و اوراد و وظایف پر مواظبت کرتے ہین یہہ وصف صوفی مین بہی موجود ہوتا ہے لیکن بتا ئید غرض و مطلب سے مبرا ہوتا ہے کیونکہ یہہ لوگ خدا کی پرستش خدا کے واسطے کرتے ہین نہ کسی دنیوی و اخروی غرض کے واسطے۔

واضح ہو کہ بیان مذکورہ بالا سے ثابت ہوگیا کہ واصلون کے دو گروہ ہین اور سالکون کے چہہ یہہ آٹہہ گروہ ہوئے انکے علاوہ سولہ گروہ اور بہی ہین جو ان آٹہون کے ساتہہ مشابہت رکہتے ہین اور انہین سے ہر ایک کی مشابہت سچی ہے یا جہوٹی چونکہ متشابہ گروہون کا بیان بہت طویل ہے اور اس کتاب کے پڑہنے والون کے واسطے چندان مفید اور ضروری بہی نہین اسلئے اوسکو نظرانداز کرتے ہین اور صرف چند گروہون کے بیان پر اکتفا کرتے ہین جو مشہور ہین۔

مجذوب یہہ وہ گروہ ہے جو واصلان فرقہ دوم سے جو صاحب ارشاد نہین اور ہدایت خلق کا کام انکی سپرد نہین ہوا سچی مشابہت رکہتے ہین۔ ہنوز یہہ لوگ صفات نفسانی کی نفی کلیتہ نہین کر چکے ہوتے اور تابش آفتاب طلب سے اونکے وجود مین قلق و اضطراب پیچ تاب ہے اور نتیجہ اسکے کہ اونپر کوئی مقام منکشف ہو اور فنا مین قرار و تمکن حاصل ہو کبہی کبہی کشف کے نور کی کوئی چمک انکی نظرون مین پہر جاتی ہے اور باغ وصال سے کوئی خوشبو کی لپٹ مشام دل کو معطر کر جاتی ہے اسوقت انکی نفس کی کدورت اوس نور مین چہپ جاتی ہے اور اوس خوشبو سے اونکے دل کا قلق و اضطراب کسیقدر فرو ہو جاتا ہے اور فی الجملہ راحت و تسکین حاصل ہوتی ہے مگر جب وہ نور گم ہو جاتا ہے اور خوشبو اوڑ جاتی ہے تو پہر وہی نفسانی صفات اور حرارت طلب اور قلق شوق عاید ہو جاتا ہے اسوقت سالک بہت سٹپٹا جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ یکبارگی صفات وجود کا لباس اوتار کر بحر فنا مین غرق ہو جاوے اور پہر یہہ رنج و تعب باقی نہ رہے۔ چونکہ یہہ حال ہنوز اوسکا مقام نہین ہوتا بلکہ کبہی کبہی اوسپر وارد ہو جاتا ہے اور باطن اسکا اس حالت کا سخت مشتاق ہوتا ہے اسلئے اوسکو سچا مشابہ

مجذوب واصل کہتے ہیں کبھی کبھی اس عشق و برغلبہ شوق میں حالت سکر بھی طاری ہو جاتی ہے اسوقت یہ تکلیفات شرعی سے معذور سمجھا جاتا ہے کبھی یکبارگی لمعات تجلیات اس کثرت اور زور شور سے مشاہدہ میں آتے ہیں کہ تمام عمر سکر ہی میں گزر جاتی ہے مُشَاهِدَةُ الْأَبْرَارِ بَيْنَ التَّجَلِّيْ وَالْاسْتَارِ می نمایند و می بانید

نیاز

وہیں حیرت و بیخودی نے مجھے آئینہ سا دکھا دیا
کوشش سے دامن ناز کے اوسے بھی میں سے ہٹا دیا
مجھے ساقیا می آتشین کا یہ جام کیسا پلا دیا
جو لکھا پڑھا تھا نیاز نے سو وہ صاف دل سے بھلا دیا

تو نے اپنا جلوہ دکھانے کو جو نقاب منہ سے اوٹھا دیا
وہ جو نقش پاکی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
رگ و پے میں آگ بھڑک اوٹھی بھڑک اٹھا ہے بڑا سبھی تن بدن
مجھی حق کے مکتب عشق میں سبق مقام فنا لیا

زنادقہ یہی واصلان حق کے نزدیک دوم یعنی مجذوبان واصل سے مشابہت کا دعوے کرتا ہے مگر سراسر جھوٹا ہے یہ لوگ استغراق بحر فنا و استہلاک عین توحید کا دعوے کرتے ہیں اور حرکات و سکنات کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہماری حرکت کواڑ کی سی ہے کہ جبتک اوسکو کوئی نہ ہلائے حرکت نہیں کرتا ہر چند یہ بات صحیح ہے مگر فی الواقع یہ انکا حال نہیں بلکہ صرف زبانی مقال ہے کیونکہ اصل منشا انکا یہ ہوتا ہے کہ جو خلاف شرع اور نواہی ان سے سرزد ہو لوگ ان پر طعن نکریں اور سمجھ لیں کہ جو حرکات انسے سرزد ہوتی ہیں انکے اختیار سے باہر ہیں سہل عبداللہ سے کسی نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میرے تمام افعال و اعمال خدا کے ارادہ سے اسیطرح ظہور میں آتے ہیں جیسا کہ کواڑ کی حرکت محرک کے ارادہ سے آپنے فرمایا کہ اگر اس قول کا قائل ایسا شخص ہے کہ اصول شریعت کی رعایت و حدود و احکام عبودیت کی حفاظت کرتا ہے تو گروہ صدیقان میں سے ہے اگر ایسا شخص ہے کہ مخالفت احکام شریعت سے باک نہیں کرتا وہ زندیق ہے اور یہ بات اسوجہ سے کہتا ہے کہ اپنے افعال کو خدا کے حوالے کرکے اور بے دین بنکر خلقت کی ملامت سے بچا رہے - جو لوگ ملامتیہ فرقہ کے ساتھ مشابہت کا دعوے کرتے ہیں وہ بھی اسی قسم کے ہیں یہ لوگ دعوی اخلاص کا کرتے ہیں اور اظہار فسق و فجور میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے، کہتے ہیں کہ ہماری غرض اس سے خلقت میں ملامت کرنیکی اور ہم لوگوں کی نظروں سے گرے رہیں حق سبحانہ ہماری طاعت سے بے نیاز ہے اور ہماری معصیت اسکو کچھ ضرر نہیں پہونچتا معصیت اونکے نزدیک سوا اسکے نہیں کہ کسی کی دل آزاری کیجاوے اور طاعت صرف یہی ہے کہ کسی کے ساتھ احسان کیا جاوے خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی کے اس قول پر انکا عمل ہے -

	مباش در پے آزار و ہرچہ خواہی کن		کہ در طریقت ما غیر ازین گناہی نیست

قلندریہ - یہہ وہ فرقہ ہے جو ملامتیہ کے ساتھہ سچی مشابہت رکھتے ہین - یہہ لوگ خلقت کی ملامت یا تعریف کی کچھہ پروا نہین کرتے انکی اکثر کوشش یہہ ہوتی ہے کہ رسوم و عادات کی پابندی سے توڑ ہوا و آداب مخالطت کی قیود سے آزادی حاصل ہو فراغ خاطر و طیب قلب انکے حال کا سرمایہ ہوتا ہے زیادہ عبادتی مراسم ان سے ادا نہین ہو سکتین نوافل و طاعات کثرت کے ساتھہ انسے ادا نہین ہو سکتے اور سواے اداے فرایض کے اور کسی عمل پر مواظبت کرنا انکے نزدیک ضروری نہین دنیوی مال و اسباب کی زیادتی کو پسند نہین کرتے اور نہ مال جمع کرتے ہین صرف خوشدلی پر قناعت کرتے ہین مزید احوال کے خواہان و جویا نہین ہوتے یہہ اصل قلندر ہین اور فرقہ ملامتیہ کے ساتھہ مشابہت حقہ رکھتے ہین - دونون مین فرق یہہ ہے کہ ملامتی جمیع نوافل و فضایل کا بجالانا ضروری سمجھتا ہے اور ایسی عبادت کو لوگون کی نظر سے پوشیدہ رکھتا ہے اور قلندر فرایض ادا کرنے مین قاصر نہین رہتا اور نوافل و فضایل کو ضروری نہین جانتا اظہار یا اخفاے اعمال کا بھی پابند نہین حضرت شاہ بو علی قلندر پانی پتی قدس اللہ سرہ العزیز انہی قلندرون مین سے تھے مگر ہمارے زمانہ مین ایک اور فرقہ ہے جو قلندر کہلاتا ہے اور اسلام کا جوا گردن سے اوتار کر بے ننگ و نام اور رند قلاش بن بیٹھا ہے بجاے اداے فرایض کے پکار پکار کر کہتا ہے ؎ نہ رکھہ روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد نہ کر سجدہ پی شراب بھنگ چرس جو آجاے مباح ہے جامع مسجد کے شہدونکو بھی اونکی صحبت سے عار ہے عشق

	ای عشق ہمایان زاہد کجا شنید		او بند زہد و تقوی ما مردم قلندر

معلوم نہین یہہ نام انہون نے اپنے لئے خود تجویز کر لیا ہے یا کسی نے مسخرے سے رکھہ دیا ہی ورنہ اصل مین یہہ ملحد ہین

نکات چند در بیان توحید و صفات ارباب الولایۃ و کرامات الاولیاء و تجلیات و رویا و غیرہم

بیان توحید

توحید کے مراتب بیان کرنے مین اکثر اہل تصوف کے اقوال مختلف ہین کسی نے تین کسی نے چار حتی کہ بعض اصحاب نے گیارہ مراتب بیان کئے ہین مگر ہم اس باب مین عارف نامی حضرت مولینا جامی قدس سرہ السامی کے قول پر اکتفا کرتے ہین جو ترجمۃ العوارف کے حوالہ سے لکھتے ہین آپ فرماتے ہین کہ توحید کے چار مراتب ہین اول توحید ایمانی دوم توحید علمی سوم توحید حالی چہارم توحید الہی **توحید ایمانی** یہہ ہے کہ بندہ زبان سے اقرار کرے

اور دل سے تصدیق کرے کہ جسطرح قرآن شریف اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ٹھیک
اوسی طرح ذات باری تعالی جل جلالہ الوہیت کی صفت مین واحد ہے اور معبود حقیقی وہی ہے اوسکے سوا معبودیت
کا استحقاق کسی کو نہین اور اس توحید سے نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ موحد مخبر کی تصدیق کرتا ہے اور خبر کے
صدق کا اعتقاد رکھتا ہے - یہہ توحید علم ظاہر سے حاصل ہوتی ہے اور اسپر قایم رہنے والا شرک جلی سے
نجات پاتا ہے اور سالک اسلام مین منسلک ہو جاتا ہے متصوفہ بھی اس توحید مین تمام مومنون کے ساتھ
شامل ہین مگر دوسرے اوصاف مین جو خاص اونہی مین پائے جاتے ہین منفرد ہین **توحید علمی** یہہ توحید علم باطنی
سے جسکو علم الیقین کہتے ہین حاصل ہوتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ بندہ ابتدای طریق تصوف مین اسطرح یقین جان لے
کہ وجود حقیقی و موثر مطلق سوا خداوند جل جلالہ کے اور کوئی نہین اور جملہ ذوات و صفات و افعال اوسکی ذات و
صفات و افعال مین ناچیز ہین ہر ایک ذات کو اوسی ذات مطلق کے نور سے فروغ ہے اور ہر ایک صفت اوسی کی
صفت مطلق کے نور کا پرتو ہے چنانچہ جہان کوئی علم قدرت ارادت سمع بصر پاوے یقین کرلے کہ یہہ اوسی
کے آثار علم قدرت ارادت سمع و بصر کا ایک اثر ہے اور تمام اوصاف و افعال کو اسی پر قیاس کرے یہہ مرتبہ اہل
و متصوفہ کے اوایل مراتب مین سے ہے - اور اس مرتبہ سے مشابہ ایک اور مرتبہ ہے جسکو عام لوگ اپنی کوتاہ نظری
اور بیخبری سے توحید علمی سمجھتے ہین حالانکہ یہہ توحید علمی نہین بلکہ رسمی ہے جو درجہ اعتبار سے بالکل ساقط ہے
اور وہ یہہ ہے کہ ایک ذکی اور ذہین آدمی کتاب کے مطالعہ یا سماع سے توحید کے معنی کا تصور کرے اور توحید
کی صورت کا نقشہ اوسکے دل مین مرتسم ہو جائے اور پہر وہ بحث و مناظرہ کے وقت کوئی معنی ہانک لگا کر
اور دیوانہ کی سی بڑ مار دیا کرے اور حال توحید کا اوسمین کچھہ اثر نہ پایا جاوے - توحید علمی اگرچہ توحید حالی سے
مرتبہ مین فروتر ہے لیکن توحید حالی کا کسیقدر اثر اسمین بھی پایا جاتا ہے اسواسطے یہہ موحد اکثر ذوق
و سرور مین رہتا ہے کیونکہ توحید حالی کے ملجانے سے اوسکی ظلمت رسوم کسیقدر رفع ہو جاتی ہے چنانچہ
بعض اوقات اسباب سے جو روابط افعال الہی ہین قطع نظر کرلیتا ہے مگر ہر وقت اوسکی یہ کیفیت نہین
رہتی کیونکہ ظلمت وجود ہنوز باقی ہوتی ہے بہرحال اس توحید سے شرک خفی کسیقدر دور ہو جاتا ہے -
توحید حالی یہہ ہے کہ توحید کا حال موحد کی ذات کا وصف لازم بنجاوے جو کبھی مفارق نہو اور
رسوم وجود کی تمام یا زیادہ تر اشراق نور توحید مین گھل جاہین اور توحید کا نور اوسکے حال کے نور مین مستتر
ہو جاے جیسا کہ کواکب کا نور آفتاب کے نور مین مستتر ہو جاتا ہے - اس حالت مین موحد کا وجود مشاہدہ

جمال مطلق میں ایسا مستغرق ہو جاتا ہے اور اوسکو ایسی جمعیت حاصل ہو جاتی ہے کہ بجز ذات و
صفات واحد اوسکی نظر شہود میں کچھ نہیں سماتا اور جب اس حالت کو قرار و تمکن ہو جاتا ہے اور کچھ عرصہ
اسپہ گزر جاتا ہے تو یہہ کیفیت حاصل ہو جاتی ہے کہ موحد اس توحید کو بھی واحد کی صفت دیکھتا ہے
نہ اپنی اور اس دیکھنے کو بھی اوسی کی صفت دیکھتا ہے نہ اپنی اس طرح سے اوسکی ہستی قطرہ کی طرح
تلاطم امواج بحر توحید کے تصرف میں آجاتی ہے اور جمع میں غرق ہو جاتا ہے اور حق ہی حق رہجاتا
ہے خلق کا کہیں نام و نشان نظر نہیں آتا حضرت جنید قدس سرہ کے قول کے یہی معنی ہیں کہ التوحید
معنی تضمحل فیہ الرسوم ویندرج فیہ العلوم ویکون اللہ کما لم یزل یعنی توحید
ایک معنی ہے جسمین رسمین گھل جاتی ہیں اور جسمین علوم چھپ جاتے ہیں یہہ توحید نور مشاہدہ سے حاصل
ہوتی ہے اور توحید علمی نور مراقبہ سے - توحید حالی میں رسومات بشریت زیادہ تر منتفی ہو جاتی ہیں اور
توحید علمی میں یہہ رسوم کم مرتفع ہوتی ہیں توحید حالی میں جو کسیقدر رسوم بشریت باقی رہتی ہیں
اسمین حکمت یہہ ہے کہ موحد اس قابل باقی رہجائے کہ اپنے افعال میں ترتیب اور اقوال میں تہذیب
رکھے اگر رسوم بشریت کلیۃً زایل ہو جاتیں تو یہہ لحاظ ممکن نہوتا چونکہ رسومات بشریت کا کلیۃً زایل
ہونا یہہ کمال توحید ہے اور یہہ رسومات ہنوز کسیقدر باقی ہیں پس معلوم ہوا کہ کمال توحید کا ابھی حق ادا
نہیں ہوا اسیواسطے ابوعلی دقاق رح نے فرمایا ہے کہ التوحید غریم لا یقضی دینہ وغریب
لا یؤدی حقہ یعنی توحید ایک قرضخواہ ہے جسکا قرض ادا نہیں ہو سکتا ہے اور ایک ایسا مسافر ہے جسکی
مہمانی کا حق ادا نہیں ہو سکتا - موحدوں میں سے جو اصحاب اخص الخواص ہیں اونکی یہہ کیفیت
ہے کہ ونیز عمر بھر میں کبھی کبھی توحید محض کا حسن سے یہہ مراد ہے کہ تجلیات کی آثار وجود اوسمین مضمحل ہو جاتے ہیں
لمحہ بجلی کی طرح چمک جاتا ہے اور فی الفور منتفی ہو جاتا ہے اور بقایا رسوم پھر عود کرتا ہے اس حالت
میں بہت ہی تھوڑی دیر قائم رہتی ہے شرک خفی بالکل مرتفع ہو جاتا ہے انسان کے واسطے توحید میں
بڑھکر کوئی مرتبہ ممکن نہیں **توحید الہی** یہہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالی ازل آزال میں بذات خود
اپنے کی توحید سے بصفت وحدانیت و نعت فردانیت سے ہمیشہ موصوف ہے اور کان اللہ و
لم یکن معہ شیء اللہ تھا اور اوسکے ساتھہ کوئی چیز نہ تھی اوسکی شان تھی اور اب بھی اوسکی
ازلی نعت یہی اور واحد اور فرد ہے الآن کما کان اب بھی جو ان تھا وہی ہے اور ابد الآباد تک

اسی صفت پر رہے گا کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ سوا اوسکی ہر چیز ہالک ہے ہیئات مضارع
کا صیغہ اسلیئے ارشاد فرمایا کہ معلوم ہو جاے کہ تمام اشیاء وجود اوسکے وجود مین آج ہالک ہے کسی دوسرے
روز ہالک ہونے والا نہین جو لوگ محجوب مین منتظر ہین کہ اس حالت کا مشاہدہ فردائے قیامت کو ہوگا
مگر ارباب بصیرت اصحاب مشاہدہ ہونگا ... زبان ... سے رہائی پاچکے ہین وہ اس وعدہ کو عین نقد
خیال کرتے ہین یہ توحید الہی بے ترتیب ہے ... اور توحید خلایق بسبب نقصان وجود کے ناقص ہے

بیان توحید بطرز جدید

بعض صوفیائے کرام نے مراتب توحید کی تقسیم اس طرح کی ہے کہ توحید ذاتی و صفاتی اور افعالی ہے اور اہل توحید
تین قسم مین توحید ... شہودی محقق ... توحید وجودی و شہودی کا ذکر ... آیا اسلئے
... ان کی بیان ہے توحید شہودی یہ ہے کہ اسکی تجلیات سے پردہ ظلمانی رفع ہوجاتا ہے اور بعض
کے تنفات نورانی حاصل ہوتے ہین جنسے طالب کے دل کی آنکھین مطلوب سے دوچار ہوتی ہین اور اسکو
کامل یقین ہو جاتا ہے کہ سب کچھ محبوب ہی کا نور ہے اور کچھ ... توحید ہی درمیان آجاتی ہے مگر اوس دریافت
کے ... کوئی کیفیت نہین ہوتی ... حق کے مشاہدہ مین مستغرق رہتا ہے
... کا نام جمع و قہر کہا جاتا ہے رنج و راحت کی ... باقی نہین رہتی سے ہرچہ از دوست میرسد
نیکوست ... محقق ہوجاتا ہے ... وجودی یہ ہے کہ سالک کا وجود مانند ماہ کی خورشید الہی
مین مستور ہوجاتا ہے اور مشاہدہ و شہود کا نتیجہ دوئی ہے یہاں کثرت ... اس توحید مین سالک مثل جماد
... ہے خبر نہین کھانا ... کے وقت کھالیتا ہے سونے کے وقت سو رہتا ہے
رونے کا موقع ہو تو روتا ہے ہنسنے کا موقع ہو تو ہنستا ہے مگر اوسکو ان سب باتون کی خبر نہین ہوتی
چنانچہ نقل ہے شیخ محی الدین عربی نے اپنے یاروں سے پوچھا کہ میرا یہ سال کیونکر گزرا کوئی امر خلاف
شریعت تو ظہور مین نہین آیا یاروں نے کہا نہیں فرمایا اس سال مین اس عالم سے بالکل بے خبر تھا
خلاف شریعت کسی امر کا سرزد نہونا اسلام کی دلیل ہے کہ حضرت شیخ بقاے محمدی کے رتبہ سے مشرف
تھے حسین منصور حلاج کی بھی یہی کیفیت تھی علاوہ فرایض کے زندان مین ہر شب پانسو رکعت نوافل
ادا کیا کرتے تھے کسی نے پوچھا کہ جب تمہین انا الحق کا دعوی ہے تو یہ نماز کس کی ہے جواب دیا کہ ہم اپنی قدر

آپ جلتے ہین منصور سے جملہ امور بے اختیار صادر ہوتے تہے رسومات بشریت اوس سے کلیتہً زائل ہوچلے تہے شیخ درجہت ہین اوسے کچہ تمیز نہی اسیوجہ سے وہ بڑے شوق کے ساتہہ رقصان وپاے کوبان دار کی طرف متوجہ ہوا تمام اعضا ایک ایک کرکے کاٹے گئے مگر ذرہ بہر اوسکا حال متغیر نہوا۔ اگر یہ شیخ درجہت ہین تمیز ہوتی تو وہ اس آسانی سے یہہ تکلیف برداشت نکرتا دار خالہ جان کا گہر نہین ہے۔ جو کچہ ہمنے اوپر لکہا یہہ توحید اور موحدون کی تعریف تہی اب ہم ایک مثنوی مین جو ارواح مقدسہ مشائخ کی برکت سے فی البدیہہ صفحہ کاغذ پر جلوہ گر ہوئی اس سے ہر ایک طایفہ کا عقیدہ ظاہر ہوگا مولف

توحید مطلق

ہے یہہ توحید مطلق ای دانا ۔ کہ خدا ہے یگانہ بے ہمتا
نہین اوسکا کوئی شریک و سہیم ۔ پاک ہے حدث سے وہ نور قدیم
ذات اوسکی یگانہ یکتا ہے ۔ مگر اعداد سے مبرا ہے
جس جگہ ہوگا واحد عددی ۔ بضرورت وہانپہ ہوگی دوئی

اقسام توحید

صوفیان کرام نے اسکے ۔ مرتبے تین ہین بیان کئے
ہین وہ ذاتی[1] صفاتی[2] و فعلی[3] ۔ اپنے تقسیم ہے تمام ہوئی

اقسام موحدین

ہین موحد بہی تین قسم ای دوست ۔ مغز کولے لو اور چہوڑ دو پوست
اک وجودی[1] شہودی[2] دوسرا ہے ۔ اہل تحقیق جان تیسرا ہے

توحید فعلی

اب سنو تم بیان فعلی کا ۔ صوفیاے کرام نے ہے لکہا
کہ نہین جز خدا جو ہے عادل ۔ جملہ افعال کا کوئی فاعل
بخشنا کہانا پینا اور لینا ۔ بیٹہنا اوٹہنا جاگنا سونا
مارنا مرنا اور جلانا بہی ۔ ہین یہہ سب فعل ذات کے اوسکی
نہین کوئی جو کرسکے یہہ کام ۔ غیر فعال مطلق ای علام
غیر کو سمجہوگے جو تم فاعل ۔ ہوگی نسبت یہہ سربسر باطل
فاعلیت کا ہمکو کیا مقدور ۔ ہے وہ مختار اور ہم مجبور

توحید صفاتی

سن صفاتی کا حال ای دانا ۔ کہ ہے موصوف یکذات خدا
نہین اوسکے سوا کوئی موصوف ۔ ہے فقط اوسپہ یہہ صفت موقوف

ہے وہ حی اور قادر و دانا — ہے وہ محیی مقیت اور بینا
وہی موجد ہے اور وہی خلاق — وہی خالق ہے اور وہی رزاق
باسط و مغنی و علیم و قدیر — مانع و معطی و صغیر و کبیر
جتنے اوصاف ہیں اوسی کے ہیں — کب بجز اوسکے اور کسی کے ہیں
سب جمال و جلال اوسی کا ہے — پاؤگے جو کمال اوسی کا ہے

وحدت ذاتی

وحدت ذاتی کا ہی سنئے حال — ای جوانمرد صاحب اقبال
جتنی ذاتیں یہ آرہی ہیں نظر — ہیں یہ سب ایک ہی نہیں دیگر
نہیں اللہ کے سوا کوئی — جلوہ گر ہر جگہ وہی ہے وہی
وہی عارف ہے اور وہی معروف — وہی اوصاف ہے وہی موصوف
وہی ہے جسم اور جان وہی — ہے مکیں بھی وہی مکاں بھی وہی
ہے وہی باد و خاک و آتش و آب — ہے وہی آفتاب اور مہتاب
عرش و کرسی میں و چرخ و فلک — جن و انسان و دیو و حور و ملک
رہنما و مضل اور ہادی — خادم و شیخ سب ہی ہے وہی
وہی دوزخ ہے اور بہشت وہی — وہی کعبہ ہے اور کنشت وہی
کفر و اسلام مومن و ملحد — نہیں جز ذات مطلق واحد
جو لکھیں جو کہیں وہی حق ہے — جلوہ گر ایک ذات مطلق ہے

وحدت وجودی

معتقد وحدت وجودی کے — ہمہ اوست کا ہیں دم بھرتے
یعنی اس بات کے وہ ہیں قائل — کہ عوالم بعینہ ہیں شامل
زید اور عمرو کا ہے ایک وجود — مختلف ہے اگرچہ انکی نمود
فرق رکھتے ہیں گرچہ صورت میں — پر نہیں فرق کچھ حقیقت میں
چشم حق بین سے دیکھیے گا اگر — ہے خیالی یہ اختلاف صور
ہم یہاں ایک دیتے ہیں تمثیل — جو کہ دیگی سمجھنے میں تسہیل
فرض کر لو ہے خاک اصل وجود — جس سے ہیں چند صورتیں موجود

مثلاً بن گئے ہین جام و سبو | اختلاف صور ہے اینمین گو
لیک باطن مین ایک ہین دونون | جنسیت مین شریک ہین دونون
دونون کو گر کہین کہ ہین یہ خاک | ہوگا صادق۔ نہین کچھہ اسمین لک
ہو جو جام و سبو سے قطع نظر | خاک ہی خاک پاؤ گے یکسر
لیک پاس شریعت و آداب | ہمکو کہتا ہے تم تو نہ دو اب
خاک کا مطلقاً نہ لو تم نام | کہو اسکو کہ ہے سبو اور جام
در حقیقت نہ جام ہے نہ سبو | خاک ہی اصل مین ہین یہ ہر دو
یہ تعینات تمہارا وہمی ہے | یہ ہماری ہی کوتہ فہمی ہے
یہ تعین جو دور ہو یکسر | تو وہ خاک ہوگا پیش نظر
ہین تعین ہین عمرو بکر اور زید | در حقیقت ہے وہم کی یہ قید
جبکہ اوٹھ جاے وہم کی یہ قنات | نظر آے گی پھر وہ مطلق ذات
دو تم اس وہم کا حجاب اوٹھا | اور بیشک کہو کہ ہم ہین خدا

معتقد وحدت شہودی کے | ہمہ از وست کا ہین دم بھرتے
اونکا یہ اعتقاد ہے کہ خدا | این و آن سے ہے پاک اور جدا
حال ہر شے کا ہے اوسے معلوم | ہے زمین و فلک کا وہ قیوم
علم سے اوسکے کچھہ نہین باہر | رکھتا ہے وہ ہر ایک شے کی خبر
آسمان و زمین کا ہے خالق | جملہ مخلوق کا ہے وہ رازق
گر کوئی بادشاہ عالی قدر | یا کوئی حکمران صاحب صدر
کرتا ہے حکم ملک مین جاری | ہوتا فوراً ہے ہر جگہ ساری
ہے اسی طرح خالق قادر | ہر جگہ آپ دایر و سایر
اوسپہ وارد نہین کوئی تشبیہ | ذات ہے اوسکی ہر بسر تنزیہ
مہر کی طرح ہر جگہ تابان | ہے نہین اوسپہ شبہہ امکان
اوسکا علم اپنے ساتھہ جانو تم | ہو معکم ہے اینما کنتم

وحدت شہودی

ہر جگہ خود نہین ہے وہ موجود
بلکہ ہے اوسکا علم نا محدود

گر تجہے عینِ ذات آوے نظر
ہوگا تیرے ہی وہم کا یہہ اثر

بسکہ عشق اوسکا تجہپہ ہے غالب
وہی آتا نظر ہے ہر جانب

دیکہے ہے قیس ہر طرف لیلے
ہین لیلے ولیک نے المعنے

ہر جگہ لیلی کا نہین ہے جمال
بلکہ ہے قیس کا یہہ اپنا خیال

ہے شہودی کا الغرض دعوے
کہ ہے واقع مین بندہ غیرِ خدا

اہلِ تحقیق صاحبِ العینین.
دونون فرقون کے عین ہین یا ہیز

اونکا مذہب ہے یہہ کہ یہہ اشیا
عینِ حق ہی ہین اور یہی ہین سوا

غیرِ حق ہین یہہ از رُوے تعین
در حقیقت یہہ عین ہین بیقین

ذاتِ باری ہے اصل مین مطلق
یہہ تعین ہے شان و صورِ حق

قید و اطلاق مین ہے یہہ نسبت
موج و دریا مین جیسی ہے قربت

بحر صورت مین موج سے ہے جدا
در حقیقت ہے بحر عین اوسکا

موج کو غیرِ محض کہدینا
ہے سراسر خطا و نازیبا

بحر کے ساتہہ موج کا ہے قیام
ہو نہ دریا تو موج کا کیا کام.

عینِ محض اوسکو گر کہینگے ہم
ہوگی یہہ بہی خطا و جرمِ اثم

پس تعین مین ہم کہینگے کہ از دست
پر حقیقت مین بولینگے ہمہ اوست

اہلِ تحقیق کی نظر مین جہان
ہے حقیقت مین عینِ ذاتِ عیان

اور تعینؔ کی وجہ سے اشیا
ذاتِ مطلق سے ہین جدا و سوا

پس بظاہر جہان کو غیر کہو
عین باطن مین پر دہیان رکہو

یہی مذہب موحدون کا ہے
باقی سب شیوہ ملحدون کا ہے

فرقے اسلام مین بہتّر ہین
جلنے خود کو سب یہہ بہتر ہین

پر جو فرقہ ہے شرع مین ناجی
بالیقین جان لو کہ ہے وہ یہی

رحمۃ اللہ اوسپہ ہو نازل
اور رضوان حق رہے شامل

مذہب اہل تحقیق

وحدت وجودی جو اہل تحقیق کا مذہب ہے آجتک تمام مشایخ کرام و اولیاے عظام اسی کے قایل و معتقد رہے ہین مگر صرف تین شیخ رحمہم اللہ تعالی اقوال صاحب مطالب رشیدی ایک شیخ ابوالحسن خرقانی دوسرے شیخ علاء الدولہ سمنانی تیسرے شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی وحدت وجودی سے انکار کرتے ہین حالانکہ حضرت شیخ مجدد صاحب کے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ اور انکے فرزند خورد وحدت وجودی کے معتقد ہین بندہ مولف نے مکتوب چہل و سوم از مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی ملاحظہ کیا اوسمین آپ تحریر فرماتے ہین کہ حضرت خواجہ باقی باللہ نے اپنی آخری عمر مین یہ اعتقاد ترک کردیا تھا آپ فرماتے ہین کہ میان عبدالحق جو خواجہ صاحب ممدوح کے مریدون مین سے تھے بیان کرتے ہین کہ خواجہ صاحب نے اپنی وفات سے چہ سات روز پیشتر یہ عقیدہ ترک کیا تھا۔ بہرحال دلایل عقلی و نقلی سے مذہب اہل تحقیق کی حقیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ جو کچھ دنیا مین موجود ہے اوسکے لئے وجود ہے وجود سے ہرگز باہر نہین ہرچند اشیا صورتون مین مختلف ہین مگر وجود مین سب شریک اور نفس وجود ایک ہی ہے دوئی اور کثرت کی اوسمین گنجایش نہین پس بضرورت لازم ہے کہ وجود کلی جملہ وجود حق تعالے ہے سواے کوئی غیر نہو هُوَ الاَوَّلُ هُوَ الاٰخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ البَاطِنُ کے یہی معنی ہین کیونکہ اگر سواے وجود باری تعالے کے کوئی دوسرا وجود مانا جاوے تو ماننا پڑیگا کہ وجود دو ہین اور جب وجود دو ہین تو لازم آویگا کہ ایک وجود دوسرے سے متصل ہے یا منفصل اور خدا کی ذات مین اتصال یا انفصال جایز نہین پس ثابت ہوگیا کہ عالم عین حق اور حق عین عالم ہے جو لوگ عالم کو غیر حق سمجھتے ہین بالکل غلطی کرتے ہین یہ ایک وہم و پندار ہے کہ خدا بھی موجود ہے اور عالم بھی موجود ہے بلکہ عین شرک ہے۔ شرک اور توحید مین بعد المشرقین ہے اس پندار کو دور کردو پھر توحید کی سیر دیکھو

جامی

تا در تو ز پندار تو ہستی باقیست	میدان یقین کہ بت پرستی باقیست
گفتی بت پندار شکستم رستم	این بت کہ تو پندار شکستی باقیست

اب ہم چند دلایل نقلی جو قرآن شریف و سنت و آثار مین وارد اور مشایخ عظام و صوفیہ کرام کی کتب معتبرہ مین مروی ہین تحریر کرتے ہین۔

دلایل نقلی در اثبات وحدت وجودی

توحید نبی گفت و ولی گفت و خدا	جز وحدت ذات نیست حاشا کلا

	من چو صلا از کجا بیارم ملا		ہرگز خدا انبیا ہمی گفتند	

حنات العارفین مین مرقوم ہے کہ عارف بے پروا از ہمہ سامی بایزید بسطامی قدس سرہ السامی کا قول ہے کہ تاکِ معرفت کا تخم آدم علیہ السلام کے زمانہ مین خاک مین بویا گیا نوح علیہ السلام کے عہد مین اوسنے سر نکالا ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین پھول پتے نکالے موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین خوشے لگے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین انگور پختہ ہوئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین اوسکی خالص اور صاف شراب نکالی رندان امت محمدیہ نے قدحے بھر بھر کے پئے اور بیخود و مست ہو کر پکار پکار کہنے لگے سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ (مین پاک ہون میری شان بہت بلند ہے) لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ (میرے جبہ مین سوائے اللہ کے کچھ نہین) اَنَا الْحَقّ - لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا وغیرہ قال اللہ عزوجل هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ یعنی وجود میری ذات مین منحصر ہے اور سب مین ہی مین ہون وقال فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ جدہر منہ کروگے اودہر میری ہی ذات ہے غیر کوئی نہین وقال اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ جن لوگون نے تیری بیعت کی اسمین شک نہین کہ اللہ کی بیعت کی اللہ کا ہاتھ اونکے ہاتھ پر ہے اسی قسم کے کئی کلمات احادیث قدسیہ مین وارد ہین مثلاً ای موسیٰ مین بیمار ہوا میری عیادت نہ کی مین گرسنہ ہوا تو نے مجھے کہانا نہ کہلایا موسیٰ نے عرض کیا کہ الٰہی میرے پروردگار تو تو ان باتون سے منزہ ہے فرمایا میرا فلانا دوست بیمار ہوا تو نے اوسکی عیادت نہ کی گرسنہ ہوا تو نے اوسے کہانا نہ دیا مین اوسکے کان ہون میرے ساتھ سنتا ہے مین اوسکی آنکھین ہون میرے ساتھ دیکھتا ہے مین اوسکی زبان ہون میرے ساتھ بولتا ہے مین اوسکا ہاتھ ہون میرے ساتھ کسی چیز کو پکڑتا ہے مین اوسکے پاؤن ہون میرے ساتھ چلتا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے مین خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر مخلوق کیا ہے یعنی اپنی صفات پر پیدا کیا ہے کہ وہ شنوا و بینا ہے چنانچہ قرآن شریف مین وارد ہے فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ہمنے اوسکو (آدم کو) بنایا شنوا و بینا نیز ارشاد فرمایا اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ یعنی مین احد ہون نیز آنحضرت نے ارشاد فرمایا لَوْ دَلَّیْتُمْ بِحَبْلٍ لَهَبَطَ عَلَی اللّٰهِ اگر تمہین رسی سے باندہکر اوپر سے نیچے پھینک دین تو تم بیشک اللہ پر گروگے یعنی ہر طرف اللہ کا وجود ہے اور ہمہ اوست نیز ارشاد فرمایا اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا

لَمْ يَضُرَّهُ ذَنْبٌ جب اللہ کسی کو پیار کرتا ہے تو کوئی گناہ اوسکو ضرر نہیں پہونچا سکتا کیونکہ جب اللہ کسی کو پیار کرتا ہے تو اوسکو اوسکی ہستی سے نکال دیتا ہے اور بندہ عین حق ہو جاتا ہے اور اوسکا ہر ایک فعل فعل حق ہوتا ہے پھر نہ کوئی گناہ ہے نہ کوئی ضرر نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَإِنَّ الدَّهْرَ هُوَ اللّٰهُ دہر کو گالی نہ دو کیونکہ دہر خدا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ فَإِنَّهُ مِنْ نَفَسِ الرَّحْمٰنِ ہوا کو برا نہ کہو کہ یہہ خدای تعالی کے سانس میں سے ہے۔ نیز ارشاد فرمایا إِنِّي لَأَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ مجھے یمن کی طرف سے نفس رحمن کی خوشبو آتی ہے یہہ حضرت خواجہ اویس قرنی کی طرف اشارہ ہے **حضرت ابوبکر صدیق** رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا رَأَيْتُ اللّٰهَ فِيهِ میں نے جس چیز کو دیکھا اوسمیں اللہ کو دیکھا۔ جسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے بلال کو خرید کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای ابوبکر بلال کی خرید میں مجھے بھی شریک کرلو جواب دیا خدا وحدہٗ لا شریک ہے یہہ قول بہت بلند ہے ہر ایک شخص اسکی کنہ کو نہیں پہونچ سکتا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابوبکر کے اس قول پر کوئی اعتراض نہیں کیا **حضرت عمر فاروق** رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا رَأَيْتُ اللّٰهَ مَعَهُ میں نے جو چیز دیکھی اوسکے ساتھ خدا دیکھا۔ عین القضاۃ حضرت امیر المومنین عمر رضہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت فاروق نے فرمایا قرآن مجید میں کہیں دشمنوں اور کافروں کا ذکر نہیں آیا جہاں کافرون کا مذکور ہے وہاں کافران حقیقی یعنی عارف و عاشق مراد ہیں اور دشمنوں سے دشمنانِ ہستی موہوم مقصود ہیں کیونکہ اس گروہ کو اہل ظاہر کافر اور دشمن سمجھتے ہیں شیخ محی الدین عربی نے اس آیت کی تفسیر میں جو بظاہر کفار کی شان میں ہے إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ لکھا ہے کہ یہہ آیت کافران حقیقی یعنی عارفون کی شان میں وارد ہے یعنی ان کافران حقیقی کو ڈراتا یا نہ ڈراتا برابر ہے وہ کبھی ایمان عوام قبول نہ کرینگے۔ حضرت شاہ میر میانمیر قدس سرہ جنکا مزار لاہور سے جانب شرق تین میل کے فاصلہ پر ہے آیہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہہ خاصان خدا کی شان میں ہے انکے دل پر اللہ نے مہر کردی ہے کہ کوئی غیر اوسمیں نہ آوے اور اونکی آنکہیں غیر نہ دیکھیں اور اونکے کان غیر نہ سنیں اس کفر میں اونہیں بڑی لذت و حلاوت ہے **حضرت ذی النورین**

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہین مَارَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَاَیْتُ اللّٰہَ بَعْدَہٗ مین نے جو چیز دیکھی اوسکے بعد خدا دیکھا **شعر**

نخستین چشم بر نور وجود ست
هر آن کس را که وحدت در شهود ست

اصحاب ثلثہ کے یہہ تینون قول ازروے عبارت باہم بہت قریب ہین تہوڑا سا فرق ہی مگر ہر ایک کے درجہ کے موافق ہین **حضرت علی** کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تہے مَارَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ مین نے جو چیز دیکھی اوسمین خدا دیکھا۔ نیز فرمایا سُبْحَانَ مَنْ اَطَاعَہُ الْعَاصِیْ بِعِصْیَانِہٖ سُبْحَانَ مَنْ ذَکَرَہُ النَّاسِیْ بِنِسْیَانِہٖ پاک ہے وہ جو گنہگار گناہ کرنے مین ہی اوسکی اطاعت کرتا ہے پاک ہے جو فراموشکار اپنی فراموشی مین ہی اوسکو یاد کرتا ہے۔ نیز فرمایا کہ وہ ہر ایک شے کے ساتہہ ہے مگر نہ ایسا کہ اوسکی معیت بطریق حلول یا اتصال و تفرقہ ہو کہ اس صورت مین دو وجود لازم آتے ہین اور وہ غیر ہر شے ہے مگر نہ ایسا غیر کہ اوس سے بالکل جدا ہو یعنی خود ہی خود ہے باقی سب نسبت ہی۔ نیز فرمایا کہ اگر علم خاص جو مجہے حاصل ہوا ہے ظاہر کردون تو تمام مسلمان مجہے بت پرست جاننے لگین اور جو برائی میرے حق مین پسند کرین اوسکو ثواب سمجہین یہانتک کہ میرا خون حلال و مباح جانین نیز فرمایا اَخَذْتُ فَیْضَ الرُّبُوْبِیَّۃِ مِنَ النُّبُوَّۃِ مین نے فیض ربوبیت کا نبوت سے حاصل کیا یعنی نبوت کے اتباع مین ایسا مستغرق ہوا کہ فیض ربوبیت نے مجہے اپنی گود مین لے لیا بحکم قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنی کہدے تو اپنی امت کو مژدہ دیدے کہ اگر تم اللہ کو پیار کرتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تمہین خود پیار کریگا۔ نیز فرمایا مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ جسنے اپنے تئین پہچانا خدا کو پہچانا نیز فرمایا عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ خدا کو مین نے خدا ہو کر پہچانا **حضرت ابو ہریرہ** رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم سیکہے اونمین سے ایک کو خلقت مین منتشر کیا اور دوسرے کو مخفی رکہا اگر اوسکو بہی منتشر کردیتا تو مسلمان میرا گلا کاٹ دیتے یعنی پہلا علم ظاہر شریعت تہا اوسکو منتشر کیا اور دوسرا علم حقیقت و توحید تہا جسکے ظاہر کرنے سے سب لوگ دشمن جان ہو جاتے ہین حضرت خواجہ **اویس قرنی** رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب عبودیت تمام ہو گئی پہر بندہ کی بندگی نہ رہی اوسمین صفت الوہیت ظاہر ہو جاتی ہے اور بندہ کا فعل عین حق کا فعل ہوتا ہے حضرت سید الساجدین **امام زین العابدین** رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنا خاص علم چھپاتا ہون تاکہ ایسا

ہون تاکہ علم حق کے اظہار سے جہان جھنجلا نہ او نہین اگر ظاہر کردون تو مسلمان مجھے فی الفور کہدین کہ یہہ بت پرستی کرتا ہے اور میرا خون حلال و مباح سمجھین اور ہر ایک بدی میرے حق مین ثواب تصور کرین اور یہی علم میرے جد امجد حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کو تلقین کیا تھا۔ اس قول سے دو باتین ظاہر ہوتی ہین ایک یہہ کہ یہہ علم علم توحید تھا کیونکہ علم شریعت و طریقت کے ظاہر کرنے سے کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی خونریزی پر آمادہ نہین ہو سکتا دوسری یہہ کہ بت پرست اسواسطے جاننے لگین گے کہ جب وہ ذات میرے وجود مین موجود ہوگی تو مین ضرور اوسکی پرستش کرونگا قولہ تعالی وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ اور وہ تمہارے نفسون مین ہے کیا تم نہین دیکھتے حضرت **امام جعفر صادق** رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ قرآن شریف کی آیات کی اسقدر تلاوت کرتا ہون کہ بالآخر اوسکا قایل خود ہو جاتا ہون یعنی جب حضور حاصل ہو گیا تو قرآن کو اپنا کلام جانتا ہون۔ تذکرۃ الاولیا مین ہے کہ حضرت صادق سے کسی نے کہا تم سب فضیلتین رکھتے ہو عابد ہو زاہد ہو کریم ہو یہان تک کہ اپنے خاندان کے قرۃ العین ہو مگر بڑے متکبر ہو فرمایا مین متکبر نہین ہون لیکن میرا ایک کبریا ہے جب مین اپنا کبر ترک کردیتا ہون اوسکی کبریائی بجائے کبر کی جگہ آجاتی ہے اپنی ہستی قایم رکھکر کبر کرنا بیشک برا ہے مگر اوسکی کبریائی جب تکبر کرتی ہے اور مین نہین تو کچھہ مضایقہ نہین۔ نیز فرمایا کہ اوسوقت مجھے معلوم ہوا کہ مینے معانی کا سر دریافت کرلیا جبکہ لوگ مجھے دیوانہ کہنے لگے حضرت **ابراہیم ادہم** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ اگر ایک لحظہ بھی میرا دل میرے اختیار مین آجاے تو مین ملک روم کے فتح کرلینے سے اوسکو بہتر سمجھون اور اگر بادشاہان روے زمین معلوم کرلین کہ ہممین جو ہے کیا ذوق و لذت حاصل ہوتی ہے تو تلوار لیکر مجھپر ٹوٹ پڑین حضرت **فضیل عیاض** رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ امر معروف و نہی منکر کیا ہے فرمایا ہم ایسی ولایت مین رہتے مین جہان نہ امر معروف ہے نہ نہی منکر یعنی یہہ دونون ولایت خلق مین ہین اور حضرت ذات مین نہ امر معروف ہے نہ نہی منکر جیسا کہ خواجہ شمس الدین تبریزی عرف شمس تبریز فرماتے ہین کہ جہان توحید ہے وہان کن مکن کا کیا کام نیز فضیل نے فرمایا مین چاہتا ہون کہ بیمار ہو جاؤن تاکہ نماز با جماعت ادا کرنے سے معذور رہون اسکے یہہ معنی ہین کہ جو شخص مدام صلوۃ مین ہو اوسکو ظاہری نماز کی کیا ضرورت ہے۔ یا یہہ کہ جب قرب حاصل ہے تو پھر نماز جو دوئی کی علامت ہے بیکار ہے اور بیماری کی آرزو از راہ کمال اتباع محمدی ہے کہ بغیر کسی عذر شرعی کے تکلیفات شریعت سے تخلف جائز نہین ہے نیز

فرمایا عرش و کرسی لوح و قلم جبرائیل میکائیل اسرافیل و عزرائیل سب مین ہی ہون ابرہیم موسی عیسی اور محمد رسول اللہ بھی مین ہی ہون۔ اسکے یہہ معنی ہین کہ جو شخص مقام کلیت کو پہونچ گیا مین ذات ہوگیا اور سب ذاتین اوسی کی ذات ہین **حضرت معروف کرخی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین لَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہ کوئی چیز موجود نہین سوائے اللہ کے **حضرت ذوالنون مصری** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مین نے تین سفر کئے اور تین علم حاصل کئے پہلے سفر مین وہ علم حاصل کیا جو خاص و عام نے قبول کر لیا دوسرے سفر مین وہ علم حاصل کیا جو خاص نے قبول کر لیا اور عام نے رد کر دیا تیسرے سفر مین وہ علم حاصل کیا جو نہ خواص نے قبول کیا اور نہ عوام نے بلکہ مجھے ذلیل و خوار اور رسوا کیا۔ بندہ مؤلف کہتا ہے کہ پہلا علم شریعت تھا اور دوسرا علم طریقت اور تیسرا علم توحید جسکو سوائے اخص الخواص کے اور کوئی قبول نہین کر سکتا ذوالنون سے کسی نے پوچھا کہ وہ کونسی مخفی چیز ہے جسکے ساتھہ عابد کو ذلیل کرتے ہین جواب دیا کہ لطف بیحد و ظہور خوارق بیشمار کیونکہ یہہ اسباب خود بینی کے ہین اور نا خدا بینی انکا ثمرہ ہے خود بینی اور خدا بینی ایک دوسرے کی ضد ہین

نظم

یا تو باشی درین میان یا ما	سخن ما و من مگو با ما
چہ مناسب باہل توحید ست	من و تو ہمین شرک و تقلید ست

نیز کسی نے ذوالنون سے پوچھا کہ عارف کون ہے جواب دیا کہ تھا اور چلا گیا۔ اسکے یہہ معنی ہین کہ ہستی موہوم سے گزر کر ہستی مطلق مین پہونچ گیا اب اوسکا کوئی نام و نشان نہین **حضرت ابو علی دقاق** رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ مین ایسی حالت مین تھا جہان کہہ سکتے ہین کہ مین تھا اور اپنے ساتھہ تھا اور اپنے لئے تھا اب ایسی حالت مین ہون کہ وہم ہو گیا یعنی میری ہستی موہوم دور ہو گئی اور ہمہ اوست رہ گیا **حضرت بایزید بسطامی** قدس سرہ السامی فرماتے ہین کہ سب لوگ گناہون سے توبہ کرتے ہین اور مین لا الٰہ الا اللہ کہنے سے کیونکہ ذکر بعد وصول شرک ہے۔ نیز بایزید نے اللہ اکبر کی آواز سنی کہا مین الوہیت مین بہت بزرگ ہون۔ نیز کسی نے بایزید کے سامنے بیان کیا کہ قیامت کے روز تمام امت لوای محمدی کے نیچے ہوگی بایزید نے کہا خدا کی قسم میرا لوا لوای محمدی سے زیادہ تر عظیم الشان ہے۔ اسکے یہہ معنی ہین کہ حقیقت محمدی سے ہویت کبری ہے وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ وہ ہر ایک چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ نیز کسی نے بایزید سے کہا کہ خدا کے الواح ہین اور لوح محفوظ بھی دیکھا ہے بایزید نے کہا لوح محفوظ مین ہی ہون۔ نیز احمد حرب نے بایزید کو

ایک جانماز تحفہ بہیجا کہ ہیر آپ نماز پڑہا کرین بایزید نے کہلا بہیجا کہ مین نے تمام انبیا و اولیا و علما کی عبادت تکیہ مین لپیٹ کے سر کے نیچے رکہہ چہوڑی ہے مجہے جانماز کی کچہہ حاجت نہین یعنی عبودیت سے گزر کر مقام الوہیت مین پہونچ گیا ہون نیز بایزید نے کہا کہ پہلا سفر جو مین نے حج کے ارادہ سے کیا اوسمین صرف خانۂ خدا دیکہا مین نے جان لیا کہ حج قبول نہین ہوا اس قسم کے اینٹ پتہر بہتیرے دیکہہ چکے ہین دوسرے سفر مین خانہ [بیت اللہ ۱۲] مع خانۂ خدا [صاحب خانہ ۱۲] دیکہا مین نے کہا کہ ابہی تیری حقیقت معلوم نہین کر سکا مین خانہ خدا کے ساتہہ خانہ کا وجود پسند نہین کرتا آخری سفر مین فقط خانہ خدا دیکہا خانہ موجود نہ تہا یعنی حق مین ایسا مستغرق ہو گیا تہا کہ سوائے اوسکے کوئی چیز دکہائی نہ دیتی تہی اس بات کی دلیل یہہ ہے کہ ایک شخص بایزید کے دروازہ پر گیا اور آواز دی بایزید نے کہا کسکو پکارتے ہو کہا بایزید کو جواب دیا کہ اُف بیچارہ بایزید۔ تیس برس سے مین اوسے ڈہونڈ رہا ہون اوسکا نام و نشان نہین ملتا۔ نیز کسی نے بایزید سے پوچہا عارف کو بہی حجاب ہوتا ہے کہا حق کو حجاب نہین ہوتا یعنی عارف حق ہے اور حق حجاب سے پاک ہے نیز نقل ہے کہ بایزید ایک دفعہ مسئلہ توحید بیان کر رہے تہے اور آپ ہی جوش سے جاتے تہے اور کہتے تہے مین خود ہی شراب ہون خود ہی شرابخوار اور خود ہی ساقی ہون **حضرت ابو سعید خراز** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مدت سے مین خدا کی جستجو مین رہا آخر اپنے آپ مین اوسکو پایا اب مین اپنے تئین ڈہونڈتا ہون اور نہین پاتا۔ نیز اونہین کا قول ہے کہ جب بندہ حق مین واصل ہو جاتا ہے اور مقام قرب مین پہونچ جاتا ہے اپنے تئین فراموش کر دیتا ہے اگر اوس سے کوئی پوچہے کہ تو کہان سے آیا ہے اور کہان جائیگا جواب دیتا ہے اللہ یعنی اللہ ہون اور اللہ مین جاتا ہون اس مقام کا نام سیر فی اللہ ہے **حضرت ابو حمزہ خراسانی** رحمۃ اللہ علیہ حارث محاسبی رح کے مکان پر بیٹہے تہے اتفاقاً بکری کی آواز سنی وجد مین آگئے اور کہا لَبَّیْکَ جَلَّ جَلَالُکَ حاضر ہون مین ای صاحب جلال و الاکرام حارث نے چہری نکالکر کہا بیان کر یہہ کیا حالت ہے ورنہ ابہی ذبح کر ڈالونگا جواب دیا اے بیچارے تو کیا جانتے سالہا سال خاک اور آٹے کی بہوسی ملا کر کہا پہر تجہپر اس مسئلہ کی کیفیت ظاہر ہوگی **حضرت سہل بن عبد اللہ تستری** رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچہا مرد کب صوفی ہوتا ہے جواب دیا اوسوقت جبکہ اوسکا خون حلال اور اوسکا مال مباح جانین اور وہ جو کچہہ دیکہے خدا کی طرف سے دیکہے اور مفتی اور قاتل و مقتول سب پر خدا کی رحمت شامل ہو یعنی مخالف و موافق سب کو حق جانے نہ غیر

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ آلتی پالتی مار کر عین برف مین بیٹہے ہوئے تہے ابوالحسن علوی نے کہا آؤ مکان کے اندر بیٹہین جواب دیا کیا مجوسیت کی جانب بلاتے ہو شیخ الاسلام اس قول کے یہہ معنی کرتے ہین کہ جبتک نشان دوگانگی موجود ہے مجوسیت بہی موجود ہے برف مین بہی حق ہے گہر مین بہی حق ہے حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین ایک جوان آیا نوری نے پوچہا تو نے کسکی صحبت مین تربیت پائی ہے جواب دیا ابو حمزہ خراسانی کی صحبت مین پوچہا وہ قرب کا نشان دیتا ہے جواب دیا ہان کہا جب وہان جاؤگے پہر اسلام کہیو اور کہیو کہ جہان ہم ہین وہان قرب بعد البعد ہے

جامی کمن اندیشہ ز نزدیکی و دوری	لا قرب ولا بعد ولا وصل ولا بین

یعنی دوری و نزدیکی دوگانگی کی مقتضی ہے اور دوگانگی توحید مین شرک ہے نیز نوری نے فرمایا ہے کہ جب حق سبحانہ وتعالی اپنی لطافت پر نظر کرتا ہے اپنے تئین حق ظاہر کرتا ہے اور جب اپنی کثافت پر نگاہ کرتا ہے اپنے تئین خلق ظاہر کرتا ہے یعنی دونون صورتین ایک ذات کا جمال ہین نیز نوری سے کسی نے پوچہا کہ عبودیت کیا ہے جواب دیا مشاہدہ ربوبیت نیز کسی نے پوچہا خدا تعالی کے وجود پر کیا دلیل ہے جواب دیا خود خدا ہی دلیل ہے یعنی جس چیز کو ہم دلیل قایم کرینگے وہ خود خدا ہی تعالی ہے ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب نیز ابوالحسن نوری نے موذن کی آواز سنی کہا خدا تجہے ہلاک کرے اسی اثنا مین کتے کی آواز سنی کہا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ مین حاضر ہون تیری خدمت کے واسطے اور تیری ستایش کرتا ہون لوگون نے پوچہا ای شیخ یہہ کیا حالت ہے جواب دیا موذن نے جو کہا غفلت سے اور لوگون کو سنانے اور اپنی اجرت لینے کے واسطے کہا اور کتے نے جو کچہہ کہا کسی غرض کے واسطے نہ تہا اور نہ اوسمین غفلت تہی وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کوئی چیز نہین جو اوسکے حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو حضرت ابوجعفر بن الکبری رحمۃ اللہ علیہ جنید کے سرہانے بیٹہے تہے اور اونکی وفات کا وقت قریب تہا جنید نے سر اوٹہا کر آسمان کی طرف دیکہا ابوجعفر نے کہا یہہ بعد اور دوری ہے حق تعالی جہات سے منزہ ہے یعنی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ حضرت سید الطایفہ جنید بغدادی قدس سرہ العزیز کے روبرو کسی نے یہہ حدیث پڑہی کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْءٌ (اللہ تہا اور اوسکے ساتہہ کوئی چیز نہ تہی) جنید نے کہا اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ اب بہی ویسا ہی ہے جیسا کہ تہا یعنی وہ اب بہی جون کا تون ہے اشیا جو نظر آتی ہین سب ہی ہین نیز سید الطایفہ کا قول ہے کہ تصوف یہہ ہے کہ ایک ساعت بغیر تیمار کے بیٹہے لوگون نے پوچہا کہ تیمار

کے کیا معنی ہیں فرمایا بغیر ڈھونڈنے کے پانا اور بغیر دیکھنے کے دیدار کرنا کیونکہ دیکھنے والا دیدار میں سبب ہے

یک دم از وے جدا نشینی تو	ساعتی بے خدا نشینی تو
شرک باحق نشستنست یقین	خود بخود آشنا نشینی تو

نیز سید الطایفہ سے کسی نے پوچھا کہ عارف کون ہے اور معروف کون ہے فرمایا لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنُ اِنَائِہٖ پانی کا کوئی رنگ نہیں اوسکا رنگ وہی ہے جو ظرف کا رنگ ہے

آنکس کہ ہزار رنگ عالم بنگاشت	رنگ من و تو کجا خدا می داشت
این رنگ ہمہ ہوس بود یا پنداشت	او بے رنگ ست رنگ او می باید داشت

نیز سید الطایفہ فرماتے ہیں میںنے اولیت و آخریت کا مطالعہ کیا پہر سب سے غایب و سب سے فانی ہوگیا اور بالآخر باقی ہوگیا نیز سید الطایفہ سے کسی نے پوچھا کہ توحید کیا چیز ہے فرمایا اَلتَّوْحِیْدُ تَرْکُ الْاِضَافَاتِ توحید کے معنے ہیں اضافتوں کا ترک کردینا یعنی جب اضافت درمیان آگئی تو مضاف مضاف الیہ ہی جو دوگانگی و یکی علامت ہیں ضرور ہونگے پس انکو رفع کرنا چاہیے توحید کے بیان کرنے کے واسطے صرف اشارہ کافی ہے زبانی بیان کرنے سے توحید کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ نیز سید الطایفہ کی مجلس میں ایک روز شبلی نے کہا اللہ جنید نے فرمایا غیبت حرام ہے یعنی اسوقت تو حاضر نہ تھا اگر حاضر ہوتا تو نام نہ لیتا کیونکہ حضور میں نام لینا ترک ادب و گستاخی ہے **حضرت سمنون محب** رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ محبت کیا چیز ہے جواب دیا کہ محبت بندہ کی حق کے ساتھ پوچھتے ہو یا محبت حق کی بندہ کے ساتھ ابھی میں خضر علیہ السلام کے روبرو محبت حق با بندہ کا بیان کر رہا تھا ملایکہ سن نہ سکے اور بہاگ گئے **حضرت رویم** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ آثار بشریت دور کرکے اپنے اوپر الوہیت ثابت کرے یعنی اپنے تئیں معبود دیکھے نہ عابد۔ نیز رویم سے کسی نے پوچھا کہ خدا کے ساتھ انس کرنے کے کیا معنی ہیں جواب دیا کہ غیر سے یہاں تک کہ اپنی ہستی سے بھی وحشت اختیار کرے یعنی سوائے حق کے کسی کو نہ دیکھے نیز رویم سے کسی نے پوچھا کہ توبہ کیا چیز ہے فرمایا توبہ سے توبہ کرنا یعنی پہلی ہوی ہیئت خود کرتا ہے پہر توبہ کس چیز سے۔ پہلے تائب فعل بد کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور اوس سے توبہ کرتا ہے جب اوسکو حقیقت معلوم ہوجاتی ہے کہ ہر ایک فعل کا فاعل حق ہے تو چاہتا ہے کہ اس زمین توبہ کہ کردہ ام الٰہی توبہ **حضرت یوسف بن الحسین** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ عیسیٰ کا نزول اور مہدی کا خروج

کب ہوگا اور یہہ بہی جانتا ہون کہ عیسیٰؑ کس قبیلہ کی عورت سے نکاح کرینگے اور اوس سے کون پیدا ہوگا یعنی عارف کا علم اللہ کا علم ہے جو کچہہ اللہ کو معلوم ہے عارف کو بہی معلوم ہے نیز یوسف کا قول ہے اگر صدق واخلاص دونون میرے غلام ہوتے تو مین اونکو فروخت کر ڈالتا اگر خوف رجا دونون میرا دروازہ کہٹکہٹاتے تو مین ہرگز دروازہ نہ کہولتا یعنی یہہ سب اوصاف عبودیت ہین مین اُنسے بیزار ہون حضرت **ابوبکر واسطی** فرماتے ہین کہ ذاکرون کی غفلت عوام الناس کی غفلت سے بیشتر ہے یعنی عوام الناس کی غفلت یہی ہے کہ وہ خدا کا نام نہین لیتے اور ذاکر پندار وغرور مین ہین اور ذکر مین ایسے محو ہین کہ مذکور کبہی اونکی آنکہون مین جلوہ گر نہین ہوتا اور اسم مین ایسے مستغرق ہین کہ مسمی کا کبہی خیال ہی نہین گزرتا

خوش گرچہ بود نشستن ہمہ وقت — این قید چہ لازم ست بر من ہمہ وقت
غافل شدن از خلق زحق از حق ست — خود لعب ست یاد کردن ہمہ وقت

نیز واسطی فرماتے ہین کہ اپنے نفس کو ملامت کرنا اوسکو خدا کے ساتہہ شریک کرنا ہے یعنی نفس ہی فاعل

از اصل حقیقت چو خبردار شدی — در حضرت حق محرم اسرار شدی
چون فاعل خیر وشر خدا را دیدی — دیدی گنہ از خویش گنہگار شدی

نیز واسطی اس آیت کی تفسیر مین وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ اکثر اونمین سے اللہ پر ایمان نہین لائے بلکہ وہ مشرک ہوگئے ہین فرماتے ہین کہ شرک تین طرح کا ہے شرک کفر شرک ریا شرک ذکر یعنی جو لوگ اللہ پر ایمان نہین لائے وہ تو مشرک ہی ہین مگر جو ایمان لائے ہین اور اعمال صالحہ مین ریا مد نظر رکہتے ہین اون لوگون کو معبود حقیقی کا شریک بناتے ہین جنکے دکہانے کو عبادت کرتے ہین اسی طرح وہ لوگ ہین جو صرف ذکر مین محو رہتے ہین اور مذکور سے قطع نظر کرتے ہین اونکا معبود وہی ذکر ہے اصل ایمان جو توحید ہے تینون کے پاس نہین حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہین

شرک دو ہست ہم خفی و جلی — ہر دو را پیش تو کنم اظہار
ای پسر لا الہ الا اللہ — خود ز شرک خفی ست آئینہ دار
ہست شرک جلی رسول اللہ — خویشتن را ازین دو شرک برآر
چون ازین شرک با خلاص شوی — شوی آن وقت صوفی ستار

یعنی اب صادق کو ذکر اور فنافی الرسول سے چارہ نہین لیکن جب وہ انہین مقامات کا پابند رہے گا تو

بھل ایمان سنئے جو توحید سے محروم و بے نصیب ہے گا۔ **حضرت حسین منصور حلاج** رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو جو آخری وصیت کی یہہ تہی کہ ای فرزند جب تمام عالم کسی نہ کسی کام مین مشغول رہتا ہے تو ایسے کام مین مشغول رہ جسکا ایک ذرہ عمل ثقلین سے بہتر ہو بیٹے نے پوچھا وہ کونسا کام ہے فرمایا توحید۔ نیز حلاج سے کسی نے پوچھا کہ با وجود دعوے خدائی ہر روز چار سو رکعت نماز کسکی پڑہتا ہے جواب دیا کہ میرے سوا کون ہے جسکی مین پرستش کرون نیز حلاج سے کسی نے پوچھا تیرا مذہب کیا ہے کہا اللہ کے

مذہب عاشق ز ملتہا جداست		عاشقان را مذہب و ملت خداست	

نیز حلاج نے فرمایا عارف کا ایمان درست نہین ہوتا جبتک کہ کافر نہو جاوے۔ نیز کسی منکر نے حلاج سے کہا تو نبوت کا دعوے کرتا ہے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو نے میری قدر کم کردی یعنی مین دعوے خدائی کرتا ہون تو نبوت کا نام لیتا ہے **حضرت ابو الحسن مزین** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جو شخص مشاہدہ حق سے انکار کرتا ہے حق تعالی اوسکو اپنی طاعت و عبادت مین مشغول کرتا ہے یعنی اوسکو قابل معرفت و حضوری نہ دیکھکر عوام مین داخل کر دیتا ہے **حضرت ابو بکر شبلی** رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ اگر جبرائیل و میکائیل میرے دل مین گزر کرین تو مین زمین سے کہدون کہ مجھے نگل جاوے۔ نیز شبلی نے فرمایا ہے لَيْسَ غَيْرُ اللهِ فِي الْعَالَمِ سوائے اللہ کے عالم مین کوئی موجود نہین نیز جنید نے شبلی پر عتاب کیا کہ جو اسرار مین خفیہ بیان کیا کرتا تہا تو اونکو منبر پر بیان کرتا ہے شبلی نے کہا اَنَا اَقُوْلُ وَ اَنَا اَسْمَعُ هَلْ فِي الدَّارَيْنِ غَيْرِي مین آپ ہی کہتا ہون اور آپ ہی سنتا ہون کیا دونون جہانون مین میرے سوا کوئی موجود ہے۔ نیز شبلی نے فرمایا خدا کے بندے ایسے بہی موجود ہین کہ اگر اپنا آب دہن دوزخ مین ڈالدین اوسیوقت دوزخ کی آگ سرد ہو جاوے نیز فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ بہشت و دوزخ کو یکبارگی لقمہ کرکے نگل جاؤن تاکہ بغیر کسی لالچ کے لوگ اوسکی پرستش کرین نیز کسی نے شبلی رحمۃ اللہ سے پوچھا کہ زہد و ورع کیا چیز ہے فرمایا زہد بخل ہے اور تقوی شرک یعنی جب سب حق ہے تو زہد و تقوی کا کیا دخل نیز شبلی سے کسی نے پوچھا تصوف کیا ہے جواب دیا شرک نیز مؤذن نے اذان مین کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ شبلی نے جوش مین آکر کہا کہ اگر خدا کا حکم نہوتا تو اوسکے نام کے ساتھہ دوسرے کا نام کون لے سکتا تہا نیز شبلی سے کسی نے پوچھا توحید کیا چیز ہے فرمایا جو کوئی اس سوال کا جواب دیتا ہے ملحد ہے اور جو توحید کی تعریف کرتا ہے مشرک ہے جو توحید کو نہین جانتا

وہ کافر ہے اور جو توحید کی طرف اشارت کرتا ہے وہ بت پرست ہی اور جو شخص توحید سے سوال کرتا ہے جاہل ہے یعنی تحریر و تقریر اس باب مین قاصر ہین - نیز شبلی سے کسی نے پوچھا کہ آپ کبھی خوش حال بھی ہوئے ہین فرمایا ہان اوسوقت جبکہ جانتا ہون کہ اوسکو کوئی یاد نہین کرتا یعنی میری خوشحالی اسی مین ہے کہ سب مذکور دیکھون اور کوئی ذاکر نہو کیونکہ ذاکر غیر ہے - نیز فرمایا دل کو غیر کے دیکھنے سے محفوظ رکھنا شرک ہے - یعنی جب غیر موجود ہی نہین تو محفوظ کس سے کہین **حضرت ابوالعباس قصاب ابو علی** رحمۃ اللہ علیہ سے ابوالحسن خرقانی و ابوعبداللہ دہستانی نے پوچھا کہ اندوہان بہتر ہے یا شادمانی از اللہ جواب دیا کہ الحمد للہ پسر قصاب ان دونون حالتون نے بالاتر ہے لَیْسَ عِنْدَ رَبِّکُمْ صَبَاحٌ وَلَا مَسَاءٌ یعنی جہان حق ہے وہان نہ صبح ہے نہ شام **حضرت ابوالحسن حصری** رحمۃ اللہ علیہ نے جو ابوبکر شبلی کے مرید تھے فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو فنا اور بقا کے بعد فانی نہو اسکے یہہ معنی ہین کہ یہہ صفت ذات کبریائی ہے کہ اوسکو کبھی فنا نہین **حضرت ابوالخیر مالکی** رحمۃ اللہ علیہ سے ابوعبداللہ خفیف نے پوچھا کہ خدا کے ساتھہ معاملہ کب صاف ہوتا ہے کہا جب منافقت اوٹھہ جاتی ہے یعنی عینیت حاصل ہوجاے اور بندہ نرہے فقط خدا باقی ہے کیونکہ عبودیت خدا کے ساتھہ شرک ہے - نیز ابوعبداللہ خفیف سے پوچھا کہ تصوف کیا چیز ہے فرمایا غفلت کو ہی اللہ کا وجود جاننا داراشکوہ نے بھی اسی باب مین فرمایا ہے

هر چند که خلق را گرفته گولی — غفلت شده است بر همه مستولی
مشغول بحق است بفهم دانه — هر کس که بهر چیز کند مشغولی

حضرت ابوعبداللہ خفیف نے فرمایا کہ سنی ہمیشہ مشرک ہی رہتا ہے کیونکہ مشاہدہ حق کا طالب ہے اور توحید مین شاہد و مشہود کی گنجایش نہین **حضرت عباس بن یوسف** فرماتے ہین کہ جو کوئی خدا کے ساتھہ مشغول ہے اوسکے دین و مذہب کا حال کچھہ نہ پوچھے

کافر گفتی تو از پے آزارم — این حرف ترا درست می پندارم
پستی و بلندی ہمہ شد ہموارم — من مذہب ہفتاد و دو ملت دارم

حضرت ہشام بن عبداللہ شیرازی جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے کبھی مغرب کی جانب منہ کرتے تھے کبھی مشرق کی طرف اور کبھی شمال و جنوب کی جانب اور کبھی زمین و آسمان کی طرف مشایخ نے پوچھا تم نماز کیون نہین پڑھتے جواب دیا کہ مجھے کئی عارضے ایسے لاحق ہوگئے ہین کہ مین معذور ہون

یہی حال حضرت شیخ نتھا مرید خاص الخاص حضرت میاں میر لاہوری کا تھا اور نماز میں یہی حرکات کرتے تھے

تو نماز باشد آنزا کہ تو در خیال باشی ۔ تو فرو نمیگزاری کہ مرا نماز باشد

حضرت مظفر کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ فقیر کون ہے فرمایا اَلْفَقِیْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلٰی نَفْسِہٖ وَاِلٰی رَبِّہٖ فقیر نہ اپنے نفس کا محتاج ہے نہ اپنے رب کا یعنی احتیاج مقتضی بشریت کی ہے اور آثار بشریت انا ہے دوگانگی ہے **حضرت ابو سعید ابو الخیر** قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں **رباعی**

تا روے ترا بدیدم اے شمع طراز ۔ نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چون با تو بوم مجاز من جملہ نماز ۔ چون بے تو بوم نماز من جملہ مجاز
جسمم ہمہ اشک گشت و چشمم بگریست ۔ در عشق تو بے جسم ہمے باید زیست
از من اثرے نماند این عشق از چیست ۔ چون من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

نیز ابو سعید سے کسی نے پوچھا مردان خدا کو مسجدوں میں ڈھونڈیں فرمایا خرابات میں بھی تلاش کرو بعض لوگ وہاں بھی ہوتے ہیں نیز فرمایا صوفی صوفی نہیں ہو سکتا جبتک کہ تمام خلق اوسکا عیال نہو یعنی صفت ربوبیت اوسمیں نہو نیز فرمایا سات سو مشایخ نے ماہیت تصوف بیان کی ہے سب سے بہتر و اکمل یہہ قول ہے اَلتَّصَوُّفُ صَرْفُ الْوَقْتِ بِمَا ھُوَ اَوْلٰی تصوف ایسی چیز میں وقت صرف کرنا ہی جو سب سے بہتر ہو

چیست از ین خوبتر در ہمہ آفاق کار ۔ دوست بنزدیک دوست یار بنزدیک یار
راہ تو ہر قدم کہ پویند خوشست ۔ وصل تو بہر سبب کہ جویند خوشست
روے تو بہر دیدہ کہ بینم نیکوست ۔ نام تو بہر نام کہ گویند خوشست

حضرت شیخ الاسلام اسمٰعیل ابو عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زاہد اپنے زہد پر ناز کرتا ہے اور عالم اپنے علم پر صوفی کس چیز پر ناز کرے وہ تو خود اللہ ہے نیز شیخ الاسلام نے فرمایا کہ منصور نے نا اہلوں کے سامنے اپنا بھید بیان کیا جو اوسکے آزار کا باعث ہوا لیکن میں ایسی باتیں کہتا ہوں جو منصور کی باتوں سے بہت بلند ہیں عام لوگ اونہیں سنتے ہیں اور انکار نہیں کرتے کیونکہ نا اہل میری باتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے ۔ منصور سے شیخ الاسلام کا سخن اسوجہ سے بلند تہا کہ منصور خدا کو اپنی ذات میں منحصر جانتا تہا اور شیخ الاسلام سب چیز کو حق دیکھتے تھے دونوں حالتوں میں بڑا فرق ہے

عارف بوجود اطلاق خدائی نکند ۔ از ذات لطیف خود جدائی نکند

چون بندہ کسی بود خدا او باشد	چون جملہ خود ست خود نمائی نکند

شیخ محی الدین بن عربی فرماتے ہین کہ خدای تعالی نے قوم نصاری کو ہو اسطی کافر کہا کہ وہ خدا کو تین وجودون مین منحصر کرتی تہی اگر یہ لوگ حق دیکہتی کافر نہوتی حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین

ما تاج افسر از ہمہ خلق خدائیم	ما بادشہ مملکت ہر دو سرائیم
ہستیم و نہ ہستیم نہ در قرب و نہ بعد	مائیم و نہ مائیم نہ مائیم نہ ماییم
اغرق محیطیم دگر آب بجوئیم	ای لب ساحل تو چہ دانی کہ کجائیم
احمد کہ برون رفتہ جائیکہ مکان داشت	آیا تو کجائی کہ ندانیم کجا ایستیم
بر سر بازار ست افتادگان عشق	زیر ہر داری دکان دیگرست
کشتگان خنجر تسلیم را	ہر زمان از غیب جان دیگرست

حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ توحید یہ ہے کہ تو اوسمین غایب ہو جا تا کہ وہ تجہہ مین نمایان ہو جائے یعنی پہلے تو اپنی ہستی سے فانی ہو پہر وہ بجائے تیری ہستی کے ہوگا نیز فرماتے ہین توحید عینیت مین حاصل ہو سکتی ہے نہ از روی علم یعنی زبان سے کہنا اور چیز ہے اور عین ذات بجانا اور چیز ہے

گفتگو تا چند جامی لب ببند	حال ہے باید چہ سود از قیل و قال
گر درون سینہ داری گوہرے	چون صدف در قعر بنشین گنگ و لال
چون شوی داخل ارباب نظر	از قال بحال ابدیت کرد گذر
از گفتن توحید موحد نشوی	شیرین نشود زبان ز نام شکر

حضرت شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مین نے نماز کی نیت کی کافر ہو گیا اور زنار باندہا یعنی الوہیت و وحدانیت سے تنزل کر کے عبودیت مین آگیا - اسیطرح میان میر صاحب لاہوری فرماتے ہین کہ مین عرش پر تہا اذان نماز سنکر تحت الثری مین آگیا اور نماز ادا کی - نیز احمد غزالی کے پاس ایک شخص آیا اور اوسے کہا کہ مین ایمان لاتا ہون فرمایا کچہ حاجت نہین لوگون نے عرض کیا یا شیخ آپ یہ کیا فرماتے ہین فرمایا تم لوگون نے لا الہ الا اللہ کو سلطنت حق کا منشور سمجہ رکہا ہے حالانکہ یہ اوسکی معزولی کا نشان ہے یعنی تم سمجہتے ہو کہ ہم لا الہ الا اللہ کہکر خدا کو تخت عظمت و جبروت پر بٹہلاتے ہین اور خود اوسکی جاکری مین کمر بستہ رہتے ہین حالانکہ معاملہ برعکس ہے تم شرک مین گرفتار ہو کر اوسکو معزولی کا فرمان دیرہے ہو

جبتک عبودیت باقی ہے توحید قایم نہین ہوسکتی اور یہہ کلمہ موجب حجاب ہے نہ باعث وصال نیز فرمایا جسنے توحید کی تعلیم ابلیس سے نہ حاصل کی وہ زندیق ہے یعنی یگانگی مین ابلیس کی طرح بار ملامت اوٹہانا اور ملعون و مردود خاص و عام ہونا چاہیے **حضرت فتح موصلی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ابلیس نے مجھسے کہا کہ جیسے نادید بدبخت دنیا مین فقط تو ہی ہے ابلیس یہہ بات کہکر خوب رویا یعنی ابلیس کو اوسکی حالت پر رحم آیا کہ یہہ بیچارہ بھی میری طرح ملامت مین گرفتار ہے **حضرت شیخ برگہ** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مین نے سات سو دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا تھا آخر آج معلوم ہوا کہ اپنے تئین دیکھہ رہا تہا **حضرت عین القضاۃ ہمدانی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جسنے اللہ کو پہچانا اللہ نہین کہتا اور جو کوئی اللہ کہتا ہے اوسنے اللہ کو نہین پہچانا یعنی جب طالب حق کے خیال سے ہستی موہومی دور ہوجاتی ہے تو اللہ اوسکا حال ہوجاتا ہے زبان سے اللہ کہنے کی حاجت نہین رہتی بلکہ وہ کہہ ہی نہین سکتا اور جو کہتا ہے وہ توحید سے بالکل بیخبر ہے اوسکا اللہ کہنا عین شرک ہے جیسا کہ بایزید کا قول ہے تَوْبَةُ النَّاسِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَتَوْبَتِيْ مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اسیواسطے شبلی نے نزع کے وقت کلمہ سے انکار کیا تہا

آن یکے وقتِ نزعِ شبلی را	گفت کای قدوۂ صغار و کبار
کہ بگو لا الہ الا اللہ	مغفرت خواہ زایزدِ دادار
بتبسم در آمد و بشگفت	ہمچو روی بہار و چہرۂ یار
گفت معشوقِ من ز استغنا	نکشاید ز روی رشوت کار
بعد ازین ما و ساقی و لب جو	بعد ازین ما و یار و بوس و کنار
بعد ازین ما و نغمۂ مطرب	بعد ازین ما و خانۂ خمار

جسکی ہستی موہومی قطع نہین ہوئی وہ مشرک ہے اسی ہستی کو دور کرنا عین توحید ہے جو اصل مقصود طالب ہے

خوش آنکہ لباس وہم بر اشق بینم	حق را ہمہ خلق و خلق را حق بینم
بے آنکہ شود قید حجابِ اطلاق	در ضمن مقیدات مطلق بینم
کی باشد و کی لباس ہستی شدہ شق	تابان گشتہ جمالِ وجہ مطلق
دل در سطواتِ نور او مستہلک	جان در غلباتِ شوق او مستغرق

نیز عین القضاۃ فرماتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کے مشاہدہ سے تمام مومن کافر ہوگئے مگر

کسیکو اس بہید کی خبر نہین یعنی اصل غرض جمال محمدی سے یہ تہی کہ وہ خدا اور بندہ کے مابین موصلت کا وسیلہ ہو جن لوگون نے جمال محمدی کو مشاہدہ کیا اور اوسکی دعوت قبول کی اور سمجہ بیٹہے کہ فقط زبانی لاالہ الا اللہ کہنے سے اصل مقصد پورا ہو گیا اور اس سے آگے کوئی مقام نہین وہ کافر ہو گئے کیونکہ نبوت وحدت کا حجاب ہے مگر اونکو اس کفر کی خبر نہین مومن وہ ہین جو وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کا مقصد پورا کرتے ہین کیونکہ خلقت جن انسان سے اصل غرض یہی ہے کہ وہ خدا کا عرفان حاصل کرین صوفیہ کرام نے بالاتفاق لیعبدون کے معنی لیعرفون لئے ہین کیونکہ خدا کو کسی کی عبادت کی ضرورت نہین اگر ہوتی تو ملایکہ کافی تہے انسان کو صرف عرفان کے واسطے پیدا کیا ہے کُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ مین ایک گنج مخفی تہا مجہے شوق تہا کہ مین پہچانا جاؤن پس مینے خلقت کو پیدا کیا۔ اسیواسطے کسی بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسانکو	ورنہ طاعت کے لئے کچہ کم نہ تہے کروبیان
قدسیان را عشق ہست و درد نیست	درد را جز آدمی درخورد نیست

حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہین مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ الْوُصُوْلِ فَقَدْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ وَمَنْ تَرَكَ الْعِبَادَةَ قَبْلَ الْوُصُوْلِ فَقَدْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ جسنے عبادت اختیار کی بعد وصول کے وہ مشرک ہے اور جسنے وصول سے پہلے عبادت ترک کردی وہ بہی مشرک ہے۔ یعنی یہہ قول موافق آیہ کریمہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ بندگی کر اپنے رب کی جبتک پہونچے تجہکو یقین۔ یقین کے بعد عبادت ساقط ہوجاتی ہے علماے ظاہر نے یقین سے موت مراد لی ہے مگر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا قول اسکی موافقت نہین کرتا کیونکہ موت کے بعد عبادت ممکن ہی نہین شرک کجا۔ صوفیہ کرام نے بہی یقین سے موت ہی مراد لی ہے مگر وہ موت نہین جسمین کالبد خاکی فنا پزیر ہو جاے بلکہ وہ موت مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ہے یعنی کالبد خاکی کے فنا ہوجانے سے پیشتر مرنا اور زندگی حق کے ساتہہ زندہ جاوید ہونا۔ پہر بہی بنظر ظاہر اعتراض باقی رہتا ہے کیونکہ بحکم موتوا قبل ان تموتوا موت سے مراد یقین کامل ہے اور یقین کامل یہہ ہے کہ ذات احب الوجود پر مجملا ایمان لاے۔ اوسکی جمیع صفات و اسماء پر بالتفصیل یقین کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ اونکا شمار حد شہرت سے باہر ہے البتہ ہر ایک شخص کو اوسکی استعداد کے موافق یقین عطا ہوا ہے اور اوس یقین

کا کمال آخری حد عمر تک ہے کیونکہ کمال تام یہہ ہے کہ اوسکے حصول کے بعد کسی اور کمال کا حاصل کرنا ممکن نہو اور یہہ محال ہے جبتک زندگی باقی ہے حصول کمال دیگر ممکن ہے مثلاً ممکن ہے کہ ایک شخص ایک سال مین عالم ہوجاے دوسرے سال مین عالم فاضل اور تیسرے سال مین افضل العلما علی ہذا القیاس آگے بہی زیادہ ترقی کرے بغرض جبتک زندگی باقی ہے کمال کو ترقی ممکن ہے اور موت کے ساتھہ اسکا خاتمہ ہوجاتا ہے پس لازم ہوا کہ تا دم مرگ عبادت کیجائے۔ زیادہ تر وضاحت کے واسطے ہم بیان کرتے ہین کہ آیہ واعبد ربک کا خطاب جناب رسالت آب کی طرف ہے باوجودیکہ آپکو فضلیت و اکملیت تامہ حاصل تہی اور یہہ اکملیت ابتدای رسالت مین حاصل ہوچکی تہی مگر آپ تادم آخرین عبادت مین مشغول رہے اگر بعد حصول یقین کامل کے عبادت کی ضرورت نہوتی تو وہ شہنشاہ کونین عبادت کو بیفایدہ سمجہکر اسکو ترک کردیتے مگر ایسا نہین کیا بلکہ ہمیشہ یہی ارشاد تہا کہ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ میری آنکہونکی ٹہنڈک نماز مین ہے اگر یہہ کہا جاوے کہ یہہ آیت تعلیم امت کے واسطے ہے ورنہ بعد حصول یقین کامل آنحضرت فرضیت عبادت سے سبکدوش ہوچکے تہے اگر عبادت کرتے تہے تو صرف بطریق نوافل و استحباب یہہ عذر بہی صحیح نہین کیونکہ وہ سلطان الانبیا آیہ یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ سے مخاطب و مامور ہین یعنی ای رسول پہونچادے لوگون کو وہ احکام جو تجہپر خدا کی طرف سے نازل ہوئے ہین و اگر تو ایسا نکریگا تو رسالت کا حق پورا نکرسکے گا۔ اس حکم کے رو سے صاف کہدینا لازم تہا کہ بعد حصول یقین صرف میرے لئے نماز کی فرضیت ساقط ہوگئی ہے امت کے لئے یہہ بدستور فرض ہے جیسا کہ تعین تعداد ازواج مین جناب خاتم النبیین نے ارشاد فرمایا کہ ہر ایک چار سے زیادہ ایک وقت مین نکاح نکرے اور یہہ خدا کی طرف سے میرا خاصہ ہے کہ مین چار سے زیادہ نکاح کرلون۔ جب مو توا قبل ان موتوا کے ظاہری معنون سے قطع نظر کیجائے اور وہی معنی لئے جاوین جو صوفیون کے نزدیک محقق ہین تو کوئی اعتراض باقی نہین رہتا اور وہ یہہ ہے کہ بعد وصول کے عبادت ترک ہے مگر حمایت محمدی جو ہمیشہ طالب صادق کی مربی و محافظ ہے اوسوقت بہی اپنا کام کرجاتی ہے اور اوسکو دایرہ شریعت سے قدم باہر نہین رکہنے دیتی پس طالب آداب شریعت کی نگہداشت مین بے اختیار ہوجاتا ہے بغیر کسی رنج و تعب کے اوس سے تمام عبادات صادر ہوتی ہین بلکہ بدون عبادت کے بے چین و بے آرام رہتا ہے یعنی جب تک یقین اور موتوا قبل ان تموتوا کا مرتبہ حاصل نہین ہوا تہا عبادت مین کسیقدر تکلیف و تعب و رنج تہا

اس مرتبہ کے حصول کے بعد طالب اگر عبادت نکرے تو رنج و تعب مین ہو جاتا ہے اور بے اختیار عبادت اوس سے ظہور مین آتی ہے آیہ کریمہ اِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ اَنَّهُمْ مُّلَاقُوا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ط اسی مقام پر دال ہے یعنی البتہ وہ (عبادت) بھاری ہے مگر نہ اُن پر جنکے دل پگھلے ہین جنکو خیال ہے کہ اونہین ملنا ہے اپنے رب سے اور اونکو اوسی کی طرف اولٹ جانا ہے یہہ لوگ فرط شوق لقاے ربانی مین دیوانہ و مستانہ ہوکر خضوع و خشوع کے ساتھ ہی یاد کیے جاتے ہین

	تا ست نگردی نکشی بار غم عشق		آری شتر مست کشد بار گران را	

لقاے حق سبحانہ و تعالے مین جو عبادت ظہور مین آتی ہے اوسمین لذت و راحت و رحمت ہے

	آفت این در ہوا و شہوت ست		ورنہ آنجا رحمت اندر رحمت ست	
	این کسی داند کہ روزے زندہ بود		از کف آن جان جان جامے ربود	
	وان تنے را کش بود در جان خلل		خوش نگردد گر بگیرد در عمل	

ہم ایک مثال دیتے ہین جس سے یہہ مسئلہ باسانی ذہن نشین ہو جائیگا۔ ایک شخص بیمار ہے اور حرکت کرنے سے معذور طبیب اوسکو ہدایت کرتا ہے کہ حرکت کر حرکت بغیر صحت محال ہے بیمار جون توں بڑی مشکل سے حرکت کرتا ہے بالآخر اوسکو صحت حاصل ہو جاتی ہے اور یہہ وہ ہمیشہ حرکت مین رہتا ہے اور اسمین وے بجاے تکلیف کے راحت حاصل ہوتی ہے اگر اوسکو بجبر حرکت سے باز رکھنا چاہین تو ناخوش ہوتا ہے۔ نیز حضرت غوث الاعظم نے فرمایا مرد وہ ہے جو قضا و قدر کے ساتھ منازعت کرے نہ وہ جو قضا و قدر کے ساتھ موافقت کرے نیز فرمایا کہ زہد ایک ساعت کا عمل ہے اور ورع دو ساعت کا عمل ہے اور معرفت ایسا عمل ہے کہ اوسکی کوئی انتہا ہی نہین۔ نیز رحلت کے وقت آپنے اپنے فرزند شیخ عبد الوہاب کو وصیت کی کہ اَلتَّوْحِيدُ التَّوْحِيدُ فَاِنَّهُ اِجْمَاعُ الْكُلِّ یعنی توحید اختیار کر کہ یہہ سب انبیا و اولیا کا اجماع ہے تکرار تاکید کے واسطے ہے

حضرت قضیب البان الموصلی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت غوث الثقلین [illegible] تھے نماز نہین پڑھتے تھے قاضی موصل نے کہا کہ اوسکو ضرور احتساب کرنا چاہئے ناگاہ قضیب البان نے تصرف سے کسی اور صورت مین نمودار ہوا اور تھوڑی دیر مین ایک اعرابی کی صورت مین اور آخر ایک فقیہ کی صورت مین ظاہر ہوا اور کہا اے قاضی کون سے قضیب البان کو احتساب کرنا چاہتا ہے سیکڑون ہین قضیب البان کسی صورت کا پابند نہین

	یار ما ہر ساعتی آید بساز دیگر		تا بود حسن و جمالش را خریدارے دگر	

کسوتے دیگر بپوشد جلوہ دگر کند
مظہری دیگر نماید بہر اظہار دگر

حضرت شیخ ابن قائد رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ مرید آنحضرت سے مخاطب فرمایا کرتے تھے اسلئے کہ وہ بارگاہ الٰہی میں بڑے گستاخ تھے آپنے فرمایا کہ میںنے سب چیزون کو پیچھے چھوڑ دیا اور حضرت الٰہی کی طرف متوجہ ہوا ناگاہ اپنے سامنے نشان قدم دیکھا مجھی غیرت آئی کہ یہہ کون شخص ہے جو مجھسے آگے بڑھ گیا ہے کیونکہ میرا اعتقاد یہہ تہا کہ مجھپر کوئی سبقت نہین کرتا ندا آئی کہ یہہ تیرے نبی کا نقش پا ہے میرے دل کو تسکین ہو گئی **حضرت روزبہان بقلی** رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو کسی سے اندیشہ نہ کر کہ سوائے تیرے کوئی موجود نہین سبحانی اور انا الحق کفایت نہین کرتا جو کچہہ تو کہتا ہے وہ خود کہہ چکا ہے جسکو تو ڈہونڈتا ہے

دررہ پوشیدگی ہرگز مرو
بر سر کوے کہ باشی فاش باش

نیز آیہ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ کی تفسیر مین فرمایا کہ اللہ راضی نہین کہ اوسکے بندے کفر مین گرفتار ہون پس کوئی کافر موجود نہین یعنی سب کی چوٹی اوسی کے ہاتہہ مین ہے جدہر چاہے لیجاے اور یہہ ممکن نہین کہ وہ سوا ہے راہ راست کے کسی اور رستہ پر لیجاے۔ نیز آیہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ طلاق دو طلاق سے مراد طلاق دنیا و آخرت ہے عارف عارف نہین ہوسکتا جبتک کہ ان دونون کو طلاق نہ دے **حضرت ابومدین** رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر صوفیہ سے ہین فرماتے ہین کہ عبودیت ایک سر ہے اگر وہ ظاہر ہوجاے تو ربوبیت باطل ہوجاے یعنی عبودیت سر ربوبیت ہے

بے بندہ کجاست صاحب زندہ
صاحب نبود اگر نباشد بندہ

بے مہر کجا نام تو گردد زندہ
از قید شود وجود مطلق ظاہر

پیشوای موحدان شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ عالم صورت ہویت حق ہے۔ نیز فرمایا پاک ہے جسنے ظاہر کین اشیا اور وہ خود عین ہر شے کا ہے نیز فرمایا کاشکے مین جانتا کہ مکلف کون ہے اگر رب ہے تو اوسکو تکلیف کی حاجت ہی کیا ہے۔ نیز فرمایا کہ خلقت کو بغیر حق کے اور حق کو بغیر خلقت کے نہ دیکھو یعنی دونون ایک ہی ہین

ظاہر تن با حق باشد و باطن جان بشر
اشیا ہمہ لیعضا ہمان ذات بود

بینائی چشم او بود انسانش
کافر بود آنکہ نیست ایمانش

نیز فرمایا تَرْکُ الذَّنْبِ ذَنْبٌ گناہ کا ترک کرنا گناہ ہے۔ نیز فرمایا مجھے اوس شخص پر تعجب آتا ہے جو خدا کو پہچانتا ہے اور پہر طاعت کرتا ہے۔ نیز فرمایا کہ جمادات نباتات حیوانات سب فنا کرہین

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ تعینات یعنی مخلوقات مین سے کوئی چیز نہین جو پروردگار کی ستائش مین تسبیح نکہتی ہو یعنی سب اشیا کو معرفت ہے مگر یہہ سر غیر عارف پر ظاہر نہین ہو سکتا

توحید و شناخت ہر کرا حالی نیست خوش آنکہ میان خویش حق را بشناخت	در راہ طلب ہمت دعالی نیست او در ہمہ جا بت ہیچ جا خالی نیست	

نیز فرمایا مردود ہے جو اپنی عبودیت کا مقابلہ حق تعالی کی الوہیت سے کرے اور حق تعالی کی الوہیت کا اپنی عبودیت سے اسیطرح امام محمد غزالی احیا العلوم مین فرماتے ہین کہ ابدال جو لوگون کی نظر دن سے پنہان ہین اسکا سبب یہہ ہی کہ علماء وقت کے دیکھنے کی انہین طاقت نہین کیونکہ علما اپنی دانست مین اور جاہلون کے نزدیک عالم ہین مگر فے الواقع سخت جاہل ہین انکے جور سے کوئی اہل اللہ سلامت نہین گیا۔

حق گفت حسین بر سر دار رسید از شومی شر نفس ملایان ست	زاہلین بو البشر چہ انکار رسید باہر نبی و ولی کہ آزار رسید	

حضرت شیخ نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ یہہ جو کہتے ہین کہ جذبات حق مین سے ایک جذبہ عمل ثقلین کے برابر ہے اسکے یہہ معنی ہین کہ ریاضت کرکے اس رتبہ کو نہین پہونچ سکتے۔ جذبہ کی حالت مین طالب قصر فاذکرونی سے نکل جاتا ہے اور سلطان اذکرکم سے ہم حال کہا تا ہے ذاکر مذکور اور عاشق معشوق ہوجاتا ہے عشق دلالہ کی طرح دروازہ پر رہ جاتا ہے ہستی مجازی اٹھہ جاتی ہے اور ہستی حقیقی جلوہ گر ہوتی ہے حضرت شیخ سعد الدین حموی رح فرماتے ہین

آنم کہ جہان چو حقہ در مشت منست کونین و مکان و ہر چہ در عالم ہست	این قوت حق ز قوت پشت منست در قبضہ اقتدار انگشت منست	

حضرت شیخ نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ عارف نہ بہشت مین ہونگے نہ دوزخ مین بلکہ انکی جگہ اعراف ہوگی حق تعالے نے انکے وصف مین فرمایا ہے وَعَلَی الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ کُلًّا بِسِیْمٰهُمْ یعنی یہہ ایسی جگہ مین ہونگے جہان سے بہشت و دوزخ کا حال دیکھہ سکینگے کیونکہ بہشت و دوزخ بندہ کے واسطے ہین اور یہہ لوگ ذات باری مین متمکن ہین نیز فرمایا کہ عارف جو امر معروف اور نہی منکر کی تاکید کرتے ہین اوس سے یہہ مراد ہے کہ اللہ کی توحید اختیار کرو اور غیر سے باز رہو۔
حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری الاجمیری رح کی خدمتمین ایک شخص حاضر ہوا

اور درخواست کی کہ آپ مجھکو مرید کرین فرمایا کہو لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ اوسنے ویسا ہی کیا خواجہ نے اوسکو مرید کرلیا۔ کہتے ہین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی مرید ہونیکے واسطے خواجہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے فرمایا ہمارا کلمہ پڑہو قطب صاحب نے انکار کیا اور واپس چلے آئے رات کو خواب مین دیکھا کوئی کہتا ہے ای قطب الدین چشتی نے اپنے تئین بہت کمتر رتبہ مین ظاہر کیا ہے اگر وہ کہے چشتی نور اللہ تو تو ویسا ہی کہہ قطب صاحب پھر خدمت مین حاضر ہوئے اور حکم بجالاکر مرید ہوئے **حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر** قدس اللہ سرہ فرماتے مین سالہا سال جو کچھہ حق نے کہا فرید نے کیا اب جو کچھہ فرید کہتا ہے حق کرتا ہے **شیخ المشایخ نظام الدین اولیا دہلوی** رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مجھے یاد ہے کہ روز میثاق مین خدای تعالے نے جو عہد مجھسے کیا تہا وہ نورانی باتون مین تہا۔ اسیواسطے شیخ نورانی گیتون کو بہت پسند کیا کرتے تہے **حضرت شیخ عبد اللہ بنیانی** رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ نے فرمایا مَن عَرَفَ نَفسَہٗ فَقَد عَرَفَ رَبَّہٗ جسنے اپنے تئین پہچانا خدا کو پہچانا۔ یہ نہین فرمایا جسنے اپنے تئین فنا کیا خدا کو پہچانا یعنی عرفان اپنی شناخت ہے نہ اپنے تئین فنا کرنا۔

کے کار تو در شمار حق مے آید	کے قلب تو در عیار حق مے آید
باید کہ تو عین خویش دانی حق را	فانی شدنت چہ کار حق مے آید

نیز فرمایا خدا ہو اگر خدا نہین ہوسکتے تو خودی مین ہی گرفتار نہ رہو۔ محمد دارا شکوہ رحمہ نے اس قول کو ترقی دیکر یون فرمایا ہے کہ خود ہو اگر خود نہین بن سکتے تو خدا ہی ہو۔ نیز شیخ عبد اللہ فرماتے ہین

الجملہ خدا است پاک پاکیم	بے زآتش و باد و آب و خاکیم
پیوستہ زہست و نیست عریان	عریان شدہ ایم و چاہ چاکیم
تا حق بدو چشم سر نہ بینیم ہر دم	از پاے طلب نمی نشینیم ہر دم
گویند خدا بچشم سر نتوان دید	آن ایشانند من چنینیم ہر دم

استاد موحدان حضرت مولانا جلال الدین رومی انسان کی طرف خطاب کرتے ہین

ای نسخہ نامہ الٰہی کہ توئی	وی آئینہ جمال شاہی کہ توئی
بیرون ز تو نیست ہرچہ در عالم ہست	از خود بطلب آنچہ خواہی کہ توئی

آخر عمر مین جب عرفان و توحید درجہ کمال کو پہونچ چکا تہا مثنوی شریف مین ارشاد فرمایا ہے

	در شبهر و بوش گشته نقاب		فهم کن واللہ اعلم بالصواب	

حضرت شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق کا باطن انسان کامل کا ظاہر ہے اور حق کا ظاہر انسان کامل کا باطن ہے یعنی باعتبار ظاہر انسان کامل ظاہر و باطن حق ہے حضرت شیخ شرف الدین پانی پتی المشہور بابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایمان کے معنی ہیں غیر حق سے اعراض کرنا اور اس ایمان کو ابلیس کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتا نیز اپنے دیوان میں فرماتے ہیں

	بہ بامی یار آوردیم تا مے		دگر ناموس را از من سلامے	
	نماز سنت گزارم در خرابات		کردے رانے سجودے نے قیامے	
	برائے کردم از وحدت جو برقے		خدائے را بر و کردم بجامے	
	مرا چون نام زندیقی بر آید		چو ستم نیست ننگ از ہیچ نامے	
	شرف زنار و تسبیحت یکی شد		تو خواہی خواہ شو خواہی غلامے	
	بر دار قلندر را بہ پیمانگو ترین		ہر کلک از و صد صد قلندر فقر ترین	
	قلندر را نوازشہا خدائے را کہ دارشہا		خدا اند قلندر ان قلندر را خدا دین	

شیخ محی الدین ابن عربی نے جو فرمایا ہے کہ ہم خدا کی غذا ہیں اور خدا ہماری غذا اسی نعرہ ہو سے ہے۔ شاہ شرف کا تمام دیوان اور مثنوی وغیرہ وحدت وجودی کا مخزن ہیں حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

	ہر نقش کہ بر تختہ ہستی پیدا است		این صورت آنکس است کین نقش آراست	
	دریای کہن چو برزند موجے نو		موجش خوانند در حقیقت دریاست	

حضرت محی الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ اشارات وکنایات لطیفہ بامعنی بیان فرماتے ہیں

	غیرتش غیر در جہان نگذاشت		لاجرم جملہ عین اشیا شد	

نیز فرمایا کہ آدمی کسی چیز کو اسقدر دوست نہیں رکھتا جسقدر کہ اپنے تئین یعنی جب عینیت کے مقام پر پہونچ گیا تو اپنے تئین عین ذات مطلق دیکھتا ہے اور ذات مطلق سب سے عزیز ہے لاجرم اپنے تئین سب سے زیادہ عزیز جانتا ہے

	دعوی عشق مطلق منشو نسل آدم		انجا کہ ہمہ عشق است انسان کجا پدید آدم	
	معشوق و عشق و عاشق ہر سہ یکیست اینجا		چون وصل در نگنجد ہجران کجا بماند	

نیز فرمایا حقیقت مانند دل ہے جدا ... تجلی کہیں ... وہی ... ہوگا یعنی ہر جگہ وہی ہے۔ نیز فرمایا

تا صومعہ و مدرسہ ویران نشود — یک کار قلندری بسامان نشود
تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود — یک بندہ حقیقۃً مسلمان نشود
چو سر خویش را کردند خود فاش — عراقی را چرا بدنام کردند +

یعنی جا بجا ظہور تو خود تیرا ہی ہے اور خود ہی اپنے تئین ظاہر کر رہا ہے اور ظاہر ہونے کا تجھے خود شوق ہے پھر اگر عراقی یا منصور یا کسی اور نے کچھ کہدیا تو کیا برا کیا **حضرت اوحد الدین کرمانی** رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

ذاتم ز ورای حرف و بیرون ز حدست — در چشمہ لطف آب حیاتم مددست
علت ز احد با وحد آمد حرفے — علت بگذار اینک احد احدست

حضرت شیخ عزیز الدین محمود کاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین رباعی

ای دوست میان ما جدائی تا کے — چون من تو ام این توئی و مائی تا کی
غیر از تو محال چیستے چون نماند — پس در نظر این غیر نمائی تا کے

حضرت محمود شبستری رحمۃ اللہ جو دقایق تصوف و اصطلاحات صوفیہ کے اظہار مین یگانہ فن مانے گئے

بت اینجا مظہر عشق است و وحدت — بود زنار بستن عقد خدمت
چو کفر و دین بود قایم بہ ہستی — بود توحید عین بت پرستی
چو اشیا ہست ہستی را مظاہر — از انجملہ یکی بت باشد آخر
وجود اینجا کہ باشد محض خیرست — اگر شرست در وی آن ز غیرست
مسلمان گر بدانستے کہ بت چیست — بدانستے کہ دین در بت پرستیست
اگر مشرک ز بت آگاہ بودے — کجا در دین خود گمراہ بودے
ز اسلام مجازی گشتہ بیزار — اگر کفر حقیقی شد پدیدار
بدان خوبی رخ خود را بیاراست — اگر شد بت پرست از حق ہمی خواست
ہم او کرد و ہم او گفت و ہم او بود — نکو کرد و نکو گفت و نکو بود
یکی ہین و یکی گو و یکی دان — برین ختم ست اصل و فرع ایمان

حضرت شیخ مغربی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دیوان مین جو تصوف کی جان ہے فرماتے ہین

گنجے کہ طلسم اوست عالم ماہیم — ذاتے کہ صفات اوست آدم ماہیم

ای آنکہ توئی طالب اسم اعظم	از ما مگذر کہ اسم اعظم ماییم
روزے بتو بودم و ندانستم	شب با تو غنودم و ندانستم
ظن بردہ بخویشتن کہ من غیر توام	من جملہ تو بودم و ندانستم

حضرت شیخ خواجہ علی امتی رحمۃ اللہ علیہ جو اقران حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سے ہیں فرماتے ہیں کہ کاش اہل مجاہدہ ریاضت جانتے کہ خدا کا رستہ بہت نزدیک ہے اور ریاضت و مجاہدہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ کے پاس دو علما پر بحث کر رہے تھے خواجہ نے فرمایا اگر ہماری صحبت میں رہنا چاہتے ہو تو ایمان سے دست بردار ہو جاؤ یعنی ظاہری ایمان جو شرک باطنی ہے ہماری درگاہ میں کام نہیں آتا نیز فرمایا حق کے واسطے حق کی نفی کر سکتے ہیں یعنی ذات حق کے واسطے صفات حق کی نفی جائز ہے مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق اپنے تئیں حاضر کر دیا عین بعین ہے یعنی مشاہدہ و معاینہ کی حاجت نہیں محمد دارا شکوہ

خود منظر ست روبہ چہ سیر کنی	کوری تو چرا بخویش تجویز کنی
حق گفت چرا نمی‌نگری تو با تو	باید کہ نظر بسوے نیستہ کنی

حضرت شاہ ابو القاسم انوار قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں

ساقی بلطف ابد واقف اسرار ازل	کیست در ملک ملک حضرت انسانست
فرو ریخت یار در جام جود	بعمدہ شرابے کہ ہوشم ربود
از آنجاست تا جرعہ خوردہ ام	سرم در سجود است جان در شہود
در آن جام دیدم بعین الیقین	نبود ست غیر تو غیرے نبود
چہ غیر و کجا غیر کو نقش غیر	سوی اللہ واللہ ما فی الوجود

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار جو عارف نامی مولانا جامی قدس اللہ ارواحہما کے پیر ہیں فرماتے ہیں کہ شریعت میں جب آفتاب نصف النہار پر پہنچتا ہے نماز مکروہ ہے اور حقیقت میں جب آفتاب ذات عارف کے دل پر طلوع کرے نماز مکروہ ہے نیز خواجہ احرار اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اعرض عن من تولی عن ذکرنا کہ یہ آیت عاملان حق کی شان میں ہے یعنی اے محمد جو شخص ذکر سے گزر کر مذکور ہو گیا ہے تو اس سے ذکر کا ترک کہ اسی طرح حضرت میاں میر صاحب لاہوری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے

ہین مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا یعنی مرتبہ ذکر سے گزر کر ندکو ہو لیا فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا اوسکی زندگانی تنگ ہے عوام کی نظر مین یا اس جہت سے کہ وہ ظاہر بدن کی غور پرداخت مین متوجہ نہین ہوتا یا اسوجہ سے کہ سامان تمول اوسکو حاصل نہین وَنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی اور اوٹھائینگے ہم اوسے قیامت کے دن نابینا یعنی وہ سوائے ہمارے اور کسی کو نہ دیکھہ سکے گا قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا کہے گا وہ اے میرے پروردگا تونے مجھے کیون نابینا اوٹھایا یعنی مخلوقات و تعینات کے دیکھنے سے مین تو بینا تھا یعنی ظاہری صورتین دیکھلے تیرا اسرار لگاتا تھا قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا کہیگا پروردگار ایسا ہی ہے جیسا کہ تو کہتا ہے مگر تیرے پاس تیرے اپنی آیتین بہیجین یعنی تعینات تجہی دکھائے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ہم دکھائینگے اونکو اپنی نشانیان آفاق مین اور نیز اونکے نفسون مین تاکہ ظاہر ہو جاے اونپر کہ وہ حق ہے پہر فراموش کر دیا تونے اون آیات کو یعنی اونکی ظاہری صورتون پر متوجہ ہوا اور پہر منہ موڑے اصل حقیقت کو دیکھا فَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰى اسیطرح آج ہمنے تجہے فراموش کر دیا یعنی اون تعینات کی صورت تیری آنکھون سے ہٹوا دی تاکہ فقط ہمارا اجمال تیری نظرون مین ہے نیز خواجہ احرار نے اپنے اصحاب سے فرمایا جو مین قید حیات مین ہون تم خدا کو نہین دیکہ سکتے پہر کب دیکہو گے یعنی جسنے مجہے اخلاص کی نظرسے دیکہا خدا کو دیکہا نیز فرمایا اگر مین سن پاؤن کہ ختا (چین) مین کوئی کافر سخن توحید بیان کر رہا ہے تو مین جا کر اوسکی ملازمت کرون اور اوسکا احسان مانون اور اوس سے حرف توحید سیکہون یعنی بقول حضرت علی مرتضی اُنْظُرْ اِلٰى مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰى مَنْ قَالَ اوس بات پر غور کرو جو کہتا ہے کہنے والے کو نہ دیکہو نیز خواجہ احرار سے کسی نے پوچہا کہ اہل نشاط بہشت مین جائینگے فرمایا بیشک ساز و سامان سمیت ہمسے پہلے بہشت مین جائینگے یعنی یہہ لوگ مجبور ہین اور معذور اس کام مین اونکا اختیار نہین محمد دارا شکوہ لکہتے ہین کہ میرے مریدون مین سے ایک شخص ایک کسبی کے پاس بیٹہا تہا ناگاہ ایک جنازہ گزرا کسبی نے کنیز کو کہا دیکہہ تو یہہ بہشتی ہے یا دوزخی کنیز نے آکر کہا دوزخی تہا۔ پہر ایک اور جنازہ گزرا اوسیطرح کنیز گئی اور آکر جواب دیا کہ بہشتی تہا۔ مرید نے کہا اتنے سال سے مین عبادت و ریاضت کر رہا ہون یہہ بہید مین نہین جانتا تو کیونکر جانتی ہے جواب دیا کہ یہہ مقام عبادت و ریاضت سے حاصل نہین ہوتا بلکہ محض عنایت حق سے ابوجہل کعبہ مین تہا اور ابراہیم بتخانہ مین۔ صرف اوسکی عنایت درکار ہے باقی سب بہلانے ہین

گر بشکند صورت مردی و زنی	گر بشکند این صورت جانی و تنی
کس نیست که پرسد این ز استاد قضا	از بہر چہ سازی و چرا می شکنی
شرط عقل است که در کار خدا دم نزنی	این حرف که گفتی تو نہ مردی و زنی
گل را چہ مجال ست که پرسد ز کلال	از بہر چہ سازی و چرا می شکنی

عارف نامی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی ارشاد فرماتے ہین

در دایرہ دور زمان جز من کیست	در سلسلہ کون و مکان جز من کیست
من محو در او و او در اعیان ساری	زان می گویم که در جہان جز من کیست
ای غیر ترا بسوے تو سیر سے نے	خالی ز تو سجدہ وہم دیر سے نے
دیدم ہمہ طالبان و مطلوبان را	آن جملہ تو ای و در میان غیر سے نے
ہمسایہ و ہمنشین و ہمرہ ہمہ اوست	در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست
در انجمن فرق و نہانخانہ جمع	باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست
گہ بادہ و گاہ جام خوانیم ترا	گہ دانہ و گاہ دام خوانیم ترا
جز نام تو بر لوح جہان چیزی نیست	آیا بکدام نام خوانیم ترا
در دیدہ عیان تو بودہ من غافل	در سینہ نہان تو بودہ من غافل
از جملہ جہان نشان تو می جستم	خود جملہ جہان تو بودہ من غافل
بودم آن دم بدر میکدہ از دردکشان	کہ نہ از تاک نشان بود نہ از تاک نشان

تاک سے مراد تعینات ہین اور تاک سے مراد ربوبیت یعنی یہہ دونون موجود نہ تھے اور مین تھا کیونکہ مرتبہ ہویت ان دونون مراتب پر فائق ہے۔ نیز فرمایا جب عابد کو عبادت مین لذت حاصل ہوتی ہے تو وہ عبادت مین مشغول رہتا ہے مگر درحقیقت حق کا عابد نہین بلکہ اوس عبادت کی عبادت کرتا ہے **حضرت شاہ عالم** رحمۃ اللہ علیہ سے قاضی محمد ید المشہور قاضی محمود نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے کہا محمد پوچھا تیرا کیا قول ہے کہا اللہ الصمد پوچھا تیرا کیا حال ہے کہا اللہ احد پوچھا تیری صنعت کیا ہے کہا لم یلد ولم یولد پوچھا تیری قدر کیا ہے کہا ولم یکن لہ کفوا احد **حضرت سبحانی** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ معراج یہہ نہین کہ انسان دھوان بنکر آسمان پر چڑھ جاے بلکہ معراج یہہ ہے کہ اپنی حقیقت دریافت کرے

یعنی معراج خاصہ انبیا نہیں بلکہ اولیا کو بھی ہوتا ہے جسنے اپنے نفس کو پہچان لیا اوسکو خدا پہچان لیا اوسکو معراج حاصل ہوگیا آیہ سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِھِمْ سے مراد یہی معرفت نفس ہے؛

ہر چیز بجز خدا ہے نامی چندست — دامی پی فریب نامی چندست
تکلیف نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ — جوشے زپی پختہ خامی چندست
آنم کہ نداریم بدین عالم نامے — تا یافتہ ام نیابت وجود آرامی
کز خلق وجہان جملہ چو بی بسو شد — حاجت نشد می رسولی و پیغامی

یعنی توحید و عرفان نبوت ورسالت کا کام کرتا ہے حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ سے شاہ محب اللہ پوربی نے سوال کیا کہ نماز بےخطرہ کسوقت میسر ہوتی ہے اسکے جواب مین آپ لکھتے ہین کہ نماز بیخطرہ اوسوقت میسر ہوتی ہے جبکہ خطرہ کو خطرہ نہ سمجھین قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ مَوْتٰی اِلَّا الْعَالِمُوْنَ وَالْعَالِمُوْنَ کُلُّھُمْ ھَلْکٰی اِلَّا الْمُخْلِصُوْنَ وَالْمُخْلِصُوْنَ کُلُّھُمْ عَلٰی خَطَرٍ عَظِیْمٍ اِلَّا الْعَاشِقُوْنَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سب آدمی مُردے ہین سوا عالمون کے اور سب عالم ہرش ہلاک مین سوا مخلصون کے اور سب مخلص خطرہ عظیم مین ہین سوا عاشقون کے - ای عزیز ان عناصر کو دیکھ کہ یہ سب معشوقی صفت سے متعلق ہین اول آب جسکی شان مین اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے کُلَّ شَیْءٍ مِّنَ الْمَآءِ حَیٍّ یعنی ہر ایک چیز پانی سے زندہ ہے اور وہ پانی عاشقون کو میسر ہے دوم ہوا لَا تَسُبُّوا الرِّیْحَ فَاِنَّہٗ مِنْ نَّفَسِ الرَّحْمٰنِ ہوا کو برا کہو ہو انفس رحمن ہے سوم خاک اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خدا زمین و آسمان کا نور ہے چہارم آتش موسی صلواۃ اللہ علیہ وسلامہ کی بیوی حاملہ تہین لیکن وضع حمل کا وقت قریب تہا آگ کی ضرورت تہی ہرچند تلاش کی نہ ملی وحی آئی کہ فلانے پہاڑ کے دامن مین آگ ہے جب موسی علیہ السلام وادی مقدس کو جہت مین پہونچے ایک درخت دیکھا جسپر آگ چمک رہی تہی وہ درخت انار کا تہا او وہ آگ گل انار سے زیادہ تر سرخ تہی موسی نے اسوقت درخت کو ہاتھ لگایا آگ نے صدا کی کہ اَنَا رَبُّکَ الْاَعْلٰی مین تیرا پروردگار ہون اور سب سے برتر ہون موسی علیہ السلام حیران رہ گئے ای عزیز کیا کہون اور کیا لکہون قلم ٹوٹ گیا ہے اور سیاہی بہی وہی حضرت شاہ نیاز احمد صاحب نیاز بریلوی قدس سرہ فرماتے ہین

کسی کہ سر نہانست و علمی ہمہ اوست — عزیز من خلوت دم شیخ ابن ہمہ او

ز مصحف رخ خوبان ہمین بخود رقم	از خط و خال و رخ و زلف پرشکن ہمہ اوست
ز سر عشق چو واقف شوی یقین دانی	کہ قیس و لیلی و شیرین و کوہکن ہمہ اوست
شنیدہ ام بصفا از زبان [illegible]	صنم پرست و صنم ہم صنم شکن ہمہ اوست
[illegible] ہمہ حق [illegible] بدین ہمہ حق	اگر گوش این ہمہ اوست چشم من ہمہ اوست
اگر تو [illegible] ملامم [illegible] پارہ کنی	یقین شود تو کین شیخ و برہمن ہمہ اوست
[illegible] تعین [illegible] چو [illegible]	مطربی کہ درین پیرہن ہمہ اوست
نیاز [illegible] کلام [illegible]	سخن [illegible] کہ درین وقت در سخن ہمہ اوست
یار کو ہم نے جا بجا دیکھا	کہیں ظاہر کہیں چھپا دیکھا
کہیں ممکن ہوا کہیں واجب	کہیں فانی کہیں بقا دیکھا
کہیں [illegible] ہوا [illegible] الست	کہیں بندہ کہیں خدا دیکھا
کہیں ہے بادشاہ تخت نشین	کہیں کاسہ لئے گدا دیکھا
نکتہ [illegible] سے واقف ہو	چہرہ یار جابجا دیکھا
بلکہ [illegible] تکلف ہے	ہم نے اوسکو سنا ہے یا دیکھا
دیکھتا آپ ہے سنے ہے آپ	نہ کوئی اوسکا ماسوا دیکھا
[illegible] کی اپنی [illegible] خواہش	آپ کو ہر طرح بنا دیکھا
کرکے [illegible] مین انا الحق کا	پھر دار پر وہ کھنچا دیکھا

مولینا و مرشدنا حضرت مولوی نور احمد صاحب نقشبندی چنیوٹی قدس

اللہ سرہ العزیز پیر و مرشد [illegible] مؤلف سلسلہ عالیہ حضرات نقشبندان رح کی مدح مین فرماتے ہین

اونہاں [illegible] ذات عین ذات حق ہے	ملا ظاہر نون ایہ کلمہ قلق ہے

نیز داستان [illegible] جو پنجابی زبان مین ہے ارشاد فرماتے ہین

اول آخر ت باطن اور ظاہر	تین ہے ماسوا یکذات ظاہر
اوسی اک ذات دے ہین جلوات	اوسی وحدت دے ہین کثرت ظہورات
کوئی شادان کوئی دلتنگ ہیگا	کہ ہر رنگ مین اوسی دا رنگ ہیگا

ادھی وچ جلوہ ہے دیر و حرم تیز میں | پھلے جوڑ با وحدت دی خم تین
بیچون پچکون ہے جملہ چون | درولان مین ہی وہی ہے او ر بی تمین
اگر داری انمیعنی تمنا | بخوان معنی ان اللہ معنا
بگوش اہی مولوی این در مکنون | کہ بیچون نیست جز در صورت چون
بکن تحقیق این معنی ز صورت | کہ صورت ہست معنی را ضرورت
چہ گشتی تو در اسما گرفتار | ہمہ مین شو اسما را تو بگذار
بوحدت تو ایمان تازہ گردان | مسلمان ہو مسلمان ہو مسلمان
بجز حق نیست دیگر ہستی احق | ہو الحق گوے خواہی گو انا الحق

بندہ مولف اس قابل نہین کہ ایسے بزرگوار مردانِ خدا کی مجلس مین صف نعال مین بھی جگہ پا سکے مگر اپنے پیر روشن ضمیر کے فیوض باطنی سے جو کچھ دل محبت منزل پر القا ہوا ہے حوالہ قلم کرتا ہے

کیا کہین ہمنے تجھکو کیا دیکھا | آینہ دار آئینہ دیکھا
نہ کا یان نہین ہے نام و نشان | **نور احمد** ہی جا بجا دیکھا

اثبات وحدت وجودی مین یہ چند اقوال جو پیش کیے گئے ہین طالب صادق کیلئے کافی و وافی ہین اولیا کرام و صوفیہ عظام رحمہم اللہ جو ہمارے رہنما رہے ہین سب کا مذہب یہی تھا پس یہ مذہب حد تواتر و اجماع کو پہونچ چکا ہے اسکا منکر منکر اجماع و سنت و کتاب ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا وَلِاَحِبَّائِنَا بِتَحْصِیْلِ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاہِرِیْنَ اَللّٰھُمَّ احْشُرْنَا مَعَ زُمْرَۃِ اَوْلِیَائِکَ وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

اصناف ارباب الولایۃ

اللہ جل جلالہ کو منظور ہے کہ جبتک دنیا باقی ہے برہان نبوی کو قایم رکھے اور ہر ایک موقع مناسب پر اسکا اظہار ہوتا رہے اولیاء اللہ انہی برہان کے ظہور کا سبب ٹھہرایا ہے اس انتظام سے اصلی غرض یہ ہے کہ آیات نبی و معجزات محمدی ہمیشہ ظاہر ہوتا رہے جو فیض اللہ فیاض سے ذات پاک رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کو پہنچا ہے اوسکا سلسلہ منقطع نہونے پائے فی الواقع نفوس قدسیہ انبیا و اولیا از روے معنی متحد ہین گو صورت مین متفرق ہین اَلْفُقَرَاءُ کَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ (فقرا ایک نفس واحد ہین) اسی اتحاد کی طرف اشارہ ہے مثلاً ایک مکان مین دس چراغ جلائین نور سبکا ایک ہوگا گو صورت ہر ایک چراغ کی مختلف ہوگی۔ ایک نارنگی کو نچوڑ کر پانی نکالین تو گو دانے صدہا ہونگے مگر پانی واحد ہوگا

نیست وہر ولی را مسلکے ست ۔ لیک تا حق مے برد جملہ یکیست
مومنان معدود لیک ایمان یکے ۔ جسمشان بسیار لیکن جان یکے

اسی اتحاد کی جہت سے حق سبحانہ وتعالی نے قیام مجبت نبوی کا کام اولیاء کرام کی تفویض فرمایا ہے اور یہ اولیا والیان عالم ہین تمام دنیا کا انتظام انہی سے متعلق ہے انہی کے قدم کی برکت سے آسمان سے مینہ برستا ہے اور زمین سے نباتات اگتے ہین غزا مین کفار کے مقابلہ مین مسلمانون کی یہی امداد کرتے ہین یہ کھانے پینے سے آزاد ہین کیونکہ انبیا سے انہین معنوی اتحاد ہے اسی واسطے انکی خوراک بہی وہی ہے جو انبیا کی ہے یعنی مسرت دیدار حق سبحانہ وتعالی جیسے فرشتون کی غذا تسبیح و تہلیل حق ہے انکی غذا بہی ایسی ہے صرف لقاء اللہ پر اونکی زندگی موقوف ہے۔ اسی باب مین مولوی معنوی فرماتے ہین

این چراغ شمس کو روشن بود ۔ نہ از فتیلہ پنبہ و روغن بود
سقف گردون گر چنین دایم بود ۔ نہ از طناب و استنے قایم بود
ہمچنین این قوت ابدال حق ۔ ہم ز حق دان نے از طعام و نہ از طبق
جسمشان را ہم ز نور اسرشتہ اند ۔ تا ز روح و از ملک بگزشتہ اند

انکی تعداد چار ہزار ہے اور انکو مکتوم کہتے ہین اسلئے کہ یہ اپنے اپنے مقصود مین ایسے مشغول ہین کہ ایک دوسرے کو نہین پہچانتے بلکہ وہ خود اپنا حال بہی نہین جانتے اور بالکل خلقت کی آنکہون سے مستور ہین۔ انکے علاوہ تین ہزار اور ہین جو دنیا کا انتظام کرتے اور مہمات کو سرانجام دیتے ہین گویا سرہنگان درگاہ الٰہی ہین انتظام مہمات سے متعلق جو حکم انہین ملتا ہے بے کم و کاست اوسکی تعمیل کرتے ہین اس گروہ کو خیال کہتے ہین۔ چالیس شخص اور ہین جنکو ابدال کہتے ہین انکی نسبت یہ قول بہی مشہور ہے کہ جب حضرت مریم علیہا السلام نے بن باپ کا بچہ جنا تو انکی قوم کے اکابر ترین کہا کر جنگل مین جہان مریم نے یہ بچہ جنا تہا گئے تاکہ اوسے اپنے ساتھ گہر مین لے آوین اور جنگلی درندون اور بہوک پیاس کے عذاب سے چہڑاوین

مریم نے اون سے کہا کہ مین یون نہین جا سکتی قوم اور تمام شہر مجھے ملامت کریگا کہ کنواری نے بچہ جنا تم میری ہمقوم چالیس لڑکیان میرے پاس مسجد مین بہیجو نہین بلکہ شہر مین چلی جاؤنگی کوئی میری طرف اونگلی نہ اوٹھا سکیگا۔ اکابر قوم نے یہہ عذر قبول کیا اور چالیس لڑکیان جو مریم کی ہمعمر تہین اوسکے پاس مسجد مین بہیجدین مریم نے اون سے کہا کہ تم چالیسون ایک ایک پتہر گود مین اوٹہالو اور اوپر کپڑا اڈہانک دو اونہون نے ایسا ہی کیا خداوند سبحانہ وتعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کی برکت سے اون سب پتہرون مین جان ڈالدی سب لڑکیان جو کنواری تہین بچے گود مین لئے شہر مین داخل ہوئین یہہ حال دیکہکر اہل شہر دنگ ہوگئے اور کسیکو دم مارنے کی مجال نرہی چہل تن جو مشہور ہین اور ارباب حل وعقد ہین وہی ارواح مقدسہ ہین لیکن مولف کی نظر سے کسی مستند کتاب مین یہہ روایت نہین گزری۔ سات تن وہین جنکو ابرار کہتے ہین اور چار تن وہین جنکو اوتاد کہتے ہین اوتاد جمع وتد کی ہے اور وتد کے معنی ہین میخ جسکے سہارے خیمہ کہڑا کیا جاتا ہے چونکہ یہہ چار کونٹ دہانکے ہوئے ہین اسلئے انہین اوتاد کہتے ہین تین شخص وہین جنہین نقبا کہتے ہین ایک وہ شخص ہے جسکو قطب اور غوث کہتے ہین یہہ سب فرقے ایک دوسرے کے روشناس ہین اور سرانجام مہمات وانجاح مرادات مین ایک دوسرے کے اون کے محتاج ہین قطب یا غوث کا مرتبہ سب سے بالاتر ہے اور اوسکو سوائے پہلے فرقہ کے دوسرے سب فرقون پر تصرف وتسلط ہے عزل نصب کا بہی اوسے اختیار ہے معلوم نہین خدا کے علم مین قطبیت وغوثیت کا خطبہ کن کن مقربان بارگاہ الہی کے نام پر پڑہا گیا ہے اور کس کس خوش نصیب کے نام کا یہہ سکہ جاری ہوا ہے لیکن مشہور تر نام حضرت غوث الاعظم قطب ربانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے چنانچہ انکے تصرفات کے بیان مین مولینا جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہین کہ شیخ کے مریدون مین سے ایک شخص بیان کرتا ہے کہ مین شیخ کی خدمت مین مشغول رہا کرتا تہا اور اکثر رات کو جاگا کرتا تہا ایک شب آپ حجرے سے باہر نکلے مین پانی کا لوٹا لیے گیا کہ شاید وضو کرین میری طرف التفات نہ کی اور دروازہ کی جانب متوجہ ہوئے خود بخود دروازہ کہل گیا آپ باہر نکل گئے مین بہی آپکے پیچہے ہولیا اور مین خیال کرتا تہا کہ آپنے مجہے نہین دیکہا جب شہر بغداد کے دروازہ پر پہونچے وہ بہی کہل گیا آپ شہر سے باہر نکلے مین بہی پیچہے پیچہے تہا پہر خود بخود شہر کا دروازہ بند ہوگیا۔ تہوڑی دور گئے تہے کہ ایک شہر نظر آیا مین نے پہلے کبہی یہہ شہر نہین دیکہا تہا اور یہہ بہی جانتا تہا کہ یہہ کس سمت کو ہے شہر کے اندر ایک مکان مین تشریف لیگئے وہان چہہ شخص

تھے سب نے اوٹھکر سلام و استقبال کیا اور مین ایک ستون کی اوٹ مین کھڑا تھا مکان کے ایک گوشہ سے
نالہ و بکا کی آواز آرہی تھی جو تھوڑی دیر مین بند ہوگئی ناگاہ ایک شخص آیا اور جدھر سے نالہ کی آواز آتی
تھی اوسطرف چلا گیا اور ایک شخص کو کندھے پر اوٹھا کر باہر لے آیا۔ اسی اثنا مین ایک اور شخص آیا جسکا سر
برہنہ تھا اور بال بہت بڑھے ہوئے تھے یہہ شیخ کے سامنے بیٹھہ گیا شیخ نے اوسکو شہادتین تلقین کی
اور اوسکے سر اور لبون کے بال لئے اور طاقیہ پہنایا اور محمد اوسکا نام رکھا پھر اون چھون سے مخاطب ہوکر
کہا کہ مین نے خدا کے حکم سے اس شخص کو اوس شخص کا قایم مقام مقرر کیا جو فوت ہوگیا ہے سب نے کہا ہماری
سر آنکھون پر۔ پھر شیخ وہان سے چلے آئے مین بھی پیچھے تھا بہت تھوڑے عرصہ مین شہر بغداد کے
دروازہ پر ۲ وبج گئے بدستور دروازہ کھل گیا اور بند ہوگیا۔ اسی طرح مدرسہ کا بھی دروازہ کھل گیا شیخ اپنے
حجرہ مین چلے گئے صبح جب مین سبق پڑھنے بیٹھا تو ہیبت مجھپر ایسی غالب ہوئی کہ پڑھ نہ سکا شیخ نے
فرمایا اپنی زند پڑھ۔ مین نے سوگند دی کہ آپ رات کا معاملہ مجھسے بیان کرین فرمایا وہ شہر نہاوند تھا
اور جو چھہ شخص بیٹھے تھے ابدال تھے اور جو نالہ کرتا تھا اون سات کا بزرگ تھا اور جو ایک شخص کو کندھے پر اوٹھا
لایا تھا خضر علیہ السلام تھا اور مردہ کو لایا تھا کہ اوسکی تجہیز و تکفین کرین اور جس شخص کو شہادتین
تلقین کی تھی وہ قسطنطنیہ کا ایک ترسا تھا مجھے امر ہوا تھا کہ اوس مردہ کی جگہہ اوسے دون اوسکو
میرے پاس لے آئے مینے اوسے مشرف باسلام کیا اب وہ ابدال مین سے ایک ہے۔ اس بیان سے
ایک لطیف نکتہ یہہ حاصل ہوا کہ اللہ کی رحمت و عنایت بہت وسیع ہے جسکو چاہتا ہے ایک دم
مین بغیر کسی ریاضت و مجاہدہ کے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے ؎ تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد ‡
ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ یہہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ شیخ
محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ مین فرماتے ہین کہ ابدال ہمیشہ سات موجود رہتے ہین اور یہہ حق
سبحانہ و تعالے کے برگزیدہ ہین ہر ایک اقلیم کا قیام انہین سے کسی ایک کے وجود کے ساتھہ ہے اور
فرماتے ہین کہ حرم مکہ مبارکہ مین مجھسے انسے ملاقات ہوئی اور سلام علیک بھی ہوئی یہہ بہت کم
بولتے ہین اور ہر دم خدا کی ذات مین مشغول رہتے ہین اور فرماتے ہین کہ قونیہ مین بھی ویسے ہی ایک
شخص سے ملاقات ہوئی تھی۔ پیر طریقت حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس اللہ سرہ فرماتے ہین کہ
اولیاء اللہ کا ایک گروہ ہے جنکو مشایخ طریقت اویسی کہتے ہین اس طایفہ کو ظاہر مین پیر کی کوئی حاجت

نہین ہوتی کیونکہ نور رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہین اپنی عنایت کی گود مین پرورش کرتا
ہے جانبین مین کوئی غیر واسطہ نہین ہوتا اسکی مثال حکمائے اشراقیین کی سی ہے کہ باوجود بعد
المشرقین ایک دوسرے سے روحانی ملاقات و مکالمات کرلیتے ہین سوائے جذب باہمی و کشش دلی
جو بمنزلہ تار برقی کے ہے کوئی واسطہ انکے درمیان نہین ہوتا اس طائفہ کے سرگروہ حضرت خواجہ اویس
قرنی رضی اللہ عنہ ہین آپ گو بظاہر رتبہ صحابیت کو نہین پہونچے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کے ہمراہ کسی غزوہ مین شریک نہین ہوئے مگر باطن مین اکثر صحابہ پر فضیلت رکھتے ہین انکے مناقب
بیشمار ہین اس سے زیادہ فضیلت کیا ہوگی کہ خود حضرت سید المرسلین خاتم النبیین زبان مبارک سے انکی
ستایش فرماتے ہین چنانچہ فرمایا ہے اُوَیْسُ الْقَرَنِیُّ خَیْرُ التَّابِعِیْنَ بِاِحْسَانٍ اویس قرنی تابعین
مین سے سب سے بہتر ہین احسان کرنے مین نیز خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی یمن کی طرف منہ
کرکے فرمایا کرتے تھے اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ قرن کی جانب سے مین نسیم رحمت
پاتا ہون نیز ارشاد فرمایا قیامت کے روز خدای تعالی اویس کی صورت کے ستر ہزار فرشتے پیدا کریگا اور
اویس انکے درمیان ملکر عرصات مین آویگا اور بہشت مین چلا جاویگا اور اوسکو کوئی پہچان نہ سکیگا کیونکہ
وہ دنیا مین ایک قبہ مین پوشیدہ ہوکر خدا کی عبادت کرتا اور خلق کی نظرون سے پنہان رہتا تھا
آخرت مین بھی چشم اغیار سے پنہان رہے اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَآئِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ میرے
دوست میری قبا کے دامن کے نیچے ہین اونکو میرے سوا کوئی نہین پہچانتا نیز اخبار غوثیہ مین وارد ہے
کہ قیامت کے دن خواجہ عالم صلے اللہ علیہ وسلم بہشت مین اپنے کوشک سے نکلینگے اور فرمائینگے اویس کہان
ہے مین اوسے دیکھنا چاہتا ہون ندا آئیگی کہ تکلیف نفرمائیے جیسا کہ دنیا مین نہین دیکھا یہان بھی نہین
دیکھہ سکینگے نیز خواجہ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت مین ایک ایسا شخص ہے
جو قیامت کے روز اتنے آدمیون کی شفاعت کریگا جتنے کہ بنی ربیعہ و مضر کی بکریون پر بال ہین
(عرب مین ان دونون قبیلون سے زیادہ کسی کے پاس بکریان نہ تہین) صحابہ رضہ نے عرض کیا
یہ کون شخص ہے فرمایا خدا کے بندون مین سے ایک بندہ ہے عرض کیا ہم بھی تو خدا کے بندے
ہین اوسکا خاص نام پوچھتے ہین فرمایا اویس عرض کیا کہان رہتا ہے فرمایا قرن مین عرض کیا اوسنے
حضور کو دیکھا ہے فرمایا ظاہری آنکھون سے نہین مگر دل کی آنکھون سے دیکھا ہے عرض کیا ایسا

عاشق صادق حضور مین حاضر نہو تو تعجب ہے فرمایا اسکے دو سبب ہین ایک غلبہ حال دوسرا میری
شریعت کی تعظیم اوسکی ایک بوڑہیا مومنہ نابینا ماں ہے اویس شتربانی کرکے اپنی ماں کا نفقہ کرتا
ہے عرض کیا ہم اگر جائین تو اوسکو دیکھہ سکین گے حضرت صدیق اکبر سے فرمایا تم اوسے نہین دیکھہ
سکو گے البتہ فاروق و مرتضی دیکھین گے اوسکے بدن پر بال بہت ہین اور اوسکے پہلو میں جب اور
کف دست مین بمقدار درم سفیدی ہے اور وہ برص نہین ہے ای فاروق و علی جب تم اوس سے ملاقات
کرو میرا سلام کہو اور کہو کہ میری امت کے حق مین دعا کرے پہر ارشاد فرمایا اَجَلُّ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی
الْاَتْقِیَاءُ الْاَخْفِیَاءُ اولیاء اللہ مین سب سے برگزیدہ اتقیا ہین جو خلق کی نظروں سے پنہان ہین
عرض کیا ہم اوسے کہان پائینگے فرمایا یمن مین ایک شتربان ہے اوسکا نام اویس ہے اوسکی پیروی کرو
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب ہو پہنچا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکا مرقع کسکو
دین فرمایا اویس کو آنحضرت کی وفات کے بعد حضرت فاروق و علی کوفہ مین آئے فاروق نے خطبہ مین
فرمایا ای اہل نجد تم مین سے قرن کا رہنے والا بھی کوئی ہے کہا ہان ہے فاروق نے کہا تم اویس کو جانتے ہو
جواب دیا کہ نہین مگر ایک دیوانہ کو جانتے ہین جو وحشی ہے فرمایا وہ کہان رہتا ہے کہا وادی عرنہ مین
اونٹ چرایا کرتا ہے رات کو خشک روٹی پر قناعت کرتا ہے آبادی مین کبھی نہین آتا کسی سے صحبت نہین
رکہتا جو کچہہ لوگ کہاتے ہین وہ نہین کہاتا غم و شادی کی اوسے کچہہ پروا نہین جب لوگ ہنستے ہین تو
وہ روتا ہے روتے ہین تو وہ ہنستا ہے فاروق اور مرتضی دونون وادی عرنہ مین گئے اویس کو دیکہا
کہ نماز مین مشغول ہے اور خدا کے حکم سے فرشتے اوسکے اونٹ چرا رہے ہین اویس نے آہٹ پاکر نماز کوتاہ
کردی اور سلام علیکم کہا فاروق نے جواب دیا اور پوچہا کیا نام ہے کہا اویس پہر کہا دایان ہاتہہ دکہاؤ
دکہایا تو سفیدی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی تہی پائی گئی فاروق نے ہاتہہ کو بوسہ دیا اور
کہا رسول خدا نے آپکو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے لئے دعا کرو اویس نے کہا ای عمر تم
دعا کرنے مین مجہسے اولے تر ہو کہا مین تو رات دن یہی کام کرتا ہون تم رسول خدا کی وصیت بجا لاؤ
کہا ای عمر تم غور کرو شاید وہ کوئی اور ہو جسکو رسول خدا نے وصیت کی ہے کہا رسول خدا نے جو نشان
بتلائے ہین وہ تم مین موجود ہین اویس نے کہا مرقع مجہے دو تاکہ مین دعا کرون مرقع لے لیا اور کہا
تم یہین ٹہیرو اور آپ ہٹ دور نکل گئے اور خاک پر سر رکہہ کر دعا کرنے لگے کہ الٰہی مین مرقع

نہین بہنونگا جبتک تمام امت محمدیہ بخشی نہ جائیگی کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی وصیت کی ہے اور رسول و فاروق اور مرتضی اپنا اپنا کام کر چکے ہین اب صرف تیرا کام باقی ہے ندا آئی کہ اتنے آدمی تجھے بخشدئے کہا جبتک تمام نہ بخشیگا مین نہین پہنونگا ندا آئی کہ اتنے ہزار اور بخشدئے کہا مین تمام امت چاہتا ہون اسیطرح ادہر سے بار بار تقاضا تھا اور ادہر سے دریای رحمت جوش زن تھا اسی عرصہ مین فاروق اور مرتضی اوسکے پاس چلے گئے انہین دیکھکر کہا کہ تم بیوقت آئے جبتک کہ تمام امت محمدیہ بخشی جاتی مین ہرگز مرقع نہ پہنتا۔ فاروق نے اویس کو دیکھا کمل پہنے ہوئے ہے اور اوس کمل کے نیچے تمام جہان کی دولت و توانگری چہپی ہوئی ہے فاروق اپنی ہستی اور خلافت سے دل گرفتہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ کوئی ہے جو ایک روٹی کے چہلکے کے بدلے مجہسے خلافت خریدلے اویس نے کہا بیچنے کی کیا ضرورت ہے پہینکدو جو چاہے اوٹھالے خرید و فروخت کا کیا مطلب پہر اویس نے مرقع پہن لیا اور کہا کہ کو سفند ان بنی ربیعہ و مضر کے بالون کی تعداد کے برابر امت محمدیہ کے لوگ مجہی بخشے گئے اور یہہ صرف اس مرقع کی برکت ہے۔ فاروق نے کہا ای اویس رسول خدا کو کیون نہ دیکھا کہا تمنے دیکھا ہے کہا ہان اویس نے کہا شاید تمنے جبہ مبارک دیکھا ہوگا رسول خدا کو نہین دیکھا اگر دیکھا ہو تو بتلاؤ کہ آپکے ابرو پیوستہ تھے یا نہین یہہ عجیب بات ہے کہ حضرت فاروق اسکا جواب نہ دے سکے پہر اویس نے پوچھا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست ہو کہا ہان کہا اگر دوستی مین درست و راسخ تھے تو جس روز آپکے دندان مبارک شہید ہوئے تھے کیون اونکی موافقت مین تمنے اپنے دانت نہ توڑلئے دوستی مین ہرحال دوست کی موافقت شرط ہے پہر اویس نے اپنے دانت دکہلائے سب دانت ٹوٹے ہوئے تھے اور کہا کہ مین نے رسول خدا کو بظاہر نہین دیکھا اونکی موافقت مین سب دانت توڑدئے جو دانت مین توڑتا تہا میرا دل مطمئن نہوتا تہا کہ شاید یہہ دانت نہو دوسرا ہو یہانتک کہ ایک ایک کرکے کل دانت توڑڈالے فاروق اور مرتضی کو یہہ حال دیکھکر رقت آگئی اور معلوم ہو گیا کہ مقام ادب اور ہی چیز ہے۔ پہر فاروق نے کہا ای اویس میرے حق مین دعا کرو کہا مین ہرروز تشہد مین دعا کرتا ہون کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ای اللہ مومن مردون اور مومنہ عورتون کو مغفرت کے۔ اگر تم گور مین ایمان سلامت لیجاؤگے تو میری دعا سے خود بخود مستفید ہو جاؤگے ورنہ مین اپنی دعا ضایع نہین کرتا۔ پہر فاروق نے کہا مجہے کچہہ وصیت کرو اویس نے کہا ای فاروق تم خدا کو پہچانتے ہو کہا ہان کہا اگر اوسکے سوا کسی اور کو نہ پہچانو تو بہتر ہے

کہا کچھہ اور بہی فرماتے کہا اے فاروق خدا اچھی جانتا ہے کہا ہان کہا اگر اوسکی سوا کوئی نہ جانے تو بہتر ہے۔ اویس اوٹھنے لگے تو فاروق نے کہا ٹھیرئیے مین کچھہ آپ کی نذر کرون اویس نے دو درم اپنی جیب سے نکالے اور کہا کہ یہہ شتربانی سے حاصل کئیے ہین اگر تم ضامن ہوسکتے ہو کہ انکے کہانے تک مین جیتا رہونگا تو مین تمہارا عطیہ بہی قبول کرلونگا۔ پہر اویس نے کہا آپنے بڑی تکلیف اوٹھائی تشریف لیجائیے قیامت بہت نزدیک ہے وہان آپسی ملاقات ہوگی کہ منقطع نہو سکے گی مین اب قیامت کا زاد راہ مہیا کرنے مین مشغول ہون۔ حضرت اویس قرنی کے مناقب بیشمار ہین اس مختصر مین اونکے بیان کی گنجایش نہین۔ حضرت فاروق اور علی مرتضی اور اویس کی ملاقات کی روایت مین چند کلمات آیسے واقع ہوئے ہین جنسے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اویس کا رتبہ صاحبین سے اعلے ہے مگر فی الواقع ایسا نہین ہرچند اویس کا مقام بجائے خود بہت بلند ہے اور سوائے فضل الہی کے کسی کو یہہ دولت نصیب نہین ہو سکتی مگر یہہ یاد رکہنا چاہیئے کہ صحابہ خصوصًا خلفاے راشدین کا رتبہ اس سے اعلی تر و افضل تر ہے بعد نبوت کے فضل مدارج انہین کا درجہ ہے کوئی ولی غوث قطب اسکو نہین پہونچ سکتا۔ خداوند تعالی جل جلالہ نے قرآن شریف مین انکی ستایش فرمائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا انکی مدح کی ہے اگر حضرت علی مرتضی مورد سورہ ہل اتے ہین تو حضرت فاروق اعظم خازن گنجینہ اَلحَقُّ یَنطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ (خدا عمر کی زبان سے بول رہا ہے) ہین خلافت کا مستحق کوئی شخص نہین ہوسکتا جبتک کہ مستخلف کے تمام اوصاف اوسمین موجود نہون پس خلفا کی شان سب سے اعلی وارفع ہے جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے شروع کیا تہا خلفاے اربعہ نے اوسکی تتمیم و تکمیل کی کفر و شرک کی بیخ و بنیاد اکہاڑکر اطراف و اکناف عالم مین توحید کا جہنڈا گاڑا رضوان اللہ علیہم اجمعین صاحبین کے دیدار سے اویس کی فضیلت مین ترقی ہوئی نہ اویس کی ملاقات سے صاحبین کے کمال مین عروج ہوا اسیواسطے حضرت شیخ فریدالدین عطار رح فرماتے ہین کہ حضرت عمر فاروق و علی مرتضی کے تشریف لیجانے کے بعد اویس کی حرمت و فضیلت مین آیسی ترقی ہوئی جو بالکل غیر معمولی تہی اور وہ وادی عرنہ چہوڑکر کوفہ مین چلا آیا اور آخر عمر مین حضرت علی مرتضی امیر المومنین کیخدمت مین حاضر ہوا اور آپکی طرف سے جنگ صفین مین لڑکر شہید ہوگیا رضی اللہ عنہ سواے اویس کے اور بہی بہت سے مشایخ طریقہ ہین جو ابتداے سلوک مین اسی مسلک پر چلے ہین چنانچہ حضرت شیخ ابوالقاسم گورگانی طوسی جو شیخ ابوسعید ابوالخیر اور شیخ ابوالحسن

خرقانی کے ہمعصر ہین فرقہ اویسیون مین سے تہے ابتدا مین انکا ذکر و شغل یہی تہا کہ ہر دم اویس
اویس کہا کرتے تہے۔ یہی حال حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کا تہا کہ ایام رضاعت
مین رمضان شریف مین تمام روز دودہ نہین پیا کرتے تہے۔ آپ فرماتے ہین کہ مین ابہی بچہ ہی تہا
ایک دفعہ عرفہ کے دن گائے چرانے کے واسطے صحرا مین گیا گائے آگے آگے جا رہی تہی اور مین اوسکے
پیچہے تہا ناگاہ گائے نے پیچہے پہر کر دیکہا اور کہا اے عبد القادر کیا تو اسی کام کے واسطے مامور ہوا ہے
مجہپر ہیبت غالب ہوگئی گائے کو چہوڑ کر اپنے مکان کی چہت پر گیا حاجیون کو دیکہا کہ عرفات مین کہڑے
ہین مین اپنی والدہ کی خدمت مین گیا اور اوس سے درخواست کی کہ اجازت دیجیے کہ مین بغداد مین جاکر
کسب علوم اور صلحا و اولیا کی زیارت کرون والدہ نے چالیس دینار میرے زادراہ کے واسطے دئے اور بغل
کے نیچے کپڑے مین سی دئیے تاکہ کسی کو اطلاع نہو اور ہر حال مین سچ بولنے کی نصیحت کی جس قافلہ کے
ساتہہ مین بغداد کو جا رہا تہا رستہ مین اوسپر ڈاکہ پڑا ڈاکوون نے سب کا مال چہین لیا مجہسے پوچہا تیرے
پاس بہی کچہہ ہے مین نے کہا ہان چالیس دینار ہین جو کپڑے کے نیچے سئے ہوئے ہین ڈاکوون نے سمجہا
کہ یہہ ٹہٹہا کرتا ہے وہ مجہے اپنے سردار کے پاس لے گئے اوس سے بہی مین نے یہی بات کہی کپڑا کہولکر
جو دیکہا تو میرا قول راست نکلا سردار نے پوچہا کہ کیا وجہ تہی کہ تو نے ایسے خفیہ مال کا اظہار کردیا مین نے کہا مین
اپنی والدہ سے عہد کرچکا ہون کہ کبہی جہوٹ نہین بولونگا سردار نے آبدیدہ ہوکر کہا افسوس مین
کئی سال سے خداوند تعالی کے عہد مین خیانت کر رہا ہون پہر اوسنے توبہ کی اور سب ڈاکو بہی تائب ہوگئے
یہہ مقام جو شیخ کو حاصل ہوا بہت بڑا عالی ہے کیونکہ نور نبوت نے صرف باطنی تربیت سے اونکو مشرف
نہین فرمایا بلکہ دعوت خلق الی اللہ کا فیض بہی عطا فرمایا تاکہ نبوت کے دونون اجزا حاصل ہون شہیدی

اندر اللہ سے واصل اور بہر مخلوق شامل
خواص اونمین برزخ کبری مین تہا حرف شد کا

اسوقت جبکہ ڈاکو حضرت شیخ کے انفاس مقدسہ کی برکت سے تائب ہوئے ہین آپکی عمر صرف نو برس کی
تہی یہہ عمر اور نیز ایام رضاعت ایسے اوقات نہین ہین کہ سوای نماز کے اونمین کوئی اور تکلیف شرعی
جایز ہو اور نہ اسوقت کسی شیخ یا پیر طریقت کی ضرورت ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہہ محض فضل اللہ
نور رسالت کی روحانی تربیت ہے۔ یہہ بہی **واضح رہے** کہ ارباب الولایۃ کی جتنی صنفین
ہمنے بیان کی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اونمین سے کسی ایک کا بہی یہہ نام موجود

نہتا اور نہ آپکے بعد بہت عرصہ تک یہہ نام تجویز ہوئے یعنی صحابہ و علما مین فضایل تو ہر قسم کے موجود تہے مگر ابدال و اوتاد و غوث قطب وغیرہ کسی کو نہین کہتے تہے بلکہ سیدہے سادے نام تہے مثلاً جن بزرگوارون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تہا اونہین صحابہ کہتے تہے اور یہہ صحبت کی فضیلت سب فضیلتون سے افضل ہے انکے بعد وہ لوگ ہین جو صحابہ کی صحبت سے مشرف ہوئے انکو صحبۃ الصحابہ کہتے ہین انکے بعد وہ لوگ ہین جنہون نے صحبۃ الصحابہ کی صحبت حاصل کی انکو تابعین کہتے ہین انکے بعد وہ لوگ ہین جنہون نے تابعین کو دیکہا انکا نام اتباع التابعین ہے حضرت امام قشیری فرماتے ہین کہ اتباع التابعین کے بعد لوگ مختلف ہو گئے اور مراتب مین تمیز کرنے لگے یہانتک کہ اخص الخواص کو جو امور شرعیہ مین حد سے زیادہ مشغول و مستغرق تہے زہاد و عباد کہنے لگے۔ پہر بدعات کا غلبہ شروع ہوا اور اہل اسلام کئی فریق ہو گئے حتےٰ کہ ان فرقون کی تعداد بہتر تک پہونچ گئی ہر ایک فرقہ کا یہی دعوے تہا کہ وہی سب سے افضل ہے۔ انہی بہترون مین سے ایک فرقہ اہلسنت و جماعت کا ہے خواص اہلسنت جو اللہ جل جلالہ کے احکام کی بخوبی رعایت اور اپنے قلوب کی غفلت سے کماحقہ حفاظت کرتے تہے متصوفہ کے نام سے مشہور ہوئے تصوف خاصہ اہلسنت کا ہے اور یہی لوگ اس باب مین منفرد ہین امت محمدیہ مین بجز اہلسنت و جماعت کے کسی فرقہ کو یہی دولت نقادت و صفاوت نصیب نہین ہوئی۔

	این سعادت بزور بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ	

اور یہہ اسم مبارک متصوفہ ان اکابر کے نام نامی کے ساتہہ دوسری صدی ہجری کے اختتام سے پیشتر مشہور ہوا اور سب سے پہلا شخص جو صوفی کے نام سے مشہور ہوا ابو ہاشم صوفی تہا جو شام کا رہنے والا تہا اور سنہ ۱۶۱ ایک سو اکسٹہہ ہجری مین پیدا ہوا ابو ہاشم سے پیشتر بہی بہت سے بزرگوار گزرے ہین جو زہد و ورع اور معاملات مین یگانہ تہے اور طریق توکل و محبت مین ثابت قدم و راسخ دم تہے مگر صوفی کا لقب کسیکو نہین دیا گیا۔ اسیطرح سوائے مسجد کے کوئی ایسا مکان نہ تہا جہان صوفی لوگ جمع ہو کر اپنے مسایل بیان کرین یا مستقل طور پر خدام و مریدون کے ساتہہ وہان سکونت اختیار کر سکین سب سے پہلا مکان رملہ شام مین انکے لئے بنایا گیا اور اوسکا نام خانقاہ رکہا گیا۔ اسکی یہہ کیفیت ہے کہ ایک امیر ترسا شکار کیلئے گیا تہا رستہ مین اوسنے دو شخص دیکہے جو صوفیانہ لباس مین تہے ایک ایک سمت سے آرہا تہا اور دوسرا دوسری سمت سے دونون باہم بغلگیر ہوئے اور مصافحہ کیا اور وہین بیٹہہ گئے اور جو کچہہ کہانے کو

اونکے پاس تہا دونون نے ملکر کہایا اور فراغت پاکر اپنی اپنی راہ لگے امیر کو اونکا باہمی ادب و محبت و الفت کا معاملہ نہایت پسند آیا ایک کو اُنمین سے بلاکر پوچھا کہ یہہ دوسرا کون تہا جو تمہارے ساتہہ کہانا کہا رہا تہا جواب دیا کہ مین نہین جانتا پوچھا کہان کا رہنے والا تہا کہا مین نہین جانتا پوچھا تیرے پاس کچہہ کہانے کو تہا کہا نہین یہہ اوسی کا تہا امیر نے پوچھا کہ باوجود اس ناآشنائی کے اسقدر الفت و محبت کا کیا سبب تہا جواب دیا کہ یہہ ہمارا خاص طریقہ ہے کہ ایک دوسرے کے ساتہہ محبت اور ادب ملحوظ رکہنا اپنا فرض سمجہتے ہین امیر نے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی ایسا مکان بہی ہے جہان تم سب جمع ہوکر ایک دوسرے سے ملاقات کرسکو کہا نہین کہا مین تمہارے لئے ایسا مکان بنواؤنگا چنانچہ رملہ مین خانقاہ بنوادی **مولف**

نہ تہی وہ خانقہ تہا مطلع نور — حریم اوسکا تہا چشم بد سے مستور
جو بیت اللہ مقامِ پاکبازان — بمثالِ شمع باسوز و گدازان
لباس اونکا تہا گرچہ ایک گدڑی — مگر دل دین کی دولت وہی تہی
لکین تہے اوسکے سب ابرار و خیار — نہ تہا دارین سے جنکو سروکار
لقائے حق سے تہا ہر ایک محظوظ — ہر اک کی سیر گہ تہی لوح محفوظ
غم و شادی سے تہے یکسر آزاد — بہشت و دوزخ اونکو تہے نہ کچہہ یاد
سراپا نور مثل ماہ و خورشید — مکین بارگاہ قدس توحید
کہنچا تہا گویا نقش بیت معمور — مکین وہم مکان نور علی نور
الٰہی جب تلک کون و مکان ہو — نصیب دوستان ایسا مکان ہو

کرامات الاولیاء

اکابر اہلسنت و جماعت رحمہم اللہ تعالے دانا اس بات پر متفق ہین کہ خوارق عادات ہر ایک شخص سے خواہ وہ مومن ہو یا کافر ظہور مین آنے ممکن ہین اور خوارق عادات کے یہہ معنی ہین کہ کسی انسان سے ایسا فعل صادر ہو جو طاقت بشریت سے باہر ہو اور انسان کی عادت مستمرہ کے بالکل خلاف پایا جائے مثلاً پتہر کو بغیر کسی کیمیائی عمل کے پانی اور پانی کو منجمد کردینا مردہ کو زندہ اور نابینا کو بینا اور کوڑہی کو تندرست کرنا وغیرہ اور یہہ خوارق عادات ابتدائے خلقت آدم سے تا ایندم ظہور مین آتے ہین گو درمیان مین صدیون تک اسکا سلسلہ منقطع رہا ہو اور یہہ خوارق کئی

قسم کے ہین حضرت امام فخر الدین رازی رح تفسیر کبیر مین فرماتے ہین کہ جب کوئی فعل خارق عادت انسان کے ہاتہہ سے ظہور مین آویگا تو اوسکی دو حالتین ہونگی یا تو اوسکے ساتہہ دعوے مقرون ہوگا یا نہین اگر دعوے کے ساتہہ مقرون ہے تو وہ دعوے یا تو دعوی الوہیت ہوگا یا دعوی نبوت یا دعوی ولایت یا دعوی سحر و طاعت شیاطین یہہ چار قسمین ہوئین **پہلی قسم** دعوی الوہیت ہمارے اصحاب اہلسنت وجماعت کے نزدیک مدعی الٰہیت کے ہاتہہ سے ظہور خوارق عادات جایز ہے جیسا کہ فرعون دعوی الوہیت کرتا تہا اور خوارق عادات اوس سے ظہور مین آتے تہے اور دجال جو قرب قیامت مین ظہور کریگا اور مدعی الوہیت ہوگا خوارق عادات اوس سے بہی بالاتفاق ظہور مین آوینگے ہمارے اصحاب کا قول ہے کہ یہہ جواز اسلئے ہے کہ مدعی کی شکل و خلقت ہی گواہی دیتی ہے کہ وہ کذاب ہے اور ظہور خوارق اس بات کا مقتضی نہین کہ تلبیس ضرور پائی جاوے یعنی مدعی الوہیت صریحًا جہوٹا ہے کیونکہ حق سبحانہ و تعالی اس بات سے مبرا ہے کہ وہ صورت بشری یا کسی اور شکل مین مقید ہوکر اپنی قدرت کے کرشمے دکہلائے **دوسری قسم** ادعای نبوت یہہ دو قسم ہے کیونکہ مدعی نبوت یا تو صادق ہوگا یا کاذب اگر صادق ہوگا تو خوارق عادات کا ظہور اسکے ہاتہہ سے ضروری ہوگا جو لوگ نبوت کو برحق مانتے ہین وہ سب متفق ہین کہ انبیا سے ضرور خوارق عادت ظاہر ہوتے ہین جو شخص نبوت کا جہوٹا دعوی کریگا اوسکے ہاتہہ سے خوارق عادات کا ظہور جایز نہین اگر بر تقدیر ہو بہی جاوے تو اسوقت حصول معارضہ ضروری ہے یعنی دیکہنا چاہئے کہ اوسکے اخلاق انبیا کے سے ہین یا نہین **تیسری قسم** ادعای ولایت جو لوگ ولایت کے قایل ہین وہ اس امر مین مختلف ہین کہ آیا کرامت کا دعوی کرنا اور پہر اوسکو دعوے کے موافق پورا کر دکہانا جایز ہے یا نہین۔ ہمارے اصحاب کے نزدیک ایسے لوگون کے ہاتہہ سے ظہور خوارق جایز ہے اور معتزلہ کے نزدیک جایز نہین۔ جو لوگ کسی قسم کا دعوی نہین کرتے کہ مین ولی ہون یا غوث قطب ہون انکے ہاتہہ سے بہی ظہور خوارق عادات جایز ہے لیکن اگر یہہ انسان صالح اور شریعت کا پابند اور اللہ کی مرضی پر چلنے والا ہے تو اوسکا دعوے مقبول ہے اور اگر مذنب و خبیث ہے تو مردود ہے **چوتہی قسم** ادعای سحر و طاعت شیاطین۔ جو لوگ دعوی کرتے ہین کہ ہم جادو جانتے ہین یا شیاطین ہمارے مطیع ہین اونکے ہاتہہ سے بہی ظہور خوارق عادت جایز ہے۔ خوارق عادت کے علما نے تین نام رکہے ہین اگر انبیاے صادقین کے ہاتہہ سے انکا ظہور ہوگا تو اوسکو معجزہ کہین گے اور جو صادق اولیاء اللہ سے

صادر ہوگا اوسکو کرامت کہتے ہین اور جو غیر مسلم اور خبیثون سے صادر ہوگا اوسکو استدراج کہتے ہین
آجکل ہندوستان مین ایک ایسا فرقہ نمودار ہوا ہے جو سحر اور جن و شیاطین کے وجود کا منکر ہے اگرچہ قرآن
و حدیث مین انکے وجود پر بہت سے دلایل موجود ہین مگر منکر اونکی طرح طرح کی تاویلین کرتے ہین اور اپنے
مطلب کے موافق اونکے معنی لگاتے ہین اسلیئے ہم دو صحیح روایتین پیش کرتے ہین جس سے ثابت ہوگا کہ سحر
وغیرہ کا وجود فی الواقع موجود ہے **روایت** امام مستغفری نے دلایل النبوۃ مین لکھا ہے کہ عبد اللہ بن
مسعود رض نے روایت کی کہ مین خدمت مین حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تھا ایک دن
آپکے ہمراہ کوہ صفا پر گیا مشرکان عرب وہان موجود تھے ولید بن مغیرہ کے پاس ایک بت تھا جسکو
سب اس بت کو پوج رہے تھے آپ جب پہنچے وہان فرمایا یا معشر قریش کہو لا الہ الا اللہ ولید نے ابوجہل
سے کہا تم کیا کہتے ہو اس مجمع مین محمد کو شرمندہ کردن ابوجہل لعین نے اوسکو سوگند دی کہ جہانتک
تجھسے اس بارے مین ہوسکے تقصیر نکر ولید پلید اوٹھا اور اپنے بت کو کاندھے پر رکھ ہوئے آپکے
پاس آیا اور کہا اے محمد تم کہتے ہو کہ میرا خدا میری رگ جان سے نزدیکتر ہے آپنے فرمایا ہان ایسا ہی ہے
اوس ملعون نے کہا اسوقت میرا خدا میری گردن پر ہے اور سب دیکھتے ہین تم بھی اپنا خدا دکھاؤ چونکہ اون
سب کا سامنے دل نور عقل سے منور نہ تھا آپنے سوائے چپ کے کچھ جواب نہ دیا یہہ سب پہر بت کی عبادت مین
مشغول ہو گئے اور کہنے لگے ای ہمارے سید ای ہمارے مولے ای ہمارے معبود ہم چاہتے ہین کہ ہمارے
محمد کے قتل پر تو یاری دے فورًا ایک دیونے بت کے پیٹ سے آواز دی اور مذمت مین آپکی اوس نے
کی چند شعر پڑہے جب ان ابیات کو آپنے سنا یا دل ملول گھر کو پھرے مین نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آپنے اس بت کی باتین سنین فرمایا ہان شیطان ہے بت کے پیٹ مین لسکر انبیا کے قتل
پر رغبت دلاتا ہے اور کوئی شیطان اور دیو یہہ بات نکریگا مگر یہہ کہ جلد مارا جائیگا پہر دو تین راتین اسی طرح
گذر گئین اور مین آپکی خدمت مین تھا کہ ناگہان کسی نے آکر آپکو سلام کیا مین نے اوسکا سلام سنا مگر کچھ
نہین آپنے اوسکا جواب دیا اور پوچھا کہ تو اہل سماں سے ہے کہا نہین فرمایا جن ہے کہا ہان آپنے کہا تیرا نام
کیا ہے کہا سمحج - آپنے اوسکا نام عبد اللہ کہا اور اوسنے پسند کیا پہر پوچھا یہان آنیکا کیا سبب ہے کہا
سنا ہے کہ مسعر جنی نے بت کے پیٹ مین آکر آپکے حق مین سخنان ناشایستہ کہے ہین اور آپکے اوس ملال
ہوا ہے مینے اوسکی مکافات مین کوہ صفا پر اوسکو ایک دار مین واصل جہنم کیا اور آپ کو اور سب مسلمانون کو

اوسکی شہد سے چہوڑایا اب حضور سے میری یہہ درخواست ہے کہ علی الصباح کوہ صفا پر آپ پہر تشریف لائیں وہ جماعت اوسیطرح بت کی پرستش مین ہوگی اور پہر آپکے بارہ مین اوسی بت سے کچہہ کہلائینگے مین چاہتا ہون کہ اوسی بت کی زبان سے آپ کی مدح اور آپکے دین کی ترویج کی باتین سبکو سنا دون کہ دوستون کی آنکہونمین اس سے ٹہنڈک حاصل ہو- پہروہ رخصت ہوا آخروہ شب اس وعدے کے انتظار مین بہت دشواری سے کٹی صبح آپ اپنے ساتہہ مین کوہ صفا پر گیا مشرک اوسیطرح اپنی عبادت مین تہے آپنے وہان پہونچکر کلمہ توحید کی اونکو ہدایت کی وہ سب غایت انکار سے بت کو سجدہ کرنے لگے ناگاہ اوسی جنی عبداللہ نے اوس بت کے پیٹ مین سے چند اشعار آپکے اور اس دین کے وصف مین پڑہے مشرکون نے جب اوس بت سے آپکی تعریف سنی اوسے اوٹہاکر زمین پر دے مارا اور ریزہ ریزہ کردیا اور سحر کی نسبت آپکی طرف کرنے لگے اور ایذا اور اہانت مین آپ کی مشغول ہوئے - **روایت**

علامہ واقدی نے کہا کہ جب پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے ماہ ذی حجہ ۶ھ مین تو آئے یہود لبید بن اعصم کے پاس اور کہا تم یہہ لوگون مین بڑے جادوگر ہو اور محمد نے ہم لوگون پہ جادو کیا ہے سو تم اونپر جادو کرو ہم بعوض اسکے تہمین کچہہ دینگے پہر اوسنے آپ پر جادو کیا جسکی تاثیر سے چالیس روز تک آپکو ضعف و نسیان کا زور رہا اور فقط دنیا کے امور مین آپ کی خاطر مبارک مین کہٹکا ہوتا تہا کہ فلانا کام مینے کیا ہے حالانکہ آپنے وہ کام نکیا ہوتا چہہ مہینے یا ایک برس تک اوسکا اثر آپ پر رہا اسی اثنا مین ایکرات عایشہ صدیقہ سے آپنے کہا تمہین معلوم ہے خدای تعالی نے مجہے فتوی دیا جس بات مین تہا اوس سے استفتا کیا تہا یعنی میری دعا قبول کی آئے میرے پاس دو مرد ایک تو میرے سرہانے بیٹہا اور دوسرا پاؤن کے پاس پس کہا اوسنے جو پاؤن کے پاس بیٹہا تہا اوسکو جو میرے سر کے پاس تہا کہ اس مرد کا کیا حال ہے اور درد اوسکا کس سبب سے ہے کہا یہہ مطبوب ہے یعنی اسپر جادو کیا گیا ہے کہا کس نے جادو کیا ہے کہا لبید بن اعصم نے کہا کس چیز مین جادو کیا ہے کہا کنگہی اور اون بالون مین جو کنگہی کرنے مین گرے تہے اور اور غلاف شگوفہ خرمائے تر مین کہا اوسکو کہان رکہا ہے کہا ذی اروان کے کنوئین مین پتہر کے تلے پس آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس کنوئین پر اپنے چند اصحاب کے ساتہہ اور فرمایا یہہ وہی کنوان ہے جو مجہے خواب مین دکہایا تہا پانی اوس کنوئین کا سرخ تہا جیسے مہندی کا بہگویا ہوا ہوتا ہے اور درخت اس کنوئین کے تہے جیسے شیطانون کے سر یعنی بدشکل پس نکالا اوس کنوئین سے اوس جادو کو اور ایک

روایت مین ہے کہ بہیجا اوس کنوئین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور زبیر اور عمار رض کو پس کہینچا
ان لوگون نے پانی اوسکا باہر نکالا اوس کنوئین سے ایک پتہر کہ اوسکے نیچے بال تہے آپکے سر مبارک کے جو کنگہی
کرنے مین گرتے ہین اور دندانے کنگہی کے اور رودہ تیر یعنی زہ کمان اوسمین گیارہ گرہین دی ہوئین اور ایک روایت
ہے کہ یہہ موم کی صورت تہی جو آپ کی شکل کی بنائی گئی تہی اور اوسمین سوئیان چبہوئی ہوئی تہین پس نازل
ہوئے جبرائیل ع معوذتین یعنی سورہ ناس و سورہ فلق لیکر ان دونون سورتون مین بہی گیارہ آیتین ہین
پس جون ایک ایک آیت کو پڑہتے جاتے تہے اوسکی ایک ایک گرہ کہلتی جاتی تہی اور سوئی نکلتی جاتی تہی
اور ہر سوئی کے پیچہے درد کم ہوتا جاتا تہا حتے کہ جب پورے دونون سورے پڑہ چکے اور گیارہون گرہین کہل
گئین اور بالکل تکلیف آپ کی جاتی رہی اور وہ دونون مرد جنکو آپنے خواب مین دیکہا تہا جبرائیل و میکائیل تہے
اس بیان سے ثابت ہوگیا کہ جن و شیاطین کا وجود ضرور ہے لیکن یہہ امر دیگر ہے کہ وہ کسی شخص کے بالفعل مسخر
ہین یا نہین البتہ اونکا مسخر ہونا جائز ہے جیسا کہ پہلی روایت مین صحیح جنی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی تسخیر مین آنا ثابت ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تسخیر مین تو بیشمار جن و پری تہے جیسا کہ کتاب و
سنت کی شہادت سے ظاہر ہے مگر کسی نبی سے یہہ حرکت صادر نہین ہوئی کہ وہ نبوت کا دعوی کرے اور
اظہار خوارق کے وقت خدا کو چہوڑ کر جنون سے مدد لے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر جو کفار قریش الزام لگاتے
تہے کہ وہ اظہار معجزات مین جنات سے کام لیتے ہین یہہ محض افترا و بہتان تہا نعوذ باللہ بلکہ اصل یہہ ہے کہ
آپکے بیشمار معجزات مین سے یہہ بہی ایک معجزہ تہا کہ جن آپکے مطیع و فرمانبردار تہے۔ اسیطرح جو شخص دعوے
ولایت کرے اور اظہار کرامت مین جنیات سے مدد لے وہ بہی مردود ہے گو بظاہر کیسا ہی متقی و صالح ہو
کیونکہ جو کرامات اولیا اللہ کے ہاتہہ سے یا معجزات جو انبیا کے ہاتہہ سے صادر ہوتے ہین وہ اصل مین خدا
کے ہاتہہ سے صادر ہوتے ہین و بدیدۂ ظاہر بین کو معلوم ہوتا ہے کہ یہہ فعل فاعل ظاہر یعنی نبی یا ولی سے
صادر ہوا وہ فاعل حقیقی کو نہین دیکہہ سکتے جنگ بدر و غزوہ حنین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
خاک کی مٹہی کفار پر پہینکی سب کے سب اندہے ہوکر بہاگ گئے ظاہر بین سمجہے کہ یہہ معجزہ رسول اللہ صلعم کا
ہے مگر اللہ جل شانہ نے صاف صاف بتلا دیا کہ یہہ فعل تیرا نہین ہمارا ہے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ
وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ مشت خاک جو تونے پہینکی تونے نہین پہینکی بلکہ اللہ نے پہینکی تہی یہی وجہ ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبہی دعوے نہین کیا تہا کہ مین کل یا پرسون یا کسی معین وقت مین معجزہ دکہاؤنگا

مگر اوس حالت مین کہ پہلے آپکو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوجاتا جیساکہ مباہلہ کے معاملہ مین آیہ شریفہ
قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ
نازل ہوئی یعنی کہہ تو اے محمد کفار سے آؤ بلائین ہم اپنے بیٹون کو اور تم اپنے بیٹون کو اور ہم اپنی بیویون کو اور
تم اپنی بیویون کو اور ہم اپنے تئین حاضر کرین اور تم اپنے تئین حاضر کرو پھر مباہلہ کرین اور کہین کہ جھوٹون پر خدا
کی لعنت اودہر سے کفار اپنے کنبے کو لیکر آئے ادہر سے آپ حضرت فاطمہ علی مرتضی و حسنین کو لیکر مباہلہ کا میں
تشریف لیگئے پیشوایان کفار نے آپکا جلال و جبروت دیکھکر اپنی قوم سے کہا کہ تم انکا مقابلہ نہیں کر سکو گے
اگر سلامتی چاہتے ہو تو پھر جاؤ اسلئے مباہلہ ملتوی ہا۔ با وجود اطلاع و وعدہ الٰہی کے بھی جس مین کبھی خلاف
کو دخل نہین حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اظہار معجزہ کے وقت جناب باری مین تضرع و زاری کیا
کرتے تھے چنانچہ صحیح بخاری مین وارد ہے کہ جنگ بدر مین کفار کا گروہ ملاحظہ کرکے آپ سجدہ مین گئے اور
بکمال تضرع و زاری جناب باری مین عرض معروض کرنے لگے یہان تک کہا کہ یا اللہ اگر تو چاہیگا تو آج کے
دن کے بعد سے تیری عبادت موقوف ہوجائیگی یعنی روئے زمین پر ہمین تیری عبادت کرنے والے ہین
اگر کفار غالب آگئے اور ہم مغلوب ہوئے تو پھر تیری عبادت کون کریگا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
عرض کیا یا رسول اللہ بس کیجئے اللہ تعالی نے آپ سے فتح کا وعدہ کیا ہے اور بیشک وہ آپکو فتح دیگا اور آپ
اوٹھ کھڑے ہوئے اور یہہ آیت جو فتح بدر کی پیشین گوئی تھی پڑھی سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ
قریب ہے کہ بھاگ جائیگی یہہ جماعت اور پشت پھیریگی اسی پیشین گوئی کے مطابق فتح ہوئی یہان یہہ سوال
پیدا ہوتا ہے کہ جب باری تعالی نے آپ سے فتح کا وعدہ کرلیا تھا تو پھر اس تضرع و اضطرار کا کیا موقع تھا اور نیز
یہہ بھی کہ ابوبکر کی توکل آپ کی نسبت قوی تھی۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ذات
پر تھی کہ وہ غنی اور بے پروا ہے جو چاہے سو کرے بندہ کو مولی کی مہربانی اور انعام پر غرہ نہ ہونا چاہئے اور حضرت
صدیق کی نظر صفات پر تھی کہ اوسکی کوئی ایسی صفت جو بصورت کمال ظاہر ہوئی ہے ناقص نہین ہوسکتی
یہی حال کرامات اولیاء اللہ کا ہے کہ اونکی ذوات مقدسہ سے بھی ہر وقت اور کسی معینہ وقت پر کرامت ظہور
مین نہین آسکتی کیونکہ ولایت تتمہ نبوت اور نور رسالت کا ایک شعبہ ہے جب حق سبحانہ و تعالی کو منظور ہوتا ہے
کہ اپنے دوستون کو دشمنون کی شر سے بچادے یا کسی بندہ کو اونکی دعا یا بددعا سے عزت یا ذلت دے تو
ایسی ہی صفات کا اونپر ظہور کرتا ہے اونکا وجود درمیان نہین ہوتا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو

خلیفہ منصور نے قتل کے ارادہ سے بلایا اور وزیر سے کہا کہ جب صادق آوے اور میں اپنے سر سے ٹوپی اتاروں تو تم اوسے فی الفور قتل کر دو صادق تشریف لائے تو خلیفہ اوٹھ کھڑا ہوا اور نہایت عزت و تعظیم سے آپکو تخت پر بٹھایا اور عرض کیا کہ کوئی حاجت ہو تو فرمائیے فرمایا حاجت یہی ہے کہ بار دیگر مجھے بلانے کی تکلیف نہ دیجے خلیفہ نے بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا وزیر نے حیران ہوکر پوچھا کہ یہہ کیا معاملہ تھا منصور نے کہا جس وقت جعفر آئے مجھے اونکے ساتھ ایک اژدہا نظر آیا جو کہہ رہا تھا کہ اگر تو نے جعفر کے ساتھ کچھہ بھی گستاخی کی تو تجھے مکان سمیت نگل جاؤنگا۔ یہہ فقط حفاظت الٰہی تھی جو اژدہا کی صورت میں نمودار ہوئی جعفر کو اسکی مطلق خبر نہ تھی حضرت امام احمد حنبل کے زمانہ میں معتزلہ فرقہ کا بڑا زور رہا معتزلیوں نے آپ کو بہت تنگ کیا کہ قرآن کو مخلوق کہیں آخر خلیفہ نے حکم دیا کہ جب تک یہہ قرآن کو مخلوق نہ کہیں ٹکٹکی سے باندھکر تازیانے لگاتے جاؤ ہزار تازیانے پورے ہو چکے تو آپکا ازار بند ٹوٹ گیا دونوں ہاتھ ٹکٹکی سے بندھے ہوئے تھے اور آپ مجبور تھے ناگاہ غیب سے دو ہاتھ نمودار ہوئے اور اونکی ازار درست کر دی یہہ ضعیف اور سن رسیدہ تھے اسی صدمہ کی وجہ سے فوت ہو گئے مشیت الٰہی نے اونکے ورع و اتقا اور اتباع سنت نبوی کی حفاظت کی مگر یہہ نکیا کہ مارنے والے کے ہاتھ شل ہو جاتے یا خلیفہ کو کوئی صدمہ ہو جاتا

ایک درویش صالح تھے اپنی فتوحات وغیرہ کے علاوہ قرض دام لیکر بھی فقرا کی حاجات میں صرف کر دیا کرتے تھے ہزاروں روپے قرض ہو جاتے تھے اور ادا بھی کر دئے جاتے تھے ایک دفعہ چار سو دینار قرض ہو گئی اور ادا کی کوئی صورت نہ نکلی اور شیخ کی عمر بھی اخیر کو پہونچ گئی ایک دن نزع کے آثار نمودار ہونے لگے ادہر قرضخواہ دہرنا دیکر بیٹھ گئے درویش عجیب کشمکش میں مبتلا ہوا اسی اثنا میں ایک حلوائی کے لڑکے نے حلوے کی صدا دی خادم کو شیخ نے اشارہ کیا کہ اسے بلا لو خادم نے بلا لیا اور شیخ کے اشارہ سے وہ حلوے کا طبق قرضخواہوں کے سامنے رکھدیا شیخ نے سوچ لیا تھا کہ یہہ لوگ حلوا کھا کر میری طرف تند و تلخ نگاہ سے نہ دیکھینگے اور کڑوی باتیں نہ کہینگے ع تلخی سخن نخواہی دہنش شیرین کن مگر کیا معلوم تھا کہ اس سے بھی صعوبت بلا میں مبتلا ہونا پڑیگا حلوے کا طشت خالی ہو گیا تو حلوائی بچہ نے قیمت کا تقاضا کیا خادم نے کہا بابا صبر کر جہاں سے ان لوگوں کو ملیگا تجھے بھی ملیگا لڑکے نے غصہ و غم میں طبق زمین پر دے مارا اور رونے لگا کہ کاش میرے دونوں پاؤں ٹوٹ جاتے میں ادہر نہ آتا کاش میں ڈیٹھیوں کے ارد گرد پھرتا اور اس خانقاہ کا دروازہ نہ دیکھتا

نماز پیشین تک یہی ورد و ظیفہ کرتا رہا کچھہ میسر نہوا درویش آنکھیں بند کیے چپکا پڑا رہا اور اوسکی طرف التفات نہ کی دیگر کے وقت ایک خادم طبق لیکر آیا جسمین چار سو اشرفیان تھین اور ایک پڑیا مین نصف دینار زر سرخ تھا اشرفیان قرضخواہون کو دیدین اور نصف دینار کودک حلوافروش کو دیدیا۔ اگرچہ درویش چاہتا تھا کہ فی الفور دین ادا ہو جاے مگر ارادت ازلی کودک کے رونے اور وقت معین کے آنے کی منتظر تھی جب یہہ دونون اسباب مہیا ہو گئے اوسکی صفت ذاتی جوش مین آئی اسی باب مین مولوی معنوی فرماتے ہین

گفت این دینار گرچہ اندکیست		لیک بر قوت غریبو کودکیست	
تا نگرید کودک حلوافروش	.	بحر بخشایش نمی آید بجوش	

حصہ دوم مین جو کچھہ بیان ہوا اوس سے فقط یہی ثابت ہوتا ہے کہ آیا صدور کرامت اولیا اللہ کے جائز ہے یا نہین اور یہہ کہ وہ کسطرح اور کس وقت پر ظہور مین آتی ہے **اب** ہم یہہ بیان کرتے ہین کہ آیا فی الواقع اولیا اللہ کے ہاتھہ سے کرامات ظاہر ہوئین یا نہین۔ واضح ہو کہ اہل اسلام مین بہت فرقے ہین اور یہہ افتراق صرف اعتقادیات فروعات مین ہے توحید و رسالت سے کسی کو انکار نہین البتہ ایک فرقہ ہے جو یہہ اعتقاد رکہتا ہے کہ نبوت حضرت علی مرتضی پر نازل ہونی تھی فرشتہ غلطی سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے گیا۔ اگرچہ اونکا اعتقاد نص قرآنی سے صریحا باطل ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ ایکے وصف مین فرماتے ہین کہ لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہین کرتے اور جو حکم اونہین دیا جاتا ہے اوسکی پوری پوری تعمیل کرتے ہین تاہم نفس نبوت کے منکر نہین جو لوگ نبوت کے معتقد ہین وہ معجزات کے بھی قایل ہین لہذا ہمین ضرور نہین کہ یہان ظہور معجزات کا ثبوت دین ہمین صرف ظہور کرامت متعلق بیان کرنا ہے۔ فرقہ اہلسنت وجماعت کے سوا اہل اسلام مین سے کوئی ایسا نہین جو کرامات اولیا اللہ کا معتقد ہو صرف اہلسنت ہین جو یہہ اعتقاد رکہتے ہین کہ کَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ یعنی جسطرح خدا تعالی ملایکہ کتب رسل آخرت اور بہشت و دوزخ پر ایمان لانا فرض ہے اسیطرح کرامت اولیا اللہ کو حق جاننا بھی ضروری ہے بدون اسکے ایمان مکمل نہین ہو سکتا اور اسکی حقیقت نص قرآنی و حدیث نبوی سے ثابت ہے ہم مختصرا ان تینون نصوص کا ذکر کرتے ہین جن سے واضح ہو جایگا کہ کرامت خاتم الانبیا و مرسلین ہی کی امت سے مختص نہین بلکہ انبیا سابقین میں بھی اسکا وجود پایا جاتا ہے۔ قال اللہ تعالی كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ جب وقت آتے زکریا اوسکے پاس محراب مین

دیکھا اوسکے پاس اوسکا رزق۔ پوچھا ای مریم یہہ تیرے پاس کہان سے آیا کہا اللہ کے پاس سے مفسرین اس بات پر متفق ہین کہ یہہ کھانا جو مریم کے پاس کہا تہا میوجات تہے جو بے موسم کے تہے یعنی گرم موسم کے میوے جاڑے مین اور جاڑے کے میوے تابستان مین حضرت مریم کی والدہ نے نذر کی تہی کہ جو بچہ ہمارے پیدا ہوگا مین اوسے خدا کی خدمت کے لئے وقف کر دونگی خدا کی قدرت سے لڑکی پیدا ہوئی اور اوسکا نام مریم رکہا گیا اور خدا نے اوسے اپنی خدمت کے لئے قبول کر لیا اور حضرت زکریا اوسکی پرورش کے متکفل ہوے سیوجہ سے زکریا نے پوچھا کہ یہہ رزق تجہ کو کہان سے حاصل ہوا جو خلاف معمول ہے۔ اور یہہ بہی اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حضرت مریم کو نبوت نہین عطا ہوئی تہی پس یہ خارق عادت کو معجزہ نہین کہہ سکتے بلکہ کرامت کہین گے جو نص قرآنی سے متحقق ہے۔ اسیطرح آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرامت نص کتاب سے ثابت ہے جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ بلقیس کا تخت اوسکے آنے سے پیشتر حاضر ہو جائے اور خدای تعالی کو یہہ منظور تہا کہ آصف کا شرف خلق پر نمودار کرے اور اوسکی کرامتین لوگون پر ظاہر ہون تا کہ لوگ جان لین کہ کرامت اولیاء اللہ حق ہے تو سلیمان ع نے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم مین سے کوئی ایسا شخص ہے جو بلقیس کا تخت اوسکے آنے سے پیشتر یہان حاضر کر دے قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ أَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ایک عفریت نے جو جن کی قسم مین سے تہا کہا کہ مین اس سے پیشتر کہ تو اپنی جگہہ سے اوٹہے تخت حاضر کر دیتا ہون سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مین بہت جلد تر چاہتا ہون کیونکہ بلقیس بہت جلد آنیوالی ہے آصف نے کہا أَنَا آتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ أَنْ يَّرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ مین تخت حاضر کر دیتا ہون پیشتر اسکے کہ تو اپنی آنکہہ جہپکے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہرگز انکار نہ کیا اور نہ اسکو محال سمجہا باوجودیکہ دونون مین مسافت بہت بعیدہ تہی آصف نے ایک ٹہوکر ماری تخت حاضر ہو گیا اسکو معجزہ کوئی نہین کہہ سکتا کیونکہ آصف بالاتفاق پیغمبر نہین تہا پس لا محالہ یہہ کرامت ہوگی۔ اسیطرح اصحاب کہف کا بہی قصہ ہے جو مدت دراز غار مین سوتے رہے اور کتا بہی انکے ساتہہ تہا انکو یہہ خبر نہ تہی کہ ہم کتنی مدت غار مین سوتے ہین اس عرصہ مین انہون نے کچہہ کہایا پیا نہین غار مین آفتاب کی شعاع اسطرح آتی تہی کہ اونکے وجود کو کسی قسم کی ایذا نہین پہونچ سکتی تہی انکا کتا جو انکا رہنما تہا اونسے باتین کیا کرتا تہا وہ بہی انہی کی طرح سوتا اور اصحاب کہف کروٹین بہی بدل لیا کرتے تہے مگر نہ اپنے اختیار سے بلکہ بدلنے والا خود حق سبحانہ وتعالی تہا چنانچہ فرمایا ہے وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ

ذِرَاعَیْہِ بِالْوَصِیْدِ ہم اونکو داہنی بائین بدلتے تہے اور ادہر سے ادہر لٹا دیتے تہے اور اونکا کتا دہلیز پر اپنے دونون بازو پہیلائے ہوئے تہا۔ اصحاب کہف بہی پیغمبر نہ تہے جو کچہہ اون سے ظہور مین آیا معجزہ نہین ہوسکتا بلکہ کرامت ہے **اصحابِ ایکہ و اصحابِ اخدود** کی کرامات بہی اہل اسلام کی کتابون مین مرقوم ہین یہہ تو نص قرآن سے کرامات اولیاء اللہ کا ثبوت تہا اب **حدیث نبوی** سے اسکا ثبوت دیا جاتا ہے۔ ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمین امت سابقہ کا کوئی عجیب وغریب قصہ سنائیے فرمایا تمہارے زمانہ سے پیشتر تین شخص کہین جا رہے تہے جب رات ہوئی تو وہ ایک پہاڑ کی کہو مین چلے گئے تہوڑی سی رات گزری تہی کہ دفعۃً ایک پتہر پہاڑ سے گرا اور غار کا منہ بند ہوگیا یہہ حیران رہ گئے اور آپسمین کہنے لگے کہ اس بلا سے ہماری رہائی ممکن نہین جبتک کہ ہم اپنے اپنے اعمال حسنہ کو جو بغیر ریا کے خالصاً لوجہ اللہ ہمسے عمل مین آئے ہین حق سبحانہ وتعالی کی درگاہ مین شفیع نہ بنائین سبنے اپنے اپنے اعمال پر غور سے نگاہ کی پہر ایک نے کہا کہ میرے ماں باپ بوڑہے تہے اور میرے پاس مال و دولت کچہہ نہ تہا جو مین انکو دیتا صرف ایک بکری تہی جسکا دودہ مین انہین دیا کرتا تہا اور ہر روز جنگل سے لکڑیون کا ایک گٹہا لا کر فروخت کرکے اونکا اور اپنا نفقہ کیا کرتا تہا ایک روز مین بہت دیر کرکے آیا جبتک کہ مین دودہ دوہکر انکے لئے کہانا طیار کرون وہ سوگئے تہے کہانے کی رکابی میرے ہاتہہ مین تہی اور مین انکے سرہانے کہڑا تہا اور انکے بیدار ہونے کا انتظار کررہا تہا اور آپ بہی بہوکا تہا یہانتک انتظار کیا کہ صبح ہوگئی اور وہ بیدار ہوئے اور انہون نے کہانا کہایا پہر مین بیٹہہ گیا۔ بار خدایا اگر یہہ کام تیری خوشنودی کے واسطے مینے کیا ہے تو اسوقت تو میری دستگیری کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ وہ پتہر ہل گیا اور ایک شگاف پیدا ہوگیا۔ دوسرے نے کہا میرے چچا کی ایک بیٹی تہی نہایت حسین صاحب جمال اور میرا دل ہمیشہ اوسپر فریفتہ رہتا تہا ہر چند مین اوسکو بلاتا تہا وہ نہین مانتی تہی یہانتک کہ مینے کسی حیلہ سے سو اشرفیان بہیجدین اور وہ خلوت کے واسطے راضی ہوگئی جب میرے مکان پر آئی خدای تعالی کا خوف مجہپر ایسا غالب ہوا کہ مین اوس سے الگ ہوگیا۔ پہر کہا خداوندا اگر یہہ میرا بیان راست ہو تو ہمارے لئے رستہ کہولدے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ پتہر نے بار دیگر جنبش کی اور وہ شگاف کسیقدر اور کہل گیا مگر نہ اسقدر کہ اوس سے باہر نکل سکین۔ تیسرے نے کہا میرے پاس مزدورون کا ایک گروہ کام کررہا تہا جب کام ختم ہوچکا تو سبنے اپنی اپنی اجرت لیلی مگر ایک مزدور غایب ہوگیا اور اوسکا پتہ نہ لگا آخرکار اوسکی اجرت

کے روپیہ سے مین نے بکری خریدی اور اوسکی نسل کی پرورش و حفاظت مین مصروف رہا یہان تک کہ پورے چالیس سال کے بعد ایک روز وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مین نے کسی زمانہ مین تیرا کام کیا تہا اب اوسکی اجرت کی مجہے ضرورت ہے مین نے کہا کہ یہہ گلہ بکریون کا سب تیرا حق ہے اوسنے خیال کیا کہ یہہ مجہسے ہنسی کرتا ہے مین نے کہا نہین مین راست کہتا ہون مزدور گلہ بکریون کا لیکر چلا گیا۔ الہی بار خدایا اگر مین اس امر مین راست گو ہوان اور صرف تیری خوشنودی کے واسطے مین نے یہہ کام کیا ہے تو ہمین رستہ دیدے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ پتہر بالکل غار کے منہ سے سرک گیا اور وہ تینون باہر نکل آئے۔ دوسری حکایت جریج راہب کی ہے جو امم سابقہ مین سے تہے اور اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم بنی اسرائیل مین ایک راہب تہا اوسکا نام جریج تہا اور وہ بڑا مجتہد تہا اوسکی والدہ بہی بڑی عابدہ زاہدہ تہی ایک روز اپنے فرزند دلبند کے دیدار کے واسطے آئی فرزند نماز مین مشغول تہا اوسنے صومعہ کا دروازہ نہ کہولا والدہ مایوس ہو کر چلی گئی دوسرے تیسرے روز بہی یہی کیفیت پیش آئی ماں نے تنگدل ہو کر کہا الٰہی خداوند میرے بیٹے کو رسوا کر اور میرے حقوق کا اوس سے مواخذہ کر۔ اوس زمانہ مین ایک زانیہ عورت مشہور تہی اوسنے جریج کو فریفتہ و گمراہ کرنے کا ارادہ کیا اور جریج کے پاس آئی مگر اوسنے التفات نہ کی وہ شرمندہ ہو کر چلی گئی اور رستہ مین ایک گڈریہ کی صحبت کے حاملہ ہو گئی اور شہر مین آکر مشہور کر دیا کہ یہہ حمل جریج کا ہے جب وضع حمل کیا تو لوگ جریج کے صومعہ مین آئے اور اوسکو گہسیٹ کر بادشاہ کے پاس لے گئے جریج نے سر دربار بچہ سے پوچہا کہ لڑکے تیرا باپ کون ہے لڑکے نے فصیح زبان سے جواب دیا کہ میری ماں نے تجہپر تہمت لگائی ہے میرا باپ گڈریا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خرق عادت مرد و عورت دونون سے ظہور مین آ سکتا ہے۔ اب ہم چند آثار صحابہ حوالہ قلم کرتے ہین۔ امام مستغفری رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو وصیت کی کہ اے فرزند اگر عرب مین کسی دن اختلاف پیدا ہو جائے تو تم اوس غار مین چلے جائیو جہان مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہتے تہے یعنی غار ثور مین جہان حضرت مکہ سے ہجرت کے وقت پناہ گزین ہوئے تہے اور وہین رہیو خدا تمہین صبح و شام کا کہانا وہین پہونچائیگا۔ امام مستغفری فرماتے ہین کہ حضرت صدیق اکبر کا یہہ ارشاد کہ خدا تمہین صبح و شام کا کہانا وہین پہونچائیگا کرامات الاولیاء کا ایک قوی ثبوت ہے۔ امام مستغفری رح اسناد کے ساتہہ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہین کہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مین فوت ہو جاؤن تو میرا جنازہ دروازہ پر لیجائیو یعنی روضہ مقدسہ

[illegible]

سرور کائنات پر اور کھٹکھٹایا دروازہ کو اگر کھل گیا تو مجھے اندر دفن کر دیجیو حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم
گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اور ہم نے کہا کہ یہہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں انکی آرزو تہی کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پہلو میں دفن کیے جائیں دروازہ کھل گیا اور ہم نہیں جانتے کہ کس نے دروازہ کھولا اور ندا آئی کہ آدر اور
عزت تعظیم کے ساتھ اوسے دفن کرو حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہمیں کوئی شخص نظر نہ آیا جسنے
دروازہ کھولا یا ندا دی نیز امام مستغفری اسناد کے ساتھ مالک بن انس سے اور وہ نافع سے اور وہ ابن عمر رضی
اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں لوگوں کے سامنے خطبہ پڑہا
اور خطبہ میں فرمایا ای ساریہ بن زنیم پہاڑ کی پناہ لے پہاڑ کی پناہ لے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ آپنے ساریہ کا
ذکر کیوں کیا کیونکہ ساریہ عراق میں تہا۔ پہر لوگوں نے حضرت علی مرتضی سے یہہ ذکر کیا کہ حضرت نے اسطرح
ساریہ کو یاد کیا ہے حالانکہ ساریہ عراق میں ہے حضرت علی نے فرمایا تم عمر کی بات کو نہیں سمجہتے خاموش
رہو۔ کچھہ بہت عرصہ نہیں گزرا تہا کہ ساریہ کا ایلچی عراق سے آیا اور بیان کیا کہ ساریہ میدان میں دشمن سے لڑ رہا
تہا دشمن بہاگ گئے اور ساریہ مال غنیمت لیکر پہاڑ کی طرف متوجہ ہوا۔ دشمن نے چاہا کہ پلٹ کر حملہ کر کے ساریہ کے
لشکر اور مال غنیمت کو نرغہ میں لیکر پہاڑ کی اوٹ میں آجائے ساریہ کو آسمان سے ندا آئی کہ ای ساریہ پہاڑ
کی پناہ لے۔ راوی نے بیان کیا کہ ایلچی نے بہی اور نیز سامعین خطبہ نے تصدیق کی کہ یہہ حضرت عمر کی
صوت تہی۔ نیز امام مستغفری اسناد کے ساتھہ روایت کرتے ہیں کہ جب شہر مصر فتح ہو گیا تو حضرت امیر المومنین
عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص کو مصر کا امیر مقرر کیا سرداران مصر جمع ہو کر عمرو بن العاص کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ای امیر ہم ایک سال وہ رسم ادا کرنی بہول گئے ہیں جس سے ہمیشہ دریای
نیل جاری رہا کرتا تہا امیر نے پوچہا کہ وہ رسم کیا تہی عرض کیا کہ ہم ہر سال گزشتہ مہینے کی بارہویں تاریخ ایک
خوبصورت باکرہ لڑکی تلاش کرتے ہیں اور اوسکے والدین کو خاطر خواہ قیمت دیکر راضی کر لیتے ہیں پہر اوسکو
نہایت نفیس لباس عروسی حلل و زیورات گرانمایہ سے آراستہ کرکے دریای نیل میں بہا دیتے ہیں نیل سال بہر رواں
رہتا ہے اگر اوسکی بہینٹ نہ دیں تو خشک ہو جاتا ہے عمرو بن العاص نے فرمایا کہ یہہ رسم اسلام میں تو کبہی
جاری نہیں ہوئی بلکہ اسلام ایام جاہلیت کی رسومات کو محو کرتا ہے اہل مصر نے یہہ جواب سنکر تین مہینے
تک صبر کیا دریاے نیل قدرے قلیل بہی اپنے کناروں سے باہر نہ نکلا آخر اہل مصر نے مایوس ہو کر مصر چہوڑ
جانے کا ارادہ کیا عمرو بن العاص نے یہہ حال مشاہدہ کر کے حضرت امیر المومنین عمر ابن الخطاب کو لکہا کہ

معاملہ کی یہہ صورت ہے لوگ وطن چھوڑ کر بھاگ جانے پر مستعد ہیں کیونکہ انکی کشت و کار اور پیداوار کا مدار نیل کی طغیانی پر ہے اگر نیل میں طغیانی نہ آئی تو ملک اُجاڑ ہو جاویگا۔ امیر المومنین نے لکھا کہ اے عمرو بن العاص تو اپنے اجتہاد میں مصیب ہے یعنی تیری رائے خطا پر نہیں بیشک اسلام نے وہ رسمیں مٹا دی ہیں جو اسلام سے پیشتر تھیں اور اپنے خط میں ایک چھوٹا سا پرزا ملفوف کر دیا اور لکھا کہ اس چھوٹے پرزے کو نیل میں ڈالدو جب عمرو بن العاص نے خط کھولا اور چھوٹے پرزے کو پڑھا تو اوسمیں لکھا تھا کہ یہہ خط عبد اللہ عمر بن الخطاب امیر المومنین کی طرف سے نیل مصر کے نام ہے بعد حمد و نعت کے تجھے معلوم رہے کہ اے نیل تو اگر اپنے اختیار اور اپنی قوت سے چلا کرتا تھا تو بندہ ہمیں تیرے چلنے کی کچھہ حاجت نہیں اور اگر خدای واحد قہار سبحانہ و تعالی کے حکم سے بہتا تھا تو ہم اوسی واحد قہار سے دعا کرتے ہیں کہ تجھے جاری رکھے حضرت عمرو بن عاص نے سرداران مصر کے مواجہہ میں یہ نامہ نیل میں ڈالدیا دوسرے روز اہل مصر نے جو جلا وطنی پر آمادہ تھے علی الصباح دیکھا کہ نیل سولہ ہاتھ ایک ہی رات میں اپنے کناروں سے باہر نکل گیا ہے اللہ جل جلالہ نے یہہ بری سنت ہمیشہ کے لئے قطع کر دی۔ مولف کے نزدیک حضرت امیر المومنین کی اس کرامت سے اسلام کو اعلی درجہ کی ترقی و تقویت حاصل ہوئی کیونکہ اسلام کا ظہور صرف اسی غرض سے ہوا تھا کہ بتوں کو خدائی سے باہر کرکے توحید کا جھنڈا بلند کرے ابتدا میں جب عرب میں بت پرستی شروع ہوئی تھی تو بالکل سادہ تھی اور بت صرف انہی ارواح مقدسہ کے بنائے گئے تھے جو انجاح مرام دنیوی کے موکل تھے اور بت پرست اونکو خوش رکھنے کے لئے اونکی پوجا کرتے تھے مثلا پانی ہوا آگ خاک چاند سورج وغیرہ کے بتوں کی اسلئے پرستش کرتے تھے کہ اونکے موکل خوش رہیں یہہ خیال مطلق نہ تھا کہ یہی بت فی الواقع خدا ہے رفتہ رفتہ یہی بت خدائی کرنے لگے دریائے نیل کی پرستش کرنے والوں کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ پانی کا دیوتا جو دریائے نیل پر موکل ہے خوش نہیں ہو سکتا جبتک کنواری لڑکی بھینٹ نہ لے اور اونکا اعتقاد ایسا قوی ہو گیا تھا کہ فی الواقع دریا بدون اسکے طغیانی نہیں کرتا تھا اگر حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ اس سنت کو رائج رہنے دیتے تو تعجب تھا کہ اسلام کے عمل اور درہم برہم ہو جاتے اور از سر نو بت پرستی رواج پاتی اسلئے کہ ایک جگہ بھی بت پرستی کا جایز رکھنا منافی توحید تھا خداوند تعالی نے حضرت عمر کے ہاتھہ سے یہہ کرامت ظاہر کرکے اسلام کی عظمت و شوکت قایم رکھی۔ بحمد للہ علی ذلک۔ علاوہ اسکے مصر ایک ایسا مقام تھا جو باعتبار شوکت سلطنت و علوم فنون

و فلسفہ و حکمت و طرز معاشرت تمام زمانہ مین مشہور تہا اور اسلام نے اوسپر تازہ قبضہ کیا تہا اور ساتہہ ہی اسکے اسلام کا یہہ دعوی تہا کہ اگر کوئی قوم توحید و رسالت پر ایمان لائے تو اوس سے کچہہ تعرض نہوگا اگر اس سے انکار کرے تو جزیہ دے نہین تو اوسپر فوج کشی کیجائیگی اہل مصر نے دو شرطین منظور نہ کین اسلئے تیسری شرط پر عمل کرنا لازم ہوا اور بزور شمشیر مصر فتح کیا گیا مصر مین کچہہ اہل اسلام تو وہ تہے جو بحیثیت فاتح ملک مین داخل ہوئے تہے اور کچہہ ملک کے اصلی باشندے تہے جو مشرف باسلام ہوگئے تہے اگر حضرت امیر المومنین عمر کے ہاتہہ سے یہہ کرامت ظہور مین نہ آتی تو مسلمانون کے دونون گروہون یعنی فاتح و مفتوح کا اعتقاد ضعیف بلکہ فاسد ہوجاتا اور پہر کبہی اس ملک مین اسلام کا رواج نہوتا اور جو فتوحات اہل اسلام کو اسکے بعد حاصل ہوئین ہرگز نہوتین امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی اس فتوح غیبی و تائید لاریبی سے تمام مسلمانون کے دل قوی ہوگئے اور مصر اسلام کا ایک دائمی و مستحکم گہر بن گیا اور تمام افریقہ مین توحید کا ڈنکا بجنے لگا جسطرح امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو بڑی شان و شوکت کے ساتہہ فتوحات حاصل ہوئین اور جنکی نظیر کسی خلافت کے عہد مین پائی نہین جاتی ویسی ہی یہہ عظیم الشان باطنی فتح تہی جس سے خداوند تعالی کا جلال و جبروت ظاہر ہوا۔ خداوند تعالی کو منظور تہا کہ خیر البشر فخر انبیا کے مقاصد کو پورا کرے اسلئے یہہ کرامت امیر المومنین عمر بن الخطاب کے ہاتہہ سے ظہور مین آئی یہہ گویا تتمہ معجزہ سید الانبیا ہی اگرچہ کرامت معجزہ پر سابق و فائق نہین ہوسکتی لیکن بعض اوقات معنی و باطنا معجزہ سے زیادہ کام دیجاتی ہے جیسے عیسی علیہ السلام نے احیای موتی و ابرای مرضی کے معجزات صرف اسی غرض سے دکہلائے تہے کہ اونکے دین کو ترقی ہو لیکن اونکی زندگی مین بجز معدودے چند عیسوی مذہب مین داخل نہوئے اور انمین سے بہی بعض اخیر وقت مین مرتد ہوگئے امیر المومنین عمر بن الخطاب نے اسلام کی کشتی کو منجدہار سے نکال لیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ آج افریقہ و دیگر ممالک مین کروڑہا مسلمان موجود ہین مصر تو مرکز اسلام ہی ہے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب کی کرامات مین سے ایک یہہ بہی ہے کہ قیصر روم نے آپ کی خدمت مین کچہہ تحایف بہیجے اونمین ایک شکاری شہباز اور شکاری لگا ہوا بیش قیمت گہوڑا اور ایک شیشی زہر کی تہی جب قیصر کا سفیر یہہ تحایف لیکر مدینہ منورہ مین داخل ہوا تو لوگون سے پوچہنے لگا کہ امیر المومنین خلیفہ عمر کہان ہین ایک نے کہدیا کہ فلان جنگل مین اینٹین تہاپتے ہین یہہ بات تو اسنے تعجب کی تہی کیونکہ حضرت امیر المومنین کا دستور تہا کہ اکل حلال کی غرض سے

دوپہر کے وقت اینٹین بنایا کرتے اور اسی سے اپنا نفقہ کیا کرتے تھے مگر سفیر کو یہہ جواب ناگوار معلوم ہوا
اسلیئے کہ اوسنے خیال کیا کہ یہہ مجھسے ٹھٹھا اور مسخرا کرتا ہے سفیر نے اوسے چابک مارا پھر ایک اور شخص
پوچھا اوسنے بھی یہی جواب دیا اوسے چابک کہا اسکے بعد تیسرے شخص سے پوچھا اوسنے بھی یہی جواب دیا
سفیر نے دل مین سوچا کہ شاید یہی امر صحیح ہو اور مین غلطی پر ہون پھر اوسنے ایک شخص کو بطور رہبر کے
ہمراہ لیا اور دلمین سوچ رہا تھا کہ یہہ تو کوئی ذلیل آدمی ہے ایسا ذلیل پسند کرتا ہے قیصر روم نے سخت غلطی
کی جو اسنے ذلیل آدمی کے پاس اپنی عظیم الشان سفارت بھیجی اتفاقاً حضرت عمر اینٹون کے بنانے سے
فراغت پاکر لکڑی تان کر سو رہے تھے جب سفیر کی سواری قریب پہنچی گھوڑا قدم بڑہانے سے رہ گیا
بہتیرا اوسنے چابک مارا کچھہ فایدہ نہوا آخر مجبور ہوکر گھوڑے سے اترا اور پیدل چلنے لگا ہیبت ایسی غالب ہوئی کہ
ہاتھہ پاؤن پر رعشہ پڑ گیا۔ تمام دور اندیش سمجھا کہ یہہ ہیبت اسی شخص کی ہے جسے مین ذلیل سمجھا
تھا اسپر جلال الٰہی و جبروت نامتناہی جلوہ گر ہے۔ حضرت جلال الدین رومی اسی باب مین فرماتے ہین

ہیبت حق ست این از خلق نیست	ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

جب حضرت امیر المومنین بیدار ہوئے سفیر نے تحایف پیش کئے حضرت نے فرمایا کہ یہہ باز اور گھوڑا ہمارے
کام کا نہیں ہے ہم لہو و لعب کے لئے نہین پیدا ہوئے۔ پہر سفیر نے زہر کی شیشی پیش کی اور عرض کیا کہ
اگر اسکا ایک قطرہ دشمن کی طرف ہوا کے رخ اوڑایا جاوے تو دشمن فوراً مر جائیگا امیر المومنین نے فرمایا۔ لیجئے
یہہ ہمارے بڑے دشمن کی جیب مین لئے بیٹھا ہون اگر یہہ نفس مر گیا تو مین جانونگا کہ فی الواقع یہہ اکسیر ہے
اور یہہ حدیث شریف پڑھی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعدی عدوک نفسک التی
بین جنبیک فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرا سب سے بڑا دشمن نفس ہے جو تیری دونون پہلوون
کے درمیان ہے اسکے بعد وہ تمام شیشی پی گئے سفیر منتظر تھا کہ ابھی ناگزیر واقعہ پیش آئیگا مگر کبھی درگذر کیا اور
حضرت پر زہر کا کچھہ بھی اثر نہوا۔ حدیث شریف مین جو لفظ اعدی بصیغہ تفضیل واقع ہوا ہے اسکے
یہہ معنی ہین کہ سب دشمنون کے ساتھ نیکی کروگے وہ دوست اور فرمانبردار ہو جاوینگے نفس کہ جسقدر اوسکی
تربیت کیجاوے قوی ہوتا جائیگا اور قوت پاکر عقل کو ضعیف و کمزور کرتا جائیگا اور بالآخر اوسکو راہ حق
سے بہکا دیگا اسی واسطے وہ سب دشمنون سے قوی ہے۔ اور یہہ جو فرمایا ہے کہ وہ تیری دونون پہلوون
کے درمیان ہے اس سے یہہ مراد ہے کہ وہ تجھسے بہت ہی نزدیک ہے اور یہہ نفس امارہ کی طرف اشارہ ہے

نیز امام مستغفری نے اسناد کے ساتھہ نافع سے اور اونے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوس رات جسکی صبح کو آپ شہید ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ ای عثمان تم ہمارے ہان کہانا کہاوگے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہین کہ امیر المومنین دوسرے روز شہید ہوگئے۔ یہہ کرامت بعینہ ویسی ہی ہے جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تہاکہ آپنے حجۃ الوداع مین کئی ماہ پیشتر اپنی وفات کی خبر دی تہی۔ نیز امام مستغفری روایت کرتے ہین کہ امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے رحبہ مین جہٹلایا آپنے اوسے بددعا دی وہ اوسیوقت اندہا ہوگیا۔ اسیطرح تمام صحابہ و تابعین و تبع تابعین و مشایخ طریقت سے جو ہر ایک صدی مین ظاہر ہوتے چلے آئے ہین اسقدر کرامات و خوارق عادات ظاہر ہوگئے ہین کہ احاطہ تحریر و حیز تقریر مین نہین آسکتے امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک رسالہ مین فرماتے ہین وَلِكَثْرَةِ مَا تَوَاتَرَ بِاَجْنَاسِهَا يَعْنِي بِاَجْنَاسِ الرِّوَايَاتِ وَالْاَخْبَارِ وَالْحِكَايَاتِ صَارَ الْعِلْمُ بِكَوْنِهَا وَظُهُورِهَا عَلَى الْاَوْلِيَاءِ عِلْمًا قَوِيًّا اِنْتَفَى عَنْهُ الشُّكُوكُ وَمَنْ تَوَسَّطَ هٰذِهِ الطَّائِفَةَ وَتَوَاتَرَ عَلَيْهِ اَخْبَارُهُمْ وَحِكَايَاتُهُمْ لَمْ تَبْقَ لَهٗ شُبْهَةٌ فِي ذٰلِكَ یعنی اس جنس کی روایات و اخبارات و حکایات اس کثرت کے ساتہہ تواتر کے درجہ کو پہونچ گئی ہین کہ اونکے وجود کا اور اولیاء اللہ سے اونکے ظہور کا علم ایک ایسا مستقل علم ہوگیا ہے کہ سب شکوک اوس سے رفع ہوگئے ہین جو شخص اس طایفہ کے ساتہہ توسط اختیار کریگا اور متواتر اونکے اخبار و حکایات سنا کریگا اوسکے تمام شبہات اس باب مین رفع ہوجائینگے۔ ہمنے جو اثبات کرامات اولیاء اللہ مین اسقدر مبالغہ اور تطویل سے کام لیا ہے اس سے یہہ غرض ہے کہ کوئی سلیم القلب آدمی جسنے کبہی اولیاء اللہ کا احوال مشاہدہ نہین کیا اور اونکی حکایات نہین سنین منکرون کے انکار پر فریفتہ ہوکر اپنا دین و ایمان برباد نہ کرے حضرت مولینا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ ہمارے زمانہ مین ایسے اہل جہالت و ارباب ضلالت پیدا ہوئے ہین کہ اولیاء اللہ کی کرامات بلکہ انبیا کے معجزات بہی انکار کر جاتے ہین غور کرنا چاہیئے کہ مولینا موصوف کا زمانہ ۸۸۳ھ ہجری تہا جسکو آج یعنی تا تحریر کتاب اسرار التصوف تک چار سو ستائیس برس گزرے۔ اوس زمانہ مین جابجا اسلامی حکومتین قایم تہین علوم دینیہ کے مدارس بیشمار تہے خلاف شریعت کرنے والون پر احتساب کیا جاتا تہا غرض ترویج و تقویت دین کے سب سامان و اسباب مہیا تہے۔ برخلاف اسکے ہندوستان مین اوسوقت بہی

اس قسم کے سامان بہت کم تھے اور آجکل تو بالکل ہی مفقود ہین جب مولینا ممدوح کے زمانہ مین منکرون کی یہہ حالت تھی تو ہمارے زمانہ مین ہندوستان کے اندر جسقدر بدعات پیدا ہون کم ہین **مؤلف**

اتباعِ سنتِ خیر البشر ۔ اوٹھہ گیا ہندوستان سے سربسر
ہے نکالی سب نے اک سنت جدا ۔ جانتے ہین اوسکو قربانِ خدا
منکرانِ صوفیا و اولیا ۔ ہین موحد کہتے خود کو برملا
کرنا استمداد روحِ اولیا ۔ کفر ہے نزدیک اونکے بیخطا
دیکھکر وہ صوفیون کا وجد و حال ۔ کرتے ہین منسوب با مکر و ضلال
بدعتین ہر دم نکلتی ہین نئی ۔ ہے ترقی پر گروہِ بدعتی
ہے عقیدہ انکا ای صاحبِ کمال ۔ خرقِ عادت اولیا سے ہے محال
دیکھین گر انصاف سے ہم بالیقین ۔ ہے ہمارا ہی زمانہ بدترین

اب دیکھنا چاہیئے کہ یہہ لوگ جو خوارق عادات و ظہور کرامات کے منکر ہین کون ہین اور انکار سے اونکی غرض کیا ہے۔ یہہ انکار کرنے والے دو گروہ ہین **ایک ملایان ظاہر** جو فقط ظاہری علوم پر اکتفا کرتے ہین علوم باطنیہ سے مطلق بیخبر ہین ہر امر عقل کے پابند ہین جس چیز کا وجود عقلی دلایل سے ثابت نہو اونکے نزدیک وہ باطل ہے کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہِ بَاطِلٌ (ہر ایک چیز جو سوا اللہ کے ہے باطل ہے) کا مفہوم اونکے نزدیک باطل ہے کیونکہ وہ حواس تجربہ اور قیاس کے پابند ہین اونکا قیاس اسکے یہہ معنی لگاتا ہے کہ باطل اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اسم فاعل ہمیشہ مضارع سے مشتق ہوتا ہے اور مضارع مین حال و استقبال دونون زمانے ملحوظ ہوتے ہین اسلیئے وہ استقبال کو مقدم سمجھکر کہدیتے ہین کہ سردست باطل نہین البتہ آیندہ باطل ہوجائیگا اونکے حواس انہین بالفعل اور حال کے معنی لینے سے اسوجہ سے روکتے ہین کہ قرآن مجید مین صریحًا وارد ہے کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا (اے ہمارے رب یہہ جو کچھہ تو نے پیدا کیا ہے او ہمین جو دکھائی دے رہا ہے باطل نہین ہے) زید بکر عمرو اور ہر فرد بشر کو انسان اسلیئے تسلیم کرتے ہین کہ اونکے نزدیک انسان کی یہہ تعریف ہے کہ اَلْاِنْسَانُ حَیْوَانٌ نَاطِقٌ الغرض جو امر دلایل عقلیہ سے ثابت نہو اوسکے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہین اونکے حواس ظاہری انہین یہہ ہدایت کرتے ہین کہ جبتک یہہ اشیا موجود ہین اور حواس ظاہری سے جداگانہ صفات پر محسوس ہین

تو اونکے وجود سے انکار کرنا اور اونکو لاشئی محض اور باطل سمجھنا عین نادانی ہے جو لوگ ہر ایک امر مین عقلی دلایل کے محتاج ہین اونکا علم ناقص ہے اور اونکی عقل ایک وہم یا خیال ہے ایسے ہی لوگون کے حق مین حضرت مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہین

پاے استدلالیان چوبین بود / پاے چوبین سخت بے تمکین بود

جو لوگ عقل کامل رکھتے ہین اور جنکو تربیت و معرفت حاصل ہے وہ صاف صاف کہتے ہین کہ یہہ جو کچھہ نظر آرہا ہے خواہ یہہ ہماری اپنی ہستی ہو یا عالم کی وہ عدم محض ہے اور حق کی ذات وجود مطلق اور ہستی سازج ہے حضرت شیخ اکبر قدس اللہ سرہ العزیز کا قول ہے کہ اَلْوُجُوْدُ بَیْنَ الْعَدَمَیْنِ عَدَمٌ کَالطُّهْرِ بَیْنَ الدَّمَیْنِ دَمٌ (وجود جو دو عدمون کے درمیان ہے عدم ہے جیسا کہ طہر دو دمون کے درمیان دم ہے) یعنی عالم پہلے بہی عدم تہا اور پہر بہی معدوم ہوجائیگا پس جو چیز ان دونون حالتون کے درمیان ہے وہ بہی فی الحال در حقیقت معدوم ہے نہ یہہ کہ اوسکے معدوم ہونے کے لئے کوئی زمانہ آنے والا ہے اور جسطرح وجود مطلق اور ہستی سازج آفرینش سے پہلے موجود تہی اور اسکی فنا کے بعد بہی موجود رہے گی اسی طرح ابہی موجود ہے جامی

در ہمہ رتبہ ذات امکانی / چہ مجرد چہ جسمی و جانی
سریان دارد و ظہور اما / سریانے بروں ز دانش ما
زاختلاف و تنوعات شیون / مے نماید جمال گوناگون
مے کند در ہمہ مراتب سیر / مختفی در حجاب صورت غیر
بلکہ محو است صورت اغیار / لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیَّار

یعنی وجود مطلق ممکنات کے ہر ایک مرتبہ مین خواہ وہ مرتبہ مجرد ہو یا مرکب جاری و ساری ہے مگر ہم جو پابند تعینات ہین اوسکو نہین دیکہہ سکتے اور یہی خیال کرتے ہین کہ یہہ پہاڑ ہے اور یہہ دریا اور یہہ انسان ہے اور یہہ حیوان حالانکہ وہ مختلف و متنوع شیونات مین گوناگون جمال دکہا رہا ہے کوئی غیر نہین اغیار کی سب صورتین اوسی مین محو و فنا ہین اسیواسطے شبلی قدس سرہ نے فرمایا ہے لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُنَا دَیَّار ہمارے سوا کوئی دایر و سایر نہین چونکہ حضرت شیخ اکبر کا یہہ قول کہ الوجود بین العدمین عدم علماے ظاہر کے نزدیک محتاج دلیل و ثبوت تہا اسلئے آپنے کمال فراست سے اونہی کے مسلمہ مسایل مین سے ایک مسئلہ بطور تمثیل پیش کردیا یعنی کالطہر بین الدمین دم فقہا کا قول ہے کہ وہ وقت جو حیض یا نفاس کی حالت

مین ہوا ور ایام معہودہ سے پیشتر پاک ہو جاوے اور نماز روزہ وغیرہ فرایض ادا کرنے لگے مگر دوسرے تیسرے یا چوتھے روز پھر ناپاک ہو جاوے تو جو فرایض اوسنے درمیانی طہر مین ادا کئے ہونگے وہ اوسکے ذمہ سے ساقط نہین ہونگے بلکہ قضا لازم ہوگی اور دو خونون کے درمیان طہر جو اوسنے دیکھا ہے حیض یا نفاس ہی مین محسوب ہوگا۔ اسیطرح دو عدمون کے درمیان جو وجود ہوگا وہ بھی عدم ہی ہے پس جو لوگ شیونات و تعینات کی ہستی مستقل سمجھتے ہین محض وہم و خیال مین گرفتار ہین یہہ تعینات و قیودات ہمارے اپنے ہی پیدا کئے ہوئے ہین ورنہ ہستی مطلق کا تو یہہ ارشاد ہے کہ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ جسطرف دیکھو اوسیطرف ذات خدا ہے۔ اسموقع پر ظاہر بین لوگ یہہ اعتراض کرسکتے ہین کہ جب ہر طرف خدا ہے تو بت کو سجدہ کرنا اور کعبہ کی طرف سجدہ کرنا یکسان ہے کیونکہ دونون کی پرستش سے خدا کی پرستش مقصود ہے، ہم اسکا جواب یہہ دیتے ہین کہ حفظ مراتب و آداب شریعت اسکے جواز کے برخلاف ہے۔ جو شخص جواز کا قایل ہے وہ زندیق و ملحد ہے

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد		گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی	

جس شے مین حقیقت نے ظہور کیا ہے اوسکو مرتبہ کہتے ہین اور مراتب لاتعد و لاتحصی ہین اور ہر مرتبہ مین کوئی خاص حکم یا اثر ہوتا ہے جو دوسرے مرتبہ مین نہین پایا جاتا اور خاصہ یا ظاہری ہوتا ہے یا باطنی ظاہری خاصہ ظاہری حواس کے ساتھہ محسوس ہو سکتا ہے مثلاً اناجون کی صورت مین ظہور کرنا صفت رزاقی کا ظہور ہے جسکو ہم حواس ظاہری سے محسوس کرسکتے ہین کہ یہہ ہماری غذا و پرورش کے لیے ہے اسکا استعمال کرنا ہمارے لئے جایز بلکہ ضروری ہے یا زہرون کی صورت مین ظہور کرنا یہہ صفت قہاری کا ظہور ہے اسکو بھی ہم حواس ظاہری سے محسوس کرسکتے ہین کہ یہہ ہماری جان کے دشمن ہین اسلئے ہمین احتراز لازم ہے اور باطنی خاصہ کے دریافت کرنے سے انسانی عقل قاصر ہے وہ صرف انبیا کی ہدایت سے معلوم ہوسکتا ہے جسکو شریعت کہتے ہین بلکہ ماہیت اسکی بھی ہمین معلوم نہین انبیا نے جو کچھہ ارشاد فرمایا ہے ہمین اوسپر بے چون و چرا کاربند ہونا اور آمنا و صدقنا کہنا چاہیئے۔ کسی حکم کی علت اور وجہ دریافت کرنی ہمارا کام نہین اور نہ دریافت مین فایدہ ہی کچھہ ہے نہین دے سکتی کسی شخص نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو فی پر یہہ اعتراض کیا کہ آپکے اجتہاد مین لایل عقلی بہت ہین آپنے فرمایا کہ اگر مین عقل سے کام لیتا تو بول و براز مین غسل کا حکم دیتا نہ جماع یا احتلام کی حالت مین کیونکہ عقل کے نزدیک بول و براز کی

پلیدی منی کی نسبت بہت شدید ہے۔ وذی اور مذی کی صورت مین بہی غسل کا حکم دیتا مگر مین احکام شریعت مین عقل کو مطلق دخل نہین دیتا کیونکہ عقل اونکی کنہ کی دریافت سے بالکل عاجز ہے۔ ابتدا مین حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوکر نماز کیا کرتے تھے پہر عین نماز مین حکم آیا کہ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی مسجد حرام کی طرف اپنا منہ پہیر لے حضرت رسالت پناہ نے اوسیوقت مسجد الحرام کی طرف منہ پہیر لیا اور ساتہہ ہی ان اصحاب نے جو حقیقت نبوت مین محو اور متابعت رسالت مین سرشار تہے قبلہ کی جانب پہر گئے باقی اصحاب جو مقتدا مین شامل تہے اور محویت کے رتبہ پر فائز نہین ہوئے تہے بدستور بیت المقدس کی طرف منہ کئے رہے جن لوگون نے متابعت کی رسول خدا نے نماز کے بعد اونکو جنت کی بشارت دی اور وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے اگر یہ لوگ بہی عین نماز مین ایک قبلہ چہوڑ کر دوسرے قبلہ کی جانب منہ کرنے کی کنہ دریافت کر لینے کو منتظر رہتے تو دولت بشارت سے محروم رہتے ہین ہمارے قوی عقلی و حواس باطنی و ظاہری دریافت نہین کر سکتے کہ بیت المقدس سے قبلہ عبادت ہونے کا خاصہ کیون سلب ہوگیا اور کیا وجہ تہی کہ ابراہیمی زمانہ کا اثر پہر کعبۃ اللہ پر عود کر آیا اور وہ قبلہ عبادت ٹہیرایا گیا۔ یہی حال اعمال کا ہے کہ اگرچہ تمام اعمال جو مکلف سے صادر ہوتے ہین شیونات ہستی مطلق ہین مگر بعض اعمال کا خاصہ ہے کہ وہ عامل کو مستحق ثواب و رضا حق و قرب الٰہی کا مستحق ٹہیراتے ہین اور بعض اعمال کا خاصہ ہے کہ وہ عامل کو مستوجب عذاب و بعد عن اللہ و سخط الٰہی ٹہیراتے ہین ان خواص کا دریافت کرنا عقول انسانی کی طاقت سے باہر ہے ہمارا کام یہی ہے کہ جن امور کی شارع علیہ السلام نے تفصیل و تشریح کی ہے اونکو بلا دلیل و حجت مان لین اور سمجہہ لین کہ جون کو بہی قبلہ عبادت ٹہیرانا جائز ہے یا نماز روزہ کی کچہہ ضرورت نہین اور خط مذہب کے یہی معنی ہین مولانا جامی اسی باب مین فرماتے ہین

گر مصلی کند بوقت صلوٰۃ — روی در کعبہ از جمیع جہات
باشد از حق در آن جہت مامور — ورنہ حق نیست اندران محصور

الغرض علماء ظاہری جو ہر ایک امر مین محتاج دلیل ہین اس گروہ کی جو علماء ربانی و طبیب روحانی ہین ماہیت کو نہین سمجہتے لہذا انکے کشف و کرامات و خوارق عادات کو بہی قابل نہین ہمارا یہہ مطلب نہین کہ وہ نفس کرامت کے بہی معتقد نہین بلکہ وہ یقین رکہتے ہین کہ کرامت اولیاء اللہ حق ہے مگر زید بکر عمرو مین یہہ وصف بالفعل موجود نہین اسیطرح ان لوگون نے امام مسلمانان حضرت احمد حنبل کو قرآن کے مخلوق

کہنے پر مجبور کیا اور تازیانے لگائے حسین منصور حلاج کو بڑی بے رحمی کے ساتھ سولی دی یا خوارق عادات کے انکار سے انکو کوئی خاص غرض ملحوظ نہیں بلکہ یہہ بیچارے معذور ہین انکی عقل احاطہ مین محدود ہے

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ‌‌ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

اگر علماے ظاہری تحصیل علوم متعارفہ کے بعد تزکیہ نفس تصفیہ باطن کی جانب مع شرائط و لوازم متوجہ ہون تو بہت جلد اصل حقیقت انپر ہی منکشف ہو سکتی ہے اور وہ جان سکتے ہین کہ جس علم کی تحصیل مین عمر گرانمایہ صرف کی ہے فی الحقیقت وہی حجاب اکبر تھا آجتک جسقدر مشہور و معروف اور نامی گرامی مشایخ و صوفیہ گزرے ہین بجز معدودے چند سب کے سب فضلاے متبحر و یگانہ عصر تھے فقہ اصول تفسیر حدیث وغیرہ علوم متعارفہ مین مستند الدہر تھے کوئی قاضی مفتی رہا کوئی واعظ محدث کوئی امام تھا کوئی امام الائمہ جبتک علوم باطنیہ کی تکمیل نہوئی تبتک شمع بے نور و چشم بے بصر کَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (نہ محقق بود نہ دانشمند چارپاے برو کتابے چند) کے مصداق تھے صوفیاے کرام کے کل سلسلے باستثناء بعض حضرت شاہ ولایت پروردہ آغوش نبوت اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ کی ذات فیض آیات پر منتہی ہوتے ہین اور نور عرفان روشنی آفتاب تابان سے حاصل ہوا ہے اسکی وجہ کیا تھی صرف یہی کہ اوس غواص بحر عرفان کو نبوت سے متصل تربیت سے بہرہ اتم ملا تھا اور اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا (مین علم کا شہر ہون اور علی اوسکا دروازہ ہے) کے مورد تھے ہرچند علی مرتضی علوم ظاہریہ مین کمال رکھتے تھے مگر یہ ان علوم کی تعریف نہین بلکہ اوس علم کی تعریف ہے جو ایک نبی امی کو الہام یا وحی کے ذریعہ معلوم ہوا تھا اور یہی علم مقصود تکوین آدم و عالم سے ہے **امام ہمام حجۃ الاسلام مرشدنا ابو حامد محمد غزالی** رحمۃ اللہ تعالیٰ کا تبحر جمیع علوم مین کسی تشریح و تفصیل کا محتاج نہین آپکے تبحر کی تعریف کرنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ باوجود اس علو شان کے آپ فرماتے ہین کہ مین اپنی عمر کے بیسوین سال سے پچاسوین سال تک اس امر کی جستجو مین رہا کہ اسلام کے تہتر فرقون مین سے ناجی کونسا فرقہ ہے اس تیس سال کے عرصہ مین مینے جمیع مذاہب کے اصول و فروع پر بخوبی غور کیا بالآخر مجھے یقین ہو گیا کہ ناجی فرقہ فقط صوفیہ کرام کا ہے چنانچہ آپ رسالہ منقذ من الضلال مین اپنا حال تحریر فرماتے ہین ہم اوسکا خلاصہ لکھتے ہین کہ جب مین ان علوم سے فراغت پا چکا تو صوفیہ کرام کے طریق کی طرف متوجہ ہوا مجھے معلوم ہوا کہ انکا طریق علم و عمل دونون سے پورا ہوتا ہے چونکہ علم کی نسبت انکا عمل میرے نزدیک سہل تھا لہذا مینے انکی کتابون کا مطالعہ

شروع کیا اور وہ کتابیں اس مضمون کی تہیں مثلاً کتاب قوت القلوب ابو طالب مکی کی اور تصانیف حضرت
حارث محاسبی اور حضرت جنید اور حضرت شبلی اور حضرت بایزید بسطامی وغیرہ۔ جہاں تک اونکی طریق کی تعلیم
مطالعہ سے متعلق تہی وہ تو مجہے حاصل ہو گئی لیکن اس سے مجہے ثابت ہو گیا کہ اونکے اصل خواص اور لطائف
نکات تعلم سے حاصل نہیں ہو سکتے بلکہ ذوق اور حال اور تبدیل صفات سے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ صوفیہ کرام
صاحب حال ہیں نہ صاحب قال لہذا مجہے حاصل کرنے چاہئیں۔ علوم شرعیہ و علوم عقلیہ سے جنمیں مجہے
اعلی درجہ کی مزاولت حاصل تہی ان تین باتوں کا یقین کامل مجہے پہلے ہی سے تہا کہ (۱) اللہ تعالیٰ حق ہے
(۲) نبوت و رسالت حق ہے (۳) روز آخرت حق ہے۔ اور میرا یہ یقین بغیر کسی دلیل و برہان کے نقش سنگ
سے بہی زیادہ تر قوی تہا۔ جب مجہے معلوم ہو گیا کہ سعادت آخرت بدون تقوی و زہد اور نفس کو حرص و ہوا سے
بچانے کے حاصل نہیں ہو سکتی اور ان سب کی اصل دل کو دنیا کے علائق سے قطع کرنا اور اللہ کی طرف
متوجہ ہونا اور مال و جاہ سے منہ پہیرنا ہے تب میں نے اپنے اعمال کا موازنہ کیا اور دیکہا کہ میں تو دنیا کی تعلقات
میں پہنسا ہوا ہوں صرف ایک عمل میرا اچہا ہے اور وہ تدریس و تعلیم ہے مگر اوسمیں بہی کئی غیر ضروری علم
شامل ہیں جو آخرت میں کچہ کام نہیں۔ مجہے پہلے ہر نئے تدریس میں اپنی نیت کا موازنہ کیا دیکہا تو وہ بہی خالصاً
لوجہ اللہ نہ تہی اوسمیں بہی حب جاہ و طمع شہرت تہی میں نے یقین جان لیا کہ میں دوزخ کے ٹہیک کنارہ پر ہوں
اور عنقریب گرا چاہتا ہوں پہر میں اس ورطہ سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا مگر وساوس شیطانی و ہواے نفسانی
مجہے کسی ارادہ پر قائم نہ رہنے دیتے تہے صبح کو میں ارادہ کرتا تہا کہ آج ضرور قطع تعلقات کرونگا مگر شام کو پہر وہی
تعلقات دامنگیر ہو جاتے تہے شیطان سبز باغ دکہاتا تہا کہ اگر آج مدرسہ چہوڑ دیا تو پہر یہ جاہ و حشمت کبہی نہ
ملے گی اسی چڑہاؤ اتار میں چہہ مہینے گزر گئے آخر ماہ ذی حجہ ۴۸۸ھ میں معاملہ اختیار سے گزر کر حد اضطرار
کو پہونچ گیا خدا نے میری زبان ایسی بند کر دی کہ میں درس دینے کے قابل نہ رہا اگر میں کوشش بہی کرتا تہا تو
ایک لفظ بہی میری زبان سے نہیں نکل سکتا تہا اس حال سے مجہے نہایت رنج و قلق ہوا اور اسی کے ساتہ
قوت ہاضمہ زائل ہو گئی نہ ایک لقمہ طعام ہضم ہو سکتا تہا نہ ایک گہونٹ پانی کا۔ میں نے نہایت اضطرار کی حالت
میں حضرت مجیب الدعوات میں عاجزی کی جیسا کہ ایک بیکس کرتا ہے اور وہ قبول ہوئی اور جاہ و مال و اعزا
اولاد سے روگردانی میرے دل پر آسان ہو گئی میں نے ظاہر کیا کہ میں مکہ شریف کو جاتا ہوں مگر میرے دل
میں سفر شام کا عزم تہا اور یہ چہپانا اسوجہ سے تہا کہ مبادا خلیفہ وقت اور یار و دوست سفر شام سے مجہ کو روکیں

تب مینے بطایف الحیل بغداد سے اسطرح نکلنے کا ارادہ کیا کہ پہر واپس نہ آونگا عراق کے علما مجہی ملامت کرنے لگے اور وہ معذور تہے کیونکہ انمین کوئی ایسا شخص نہ تہا جو ترک مناصب کو امر دینی تصور کرے بلکہ وہ اسی منصب کو جو مجہے حاصل تہا اعلیٰ ترتبہ کا دینی منصب سمجہتے تہے۔ جو عراق سے دور کے رہنے والے تہے وہ کہتے تہے کہ یہ کنارہ کشی منصب حکام کے اشارہ سے ہوا ہے مگر جو حکام کے پاس رہنے والے تہے وہ بخوبی جانتے تہے کہ حکام کی طرف سے میرے تعلق کے قایم رکہنے پر اصرار تہا اور میری جانب سے انکار تہا عوام کہتے تہے کہ یہ آسمانی تقدیر اور علما کی بدقسمتی ہے الغرض مینے بغداد کو چہوڑ دیا اور اپنا مال بقدر کفاف عیال و اطفال کو دیدیا اور باقی مفید عام کاموں کے لئے وقف کر دیا۔ ملک شام مین جاکر قریب دو برس کے عزلت نشین رہا اور جسطرح کہ کتب صوفیہ مین دیکہا تہا تزکیہ نفس و تہذیب اخلاق و تصفیہ قلب مین کوشش کرتا رہا۔ دمشق کی ایک مسجد کے منارہ پر چڑہکر دروازہ بند کرکے تمام دن معتکف بیٹہا رہتا۔ پہر بیت المقدس مین جاکر ایک حجرہ مین تمام دن دروازہ بند کرکے بیٹہا رہتا۔ پہر مینے سفر حج کا ارادہ کیا تاکہ فرض ادا کرون اور حضرت خلیل اللہ کی زیارت سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ مین جاؤن اسغرض سے مینے ملک حجاز کا سفر اختیار کیا۔ وہان سے بال بچہ کی محبت نے مجہے پہر وطن مالوفہ کی طرف کہینچا اور مین بغداد مین آگیا یہان بہی بدستور تزکیہ نفس کی غرض سے خلوت گزین رہا۔ آخر زمانہ کے حوادث اور عیال و اطفال کی ضروریات اور تنگی معیشت کی وجہ سے صورت مراد متغیر ہونے لگی اور صفائی مکدر ہوگئی صرف کبہی کبہی صفائی و جمعیت حاصل ہوتی تہی بااینہمہ جمعیت خاطر سے مایوس نہ تہا اسی حالت مین قریب دس سال کے گزر گئے اور اس اثنا مین بیشمار اسرار منکشف ہوئے اور مجہے ثابت ہوگیا کہ خدا کے رستہ پر چلنے والے صرف صوفیہ کرام ہی ہین اور انہی کی سیرت و عادت سب سے افضل ہے انہی کا طریقہ سب سے سیدہا طریقہ ہے انہی کے اخلاق سب اخلاق سے پاکیزہ ہین بلکہ اگر کل عقلا کی عقلین اور کل حکما کی حکمتین اور کل علماے شریعت اور واقفان اسرار علوم دینیہ کے علوم جمع کئے جائین تو صوفیہ کرام کے اخلاق و اطوار و سیرت و طبیعت کی ذرہ بہی برابری نکر سکین اور انکو بدل نہ سکین اسکی وجہ یہہ ہے کہ صوفیہ کرام کی جمیع حرکات و سکنات ظاہری و باطنی مشکوٰۃ نبوت کے نور سے مقتبس ہین اور روے زمین پر کوئی نور سواے نور نبوت کے روشن نہین مختصر یہہ ہے کہ جو طریق ایسا مقدس ہو کہ اوسکی پہلی شرط ماسوی اللہ سے دل کا پاک کرنا ہو اور اوسکا پہلا ہی مرحلہ سچائی سے تکریم کے ذکر الٰہی مین مستغرق ہونا ہو اور اوسکا آخری درجہ فنا فی اللہ بالکلیہ ہو ایسے طریق پر تحقیق کی بات

کوئی کیا نکتہ چینی کرسکتا ہے - یہہ جو ہمنے طریق تصوف کا اخیر درجہ فنا فی اللہ کا بیان کیا ہے یہہ درحقیقت اخیر درجہ نہین ہے اسکا اخیر ہونا اس لحاظ سے ہے کہ جہانتک کسب و اختیار اور محنت و مجاہدہ سے یہہ طریق حاصل ہوسکتا ہے اوسکا یہہ آخری درجہ ہے ورنہ یہہ درحقیقت اول درجہ سلوک کا ہے اور اسسے پیشتر کا جو حصہ تہا وہ تو سالک کے لئے بمنزلہ دہلیز کی تہا - یہہ وہ طریقہ ہے جسکے پہلے ہی مرحلہ سے مشاہدات و مکاشفات شروع ہوجاتے ہین یہانتک کہ وہ عالم بیداری ہین فرشتون کو اور ارواح مقدسہ انبیاء علیہم السلام کو دیکھتے ہین انکی آوازین سنتے ہین اور اون سے فواید حاصل کرتے ہین پہر اس حالت مشاہدہ صور و امثال مین بقدر ترقی بڑہجاتے ہین کہ اس حال کے بیان سے قوت ناطقہ عاجز ہوجاتی ہے اور کوئی متکلم اسکی تعبیر ایسے الفاظ مین نہین کرسکتا جو صریح خطا پر مشتمل نہون آخر کو مقام قرب الٰہی پر اس درجہ تک پہنچجاتے ہین کہ بعض لوگ اسسے حلول خیال کرنے لگتے ہین اور بعض اتحاد اور بعض وصول مگر یہہ سب خیالات غلط ہین جسنے اس حال کا مزہ چکہا ہے وہ صرف اتنا کہہ سکتا ہے کہ جو کچہہ تہا سو تہا کہنے سننے کی بات نہین ہے کان از انچہ نشد چہ بشنیا ندید جس شخص نے علم تصوف کا مزہ نہین چکہا اوسنے حقیقت نبوت سے سوائے نام کے کچہہ نہین جانا اولیاء اللہ کی کرامات انبیاء علیہم السلام کی بدایات ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ادنی دونون حاصل تہی جب دنیا سے قطع تعلق کرکے غار حرا مین تشریف لیگئے تہے اور وہان خلوت مین عبادت معبود حق مین مشغول تہے یہانتک عرب کے لوگ یہہ کہتے تہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا پر عاشق ہوگئے ہین یہہ وہ حالت ہے جسکو اہل ذوق جو سلوک کے رستہ مین چلتے ہین بخوبی جانتے ہین اور جو اس ذوق سے محروم ہین وہ سماع اور تجربہ سے دریافت کرسکتے ہین بشرطیکہ ایسے لوگون سے بکثرت صحبت رکہین یہہ حال اہل صحبت کو علامات و قراین سے ہی یقینی طور پر سمجہہ مین آسکتا ہے جو شخص ان پاک لوگون سے صحبت رکہیگا وہ یہہ ایمان اون سے حاصل کریگا یہہ ایسا فرقہ ہے کہ جسکا ہم صحبت کبہی محروم و بے نصیب نہین رہا اور جسکو دولت صحبت و سعادت ذوق شوق حاصل نہین وہ دلایل و براہین سے ہی اس حالت کا یقین کرسکتا ہے برہان و دلیل سے اس حالت کا ثابت کرنا علم ہے اور اس حالت کی مزاولت و مشق کرنا ذوق ہے اور بغیر تجربہ کے حسن ظن سے مان لینا ایمان ہے یہہ تین درجے ہین اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (جو لوگ تم مین سے ایمان لائے ہین یا جنکو علم عطا کیا گیا ہے اللہ تعالے اون سب کے درجے بلند کرتا ہے - انکے علاوہ ایک جاہل قوم ہے جو اس اصل

پ ۲۸ ع ۲ سورۂ مجادلہ

حالت سے بالکل منکر ہے وہ لوگ ایسی باتون کو سنکر تعجب اور تسخر کرتے ہین اور العجب العجب کہتے ہین ان لوگون کو کب ہدایت ہوگی انہی کے حق مین قرآن مجید مین آیا ہے کہ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِندِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ بعض منکرین مین سے وہ لوگ ہین جو تیری باتین سنتے ہین یہان تک کہ جب تیرے پاس سے باہر نکل جاتے ہین تو اون لوگون سے جو مرتبہ علم پر پہونچے ہوئے ہین کہتے ہین دیکھو ابھی اسنے کیا کہا یہہ وہی لوگ ہین جنکے دلون پر اللہ نے مہر لگادی ہے اور وہ اپنی ہوا وہوس کی پیروی کرتے ہین (ختم کلامہ) یہہ جو کچھہ امام حجۃ الاسلام نے اپنے حالات بیان کئے ہین اونکی تیس سالہ محنت ومجاہدہ کا نتیجہ ولب لباب ہے اول تو یہی ایک بڑی مشکل بات ہے کہ امر حق کی تلاش مین تیس سال صرف کئے جائین اور پھر ایسا عالی رتبہ چھوڑ کر جیساکہ حضرت امام کو حاصل تھا۔ آپ یونیورسٹی بغداد کے اول مدرس اور پرنسپل تھے اور ہر روز بذات خود تین سو طالب علمون کو جو منتہی تھے درس دیا کرتے تھے ہر طبقہ کے آدمی اور حکام اور خود خلیفہ وقت اونکی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ لیکن جو لوگ حق کی تلاش اور ترک تقلید کو اپنی زندگی کا اعلی مقصد سمجھتے ہین اونکے لئے یہہ سب کچھہ آسان ہے **مولینا جلال الدین رومی** قدس اللہ سرہ بھی دنیوی جاہ ومناصب اور فضل وکمال مین امام حجۃ الاسلام سے کسی طرح کم نہین تھے آپ بھی یونیورسٹی کے مدرس اول قاضی مفتی سب کچھہ تھے سب علایق وتعلقات کو ترک کرکے خلوت گزین وعزلت نشین ہوگئے اور حضرت مولینا شمس الدین محمد کی بیعت کی مولینا جامی قدس سرہ فرماتے ہین کہ ایک روز حضرت رومی مدرسہ سے نکلے علما وفضلا کی ایک جماعت ہمرکاب تھی اتفاقاً حضرت شمس الدین سرا سے نکلے اور مولینا کے گھوڑے کی لگام پکڑلی اور کہا اے امام المسلمین بایزید بزرگتر تھے یا مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم مولانا فرماتے ہین کہ اس سوال سے ایسی ہیبت مجھپر غالب ہوئی کہ گویا ساتون آسمان ہٹ کر زمین پر آرہے ہین اور میرے دل سے آگ کے شعلے نکلکر دماغ کی طرف صعود کررہے ہین اور ایک دھوان سا زمین سے آسمان کی جانب بلند ہورہا ہے پھر کسی شکل سے اپنے تئین سنبھال کر جواب دیا کہ مصطفے صلعم تمام جہان سے بزرگتر ہین فرمایا پھر کیا وجہ ہے کہ مصطفے صلعم تو فرماتے ہین مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ (ہمنے تیری معرفت حاصل نہین کی جیساکہ تیری معرفت کا حق ہے) اور بایزید کہتے ہین سُبْحَانِي مَا أَعْظَمَ شَانِي (مین پاک ہون میری شان بہت بلند ہے) مینے کہا بایزید تنگ ظرف تھا ایک قطرہ سے سیر ہوگیا جسقدر اوسکے دل کے گھر کا روزن تھا اوسیقدر نور

اوسمین سمایا اور محمد صلعم کا سینہ مبارک بحکم اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ نہایت فراخ تہا اسلیئے ہر دم یا دئی
قرب کی استدعا کرتے تہے یہہ جواب سنکر خواجہ شمس الدین بیہوش ہوکر گر پڑے مولانا گھوڑے سے اتر کر اور
شاگردون کو حکم دیا کہ انہین اوٹہاکر مدرسہ مین لیچلو۔ یہہ حکایت بہی اسی بیان کا ضمیمہ ہے کہ مولینا
حوض کے کنارے بیٹھے تہے اور ایک پشتارہ کتابون کا سامنے رکہا تہا خواجہ شمس الدین نے پوچہا یہہ کیا
کتابین ہین جواب دیا کہ یہہ قیل و قال کی کتابین ہین تمہارے کام کی نہین خواجہ صاحب نے سب اوٹہاکر حوض
مین پہینکدین مولانا نے نہایت تاسف سے کہا اے درویش غضب کیا انمین بعض کتابین میرے والد
ہاتہہ کی تہین جو پہر نہین مل سکینگی خواجہ صاحب نے مسکراکر پانی مین ہاتہہ ڈالا اور ایک ایک کتاب نکال کر باہر
رکہدی پانی کا اونپر کچہہ اثر نہین تہا مولانا نے تعجب سے پوچہا کہ یہہ کیا سحر ہے فرمایا وہ قیل و قال تہا یہہ جذبہ
حال ہے تمہین اسکی کیا خبر۔ ایسی ہی بعض اور حالات تہے جنسے خواجہ صاحب کی عظمت مولانا کے دل پر
منقوش ہو گئی اور ترک مناصب کرکے تین مہینے تک برابر خلوت مین بیٹھے رہے کبہی باہر نہ نکلے اور نہ کسی کو
اندر آنے دیا خواجہ صاحب نے مولانا کی آزمایش کے لئے کہ کہانتک متابعت مین ثابت قدم ہین فرمایش کی
کہ ہمین شاہد چاہیئے مولانا اپنے حرم محترم کو لے آئے خواجہ نے اوسکا ہاتہہ پکڑ کہا کہ یہہ ہماری ہمشیرہ ہے کوئی
نازنین امرد لونڈا چاہیئے مولانا اپنے فرزند سلطان ولد کو لیگئے فرمایا یہہ ہمارا فرزند ہے پہر فرمایا شراب ملتی
تو دو گہڑی لطف ہوجاتا مولانا یہود کے محلے سے ایک مٹکا شراب کا بہر لائے خواجہ صاحب نے فرمایا
یہہ سب فرمایشین تمہاری آزمایش کے لئے تہین مین کچہہ نہین چاہیئے حضرت مولانا کے فرزند علاؤالدین محمد
کو یہہ صحبت اور خلوت نہایت ناگوار گزری کیونکہ مولانا کی خلوت سے انکی ریاست مین فرق آگیا تہا اونسے چند
اوباشون سے ملکر خواجہ صاحب کو قتل کردیا کیونکہ اونکے زعم مین مولانا کو انہون نے ہی بگاڑا تہا اور یہی مستوجب
سزا تہے قاتل سات تہے ساتون بہت جلد ناگفتہ بہ بیماریون مین مبتلا ہوکر مرگئے۔ اگر اسیطرح علماے ظاہری
اس طائفہ مقدسہ کے حالات کو تفحص کرین تو ممکن نہین کہ اولیاء اللہ کے حالات اونسے پوشیدہ ہین اور وہ
کرامات اولیاء اللہ سے انکار کرسکین **دوسرے صوفیان مقلد** یہہ بہی کرامات اولیاء اللہ کے
منکر ہین یہہ وہ گروہ ہے جو فی الواقع صوفی نہین بلکہ صوفیون کی گرد تک بہی اوسپر نہین پڑی صرف
صوفیون کی تقلید کرتا ہے حقیقت سے بالکل محروم و بے نصیب ہے شیر کی کہال پہنکر شیر نیستان بنتا ہے
مگر جاننے والے خوب جانتے ہین کہ ع شیر قالین دیگر و شیر نیستان دیگرست صوفی باصفا ہونگے

ایک پانی کی ڈبی شانہ مسواک تسبیح ہزار دانہ جو دو گز لمبی ہو اور دانہ خوب موٹے ہوں اور جبہ و دستار کافی ہے مصلّے بھی ضروری ہے لیکن اگر ہرن یا چیتے اور شیر کی کھال کا ہو تو بہتر و افضل ہے لیکن یہ سنگار سب فضول و بیکار ہیں جبتک مریدوں کا غول آگے پیچھے اور دائیں بائیں نہو۔ اگر تجسس و تفحص کیا جائے تو اکثر مشائخ ایسے نکلینگے جو تقلید کے پابند ہونگے اول تو نماز و روزہ و دیگر فرائض و سنن کا ادا کرنا ضروری سمجھتے ہی نہیں کیونکہ اپنے مریدوں اور معتقدوں کو یقین دلا دیتے ہیں کہ ہم سلوک کے ایسے مقام پر پہونچ گئے ہیں کہ نماز وہاں ضروری نہیں بلکہ شرک ہے اور اپنے قول کی تائید میں جن صوفیاء یا مشائخ کرام کے اقوال سنداً پیش کرتے ہیں اونکے حالات سے محض بیخبر ہیں کہ وہ دم مرگ عبادت سے غافل نہیں ہوئے اور نوافل بلکہ فضایل تک بھی ترک نہیں کئے۔ غرض اگر گاہ گاہ فرائض ادا کرتے بھی ہیں تو صرف ریا کیلئے کہ لوگ بکثرت معتقد ہوں جب کوئی دولتمند امیر آتا ہے تو اوسکا دل لبھانے کے لئے نماز کو بہت طول دیتے ہیں اور زیادہ خشوع و خضوع ظاہر کرتے ہیں مگر دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی آنکھ کا اندھا گانٹھ کا پورا اشرفیوں کی ہمیانی دیجائے تو خوب بات ہے چند روز خوب گلچھرے اڑیں شراب و کباب چلے خدا کے واسطے ایک سجدہ بھی نہیں کرتے مکر و ریا سے دل بھرا ہوا ہے چلے کھینچتے ہیں تا کہ لوگ جان لیں کہ یہ بڑا متقی پرہیزگار پارسا اور ولی ہے واہ کیا خوب ولایت ہے دردل دغل و مصحف بربغل انکی تسبیح بلورین کا ہر ایک دانہ ایک بت سنگین ہے جس سے وہ اپنے دل کی مرادیں مانگتا ہے لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا ہے مگر خود اوس سے کوسوں دور ہے۔

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند	چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند

چونکہ مقلد ہے اور پوست حقیقت اوسکے مشام جان میں نہیں پہونچی اپنے پر اثر الفاظ سے جو مانگکے اد[illegible] ہیں لوگوں کو خوب رلا دیتا ہے مگر خود اوسکے دل پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا جسطرح ایک مرثیہ خوان جب منبر پر بیٹھتا ہے یا نوحہ گر جو ماتمیوں کے حلقہ میں کھڑا ہوتا ہے ان دونوں کی غرض یہ ہوتی ہے کہ خوب رقت ہو اور اہل مجلس اچھی طرح ماتم کریں تا کہ اونکی اجرت میں اضافہ ہو خود انکے دل میں ایک ذرہ بھی درد اور حزن کا نہیں اسیطرح یہ بھی طمع و آز میں گرفتار ہیں جو کچھ کرتے ہیں پیٹ کی خاطر کرتے ہیں للمولوی المعنوی

نوحہ گر باشد مقلد در حدیث	جز طمع نبود مراد آن خبیث
نوحہ گر گوید حدیث سوزناک	لیک کو سوز دل و دامان چاک
خلق را تقلید شان بر باد داد	کہ دو صد لعنت برین تقلید باد

جب شیخ مقلد آنکھین بند کرکے مصلے پر بیٹھتا ہے تو دل مین خدا جانے کیا کیا خیال ہوتے ہین مگر خادم اور مرید کہتے ہین کہ حضرت شیخ المشایخ دنیا و مافیہا سے چشم بند کرکے مراقبہ اور سیر الی اللہ مین اور لاہوت و بقا باللہ کی سیر کررہے ہین آپ کو اسوقت یہہ تبہ حاصل ہے کہ بایزید بسطامی و جنید بغدادی کو کبھی خواب مین بھی نصیب نہین ہوا تہا - اسطرح لوگون کو فریفتہ کرکے شیخ کی مریدی کے پھندے مین پھنسا تے ہین سچ ہے پیران نمی پرند مریدان مے پرانند چونکہ یہہ لوگ نرے مقلد ہین اور مقلد اور محقق مین زمین و آسمان کا فرق ہے جو تاثیر محقق کے فعل مین ہوگی وہ مقلد کے فعل مین ممکن نہین ہو سکی

آن مقلد صد دلیل و صد بیان	در زبان دارد ندارد ہیچ جان
آسمان شو ابر شو باران ببار	ناودان بارش کند ناید بکار
آب اندر ناودان عاریتی ست	آب اندر ابر و باران فطری ست
ز آب باران باغ صد رنگ آورد	ناودان ہمسایہ در جنگ آورد

آب باران فطری اور حقیقی ہے اور پرنالہ کا پانی مثل مقلد کی ہے حقیقی پانی سے ہزارون طرح کے گل و بوٹے پیدا ہوتے ہین اور پرنالہ کے پانی سے ہمسایون مین ہمیشہ لڑائی جھگڑا رہتا ہے وہ منبع رحمت و رافت ہے اور یہہ سبب فساد و شرارت جو لوگ صوفیان حقیقی کے حالات و سیر سے واقف ہین وہ ان مقلدون سے بھی ویسی خوارق و کرامات کے منتظر رہتے ہین جو حقیقی صوفیون کے حالات مین مطالعہ کئے یا سماع وغیرہ مین آئے ہین مگر مقلد بیچارہ معذور ہے کیا کرے کو راخرین مبالغہ ستعا ریست + ناچار وہ کرامات اولیاء اللہ سے صاف انکار کرجاتا ہے کہ اسکی کچہہ اصل نہین یہہ نرا ڈھکوسلا ہے اوسکی غرض انکار کرنے سے یہہ ہوتی ہے کہ میری فضیحت و رسوائی نہو مگر اوسکو شرم نہین آتی کہ ایسے وہ بے التعظیم بزرگون کی فضیحت و رسوائی کرتا ہے جنکی شان مین اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ جو لوگ اللہ کے رستہ مین مارے گئے ہین او نہین تم مردے نہ کہو بلکہ وہ زندے ہین اپنے رب کے پاس کہاتے ہین اور اوس چیز پر خوش ہین جو اللہ نے اپنے فضل سے اونہین دیا ہے اور یہہ بھی بجائے خود متحقق ہے کہ جو لوگ معشوق حقیقی کے عشق مین اپنے تئین فنا کردیتے ہین وہ شہید ہین مَنْ مَاتَ مِنَ الْعِشْقِ فَقَدْ مَاتَ شَهِيْدًا + انکی خو الکہ معشوق کا دیدار ہے انکی

اسی مین ہے۔ امی طالبان صادق نہ نہار زنہار ان اہلِ قریبون کے دم مین نہ آنا اور اس طایفہ خاصان حق کی کرامات سے انکار نہ کرنا وَاللّٰہُ یَقُولُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی اِلیٰ سَوَاءِ السَّبِیْلِ مولف عفا اللہ عنہ نے کچہہ عرصہ ہوا طایفہ مقلدین کی شان مین ایک مختصر سی مثنوی لکہی تہی اوسکے چند اشعار کا غذات مین بیجا رہ گئے جو مناسب موقع سمجہکر یہان نقل کئے جاتے ہین

مثنوی در شان صوفیان مقلد

اب سنو حال صوفیان زمان — نقل و تقلید کے جو ہین قربان
نہین اونمین حقیقت اک ذرہ — ہین وہ تلبیس پر فقط غرہ
جبہ مسواک و سبحہ و شانہ — ہے ہر اک دامِ زور کا دانہ
لیکے تسبیح شیخ کرکے وضو — کرنے لگتا ہے ذکر مین ہا ہو
لیک کبر و غرور مین سرمست — سب زمانہ کو جانتا ہے پست
ذکر مین اسقدر بلند آہنگ — کہ محلہ کے لوگ آئین تنگ
پڑہتا ہے جہوم جہوم کر تسبیح — ہے خفی و جلی کی یہہ تشریح
کہ خفی مین زمین کا ہو پیوند — اور جلی مین مشابہ الوند
دل لبہاتے ہین مین بیستے گہٹ — ہین جو تسبیح پہیرتے گہٹ گہٹ
دانے چہتے ہین سبحہ کے بے لاگ — اسی گہٹ گہٹ کو کہتے ہین گہٹ راگ
گرد برگرد حلقہ زن ہین مرید — ہین جو غواص بحر تقلید
شیخ روتا ہے یہہ ہی روتے ہین — آنسون کے گہر پرو دیتے ہین
شیخ ہوتا اگر ہے خندہ زنان — ہوتے شل بہار ہین خندان
پر نہ گریہ کی وجہ ہے معلوم — اور نہ معلوم خندہ کا مفہوم
جسطرح ایک بہرا مادر زاد — شمع سے تہ جو مطلقا آزاد
دیکہہ لیتا ہے رنگ مجلس کا — روتون کو دیکہکر ہے رو دیتا
دیکہکر ہنستے ہنسنے لگتا ہے — یہی شیوہ ہمیشہ کرتا ہے
اصل حالت سے مطلقا غافل — عقل کردی ہے نقل نے باطل
ناگہان آگیا جو کوئی اسیر — ذکر کی اور بہی ہوئی تاثیر

شیخ و اصحاب ہو گئے مغرور
اور شراب غرور سے مسرور

ذکر کا شور پھر بلند ہوا
کنگر عرش کا کمند ہوا

نعرہ و جوش ہا و ہو حق سے
سینے پھٹنے لگے مریدون کے

ہو رہی ہے ہر اک طرف جاری
سینہ کوبی و گریہ و زاری

ہو چکا جبکہ ذکر و شغل تمام
کیا آغاز شیخ جی نے کلام

لگے کرنے زروے وہم و گمان
وجد اور حال کے نکات بیان

کشف و الہام کے مسایل کی
کھینچی تصویر لیک کچھ نہ سکی

آسمان و زمین کے قلابے
شیخ جی نے ملائے بہتیرے

کر گئے لیک سب نشانے خطا
ایک بھی تیر شست پر نہ لگا

کیونکہ تقلید مین تہا کیا رکھا
ہوئے اپنے بیان سے خود رسوا

بعد سوالی ہو چکا جب بند
ہاے توحید و ہم نصیحت پند

پھر ہوا حکم ہو سماع آغاز
تا کھلین دل پہ ذوق وجد کے راز

آئین مجلس مین جلد تر قوال
تا کہ ہو منکشف مقام وصال

آئے لیکر وہ طبلہ سارنگی
کہتے ہین جنکی شان مین سعدی

مطربے دور ازین خجستہ سرائے
کس دو بارش ندید در یکجا

مرغ ایوان ز ہول او بپرید
مغز ما خورد و حلق خود بدرید

ہوئے گرم سرود جب قوال
ناچنے شیخ لگ گئے فی الحال

ہوئے سارے مرید بھی سرگرم
اوٹھ گیا پردۂ حیا و شرم

اک ادہر سے ادہر کو جانے لگا
اک ادہر سے ادہر کو آنے لگا

کوئی فرش زمین پہ لوٹتا ہے
اور مزے بیخودی کے لوٹتا ہے

ناچتے ہین مگر نہ تال نہ سُر
بیہُدہ شور سے ہے مجلس پر

کوئی اک دوسرے پہ گرتا ہے
کوئی چکر لگا کے پھرتا ہے

جبہ و خرقہ ہو گیا پارا
گانٹھ ننگی ہے کچھ نہین پروا

انکے ہین ارد گرد حلقہ زنان — صف بصف حق و جوق پیر و جوان
دیکہیے رقص کی پہر انکے بہاے — امرد اور رنڈیان جیسے ہون دو چار
تہک گئے جبکہ خوب یہہ پرفن — کیا موقوف رقص مصلحۃً
پہر تو حاضر ہوا طعام کا خوان — قورمہ قلیہ چٹنی حلوا نان
خشک و تر میوے دل کو دین جو سرور — سیب نارنگی اور انار انگور
حرص نے کر دیا اونہین گمراہ — یاد اونکو رہی نہ بسم اللہ
ہے اسی فکر مین ہر اک مضطر — کہ مین کہالون شتابی سے بڑہکر
لقمہ جلدی مین کچہہ چبا نہ سکا — کام دانتون کا معدہ کو سونپا
لقمے گنتا ہے ایک - دوسرے کے — التف وا اگر ہت نکلے
تو ہے کرتا حریف کو لعنت — کہ ہے یہہ فعل ناقض سنت
توبہ کر ایسے فعل سے جلدی — نہیں اس سے خدا کبھی راضی
اک شقی نے زراہ مکر و دغل — ہے لگا رکہا کیسہ زیر بغل
جتنا ہے مین سمائے مال و منال — جانتا ہے یہہ اسکو اکل حلال
ایک کہتا ہے برملا یہہ کلام — کہ مجہے دیجے ایک قاب طعام
گہر مین لے جاؤنگا - جو کہائے گا — یہہ تبرک نجات پائے گا
غرض بعد اس کشاکش کے — پہر جمی فاتحہ لگے پڑہنے
مگر آواز کسطرح ہو بلند — پُر ہی معدہ سے نفس ہے بند
کیا عبادت ہو ایسے صوفی سے — کیا کرامت ہو ایسے صوفی سے
نہ کرامت گر کرے انکار — پہر کہو کیا کرے کہ ہے ناچار

انواع کرامات اقسام خوارق عادات

کرامات و خوارق اولیاء اللہ تعالی کے اقسام بیشمار ہین جس قسم کی ضرورت اونہین پیش آتی ہے اوسی قسم کی کرامت اللہ تعالے اونکے ہاتہ سے ظاہر کرتا ہے چونکہ ضرورتون کی کوئی حد نہین اسلئے اقسام

کرامات کی حد ہی معین نہین ہو سکتی مگر ہم بطریق تمثیل چند اقسام کا ذکر کرتے ہین چنانچہ **ضرورت کے وقت بوسیلہ طعام حاضر کرنا** جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند عبداللہ کو وصیت کی کہ اختلافات کے وقت غار ثور مین چلے جانا نہین صبح و شام کا کھانا بوسیلہ پہونچ جایا کریگا **ایضاً** حضرت شیخ فریدالدین عطار لکھتے ہین کہ حضرت حبیب عجمی نہایت تنگدست ہوگئے عورت نے سخت تقاضا کیا کہ جہان سے ہوسکے نفقہ لا کر دے فرمایا مین کہین اجرت کرنے جاتا ہون علی الصباح اٹھکر صومعہ مین چلے گئے اور تمام روز عبادت مین مشغول رہے شام کو ہاتھہ خالی چلے آئے بیوی نے پوچھا کیا لائے فرمایا کہ جسکا مین کام کرتا ہون وہ کریم ہے مین شرم کرتا ہون کہ اس سے مانگون موقع ہوگا تو خود دیدیگا۔ اسی طرح دس روز گذر گئے آپ سوچنے لگے کہ آج کیا جواب دونگا اودہر خدا نے کسی کے ہاتھہ ایک خروار آٹے کا اور ایک کے ہاتھہ بکرے کا گوشت اور ایک کے ہاتھہ گھی اور شہد اور ایک خوبصورت جوان کے ہاتھہ تیس لاکہہ روپیہ کی تھیلی بھیجی انہون نے حبیب کی عورت کو دیکر کہا کہ یہہ کارخانہ کے مالک نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ حبیب سے کہو کہ کام مین ترقی کرے ہم اوسکی اجرت بڑہا دینگے حبیب شرمندہ گھر مین آئے بیوی نے کہا تمہارا خداوندگار تو بہت بڑا کریم ہے اوسنے یہہ یہہ چیزین بھیجی ہین حبیب نے دل مین کہا کہ ایسے مالک کی خدمت مین ہمیشہ حاضر رہنا چاہیئے چنانچہ دنیا سے کلی منقطع ہوکر خلوت نشین ہوگئے **ایضاً** حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی مع بہت سے درویشون کے سات روز تک خانقاہ مین بھوکے رہے ساتوین روز غیب سے ایک شخص ایک خروار آرد اور ایک گوسفند لے آیا کہ یہہ صوفیون کی نذر ہے شیخ نے مریدون سے کہا کہ تم مین جو کوئی صوفی ہو لے لے میری طاقت نہین کہ تصوف کا دعوی کرون **استجابت دعا** ہم کہہ چکے ہین کہ حضرت امیرالمومنین علی کی دعا سے شخص نابینا بینا ہوگیا **ایضاً** حبیب عجمی کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ میرا بیٹا غائب ہوگیا ہے اور مین اوسکے فراق مین مبتلا ہون دعا کر کہ آجاوے فرمایا تیرے پاس کچھہ ہے کہا دو درم ہین آپنے اوس سے لیکر درویشون کو تقسیم کر دئیے اور دعا کی اور فرمایا جا تیرا بیٹا آگیا عورت ابھی گھر نہین پہونچی تھی کہ بیٹا نظر آگیا اوسنے حال پوچھا کہا مین کرمان مین تھا استاد نے مجھے بازار سودا لینے بھیجا ناگاہ ہوا نے مجھے اوڑا لائی مینے آواز سنی کہ ای ہوا اوسکو لیجا اور صدقہ دو درم کی برکت سے اسے اپنے گھر پہونچا دے **قطع مسافت بعیدہ در زمان اندک** مولانا جامی رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ مشائخ کہتے ہین کہ ایک شخص روز جمعہ بعد نماز کہ مین مدینہ مین تھا ناگاہ ایک عجمی کو دیکھا جسکا سر بہت بڑا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وداع کرکے باہر نکلا مین بھی اوسکے

پیچھے ہولیا مسجد ذوالحلیفہ میں آکر اوسنے نماز ادا کی اور تلبیہ کرکے نکل آیا میں بھی اوسکے پیچھے تھا اوسنے پیچھے پھر کر دیکھا اور پوچھا تو کیا چاہتا ہے مینے کہا کہ میں تیرے پیچھے چلنا چاہتا ہوں اوسنے پہلے تو منع کیا پھر کہا اس شرط سے تو چل سکتا ہے کہ ٹھیک میرے نشان قدم پر قدم رکھے مینے منظور کیا اوسنے غیر مشہور رستہ اختیار کیا کچھ بہت رات نہ گزری تھی کہ ایک چراغ روشن دکھائی دیا کہا یہہ مسجد عائشہ ہے ہم دونوں اندر گئے تین ہی سہ پہر صبح اوٹھکر میں حرم میں آیا اور طواف اور سعی کی پھر ابوبکر کتانی کے پاس آیا جہاں اور بہی مشائخ موجود تھے ابوبکر نے پوچھا کہاں سے اور کب آئے کہا مدینہ سے آیا ہوں پوچھا کب چلے تھے کہا کل تعجب کرکے کہا یہہ تیرا حال تو نہیں ہے کسکے ساتھ آیا تھا کہا فلان شخص کے ساتھ جسکا حلیہ یہہ ہے کہا بیشک وہ ابو جعفر دامغانی ہے اور اوسکے نزدیک یہہ کچھہ بڑی بات نہیں **اطلاع امور غائبہ** شیخ ابو الحسن خرقانی نے ایک روز رات کو کہا کہ آج رات فلان بیابان میں ڈاکا پڑا اور اتنے آدمی مجروح ہوئے تفتیش کرنے سے معلوم ہوا کہ جو کچھہ شیخ نے فرمایا تھا درست تھا تعجب یہہ ہے کہ جس شب آپنے اس واقعہ کی خبر دی اسی شب کسی شخص نے انکے بیٹے کا سر کاٹ کر آستانہ پر رکھہ گیا اور اونکو خبر نہوئی اونکی بیوی نے جو اونکی کرامات کی منکر تہی کہا کہ اس مکار بطال کو دیکھو کہ اتنے کوسوں کی خبر دیتا ہے اور گھر کی خبر نہیں کہ کیا ہو رہا ہے فرمایا سچ ہے او وقت پردہ اوٹھا ہوا تھا اور اسوقت تنا ہوا یہی حال ہر ایک نبی و ولی کا ہے

یکے پرسید زان گم کردہ فرزند	کہ ای روشن گہر پیر خرد مند
ز مصرش بوی پیراہن شنیدی	چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال ما برق جہان است	دمی پیدا و دیگر دم نہان است
گہی بر طارم اعلی نشینیم	گہی بر پشت پای خود نہ بینیم

اماتت احیا و احیاء اموات نفحات الانس میں ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح ایک روز لکھہ رہے تھے چڑیا نے چہت سے مٹی گرائی آپنے کاغذ جہاڑ دیا اسیطرح کئی دفعہ ہوا آخر آپنے غصہ بھری نگاہ سے قلم سے اشارہ کیا اوسیوقت اوسکا سر تن سے جدا ہو گیا **ایضاً** ایک بڑھیا اپنے بیٹے کو لیکر شیخ عبد القادر کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ یہہ میرا بیٹا آپسے بہت محبت کرتا ہے مینے اپنا حق اوسے بخشدیا آپ شاگرد فرما دیں شیخ نے قبول کر لیا چند روز کے بعد بوڑھیا اپنے بیٹے کی ملاقات کو آئی دیکھا کہ جو کی روٹی کہا رہا ہے اور نہایت زرد و لاغر ہو رہا ہے وہاں سے شیخ کی خدمت

مین آئی آپ مرغ کے کباب کہا رہے تہے کہنے لگی اے سید تو مرغ کے کباب کہائے اور میرا بیٹا جو کی روٹی
یہہ انصاف نہین آپنے مرغ کی ہڈیون پر ہاتہہ رکہا اور کہا اوٹہہ اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیون کو زندہ کرتا ہے
مرغ زندہ ہوگیا اور بولنے لگا پہر فرمایا جب تیرا بیٹا اس رتبہ کو پہونچ جائیگا تو اوسکو بہی مرغ کہانا جایز ہوگا
الحاصل جب خدا وند تعالے اپنے دوستون مین سے کسی ایک کو اپنی قدرت کاملہ وحکمت بالغہ کا مظہر ٹہیراتا ہے
تو وہ عالم مین جس قسم کا تصرف چاہتا ہے کرتا ہے مگر درحقیقت وہ تصرف ذات باری کا ہے بندہ بے اختیار
محض ہے پس جو شخص کسی متصرّف کے تصرّف مین شبہہ طلبکہ متصرف کے افعال و احوال صوفیان حقیقی کے
افعال و احوال کے خلاف نہون شبہہ یا انکار کرتا ہے وہ ذات باری کی قدرت کاملہ کا منکر ہے۔

رؤیا و منام

جب کسی شخص کو کوئی واقعہ خواب مین منکشف ہوتا ہے تو بعض لوگ اوسکی حقیقت سے صاف انکار کر دیتے
ہین اور کہہ دیتے ہین کہ خواب کا کیا اعتبار یہہ تو اکثر اضغاث و احلام کی قسم سے ہوتے ہین۔ یہہ منکران
خواب کی سراسر غلطی ہے اکثر انبیاء کرام و اولیاے عظام کو کئی امور خواب مین منکشف ہوئے ہین اور اونہون
نے اونکی حقیقت سے انکار نہین کیا بلکہ اوسکو وحی یا الہام سمجہکر اوسپر عمل کیا ہے پس خواب بہی وحی یا
القا و الہام کا ایک شعبہ ہے اس سے انکار کرنا وحی یا الہام سے انکار کرنا ہے مگر یہہ یاد رکہنا چاہیئے کہ
پیغمبرون کا خواب اگر اس قسم کا ہے کہ اونکو ایسے کام کا خواب مین امر ہوتا ہے جو پہلے اونکو وحی کے ذریعہ
طریق معہود پر نہین بتایا گیا تو اونکا وہ خواب بمنزلہ وحی کے ہوگا۔ اور جس فعل کا امر کیا گیا ہے اگر وہ اغراض
عامہ کے متعلق ہے تو جز و شریعت ہوگا جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو خواب مین قربانی
کرنے کا حکم ہونا۔ اگر کسی ذات واحد سے متعلق ہوگا تو رویاے صادقہ مین داخل ہوگا اور کسی واقعہ کی سچی
پیشین گوئی تصور کیا جائیگا جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا آفتاب و ماہتاب اور یازدہ ستارہ کو خواب
مین دیکہنا۔ اہل است کے خواب بہی دو قسم کے ہین صادق یا کاذب۔ اگر اوسکو کسی ایسے فعل کا امر ہوتا ہے جو
شریعت مین پہلے سے موجود نہین تو کاذب ہے کیونکہ یہہ شریعت مین بدعت ہے وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ
وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ہر ایک بدعت ضلالت ہے اور ہر ایک ضلالت کا نتیجہ دوزخ ہے اگر کسی واقعہ
کے متعلق ہے تو پیشین گوئی ہے خواہ اوسکا ظہور جلد ہو یا دیر مین کبہی اضغاث و احلام بہی ہوتا ہے مگر
بہرصورت یہہ یاد رکہنا چاہیئے کہ شیطان کبہی انبیا کی صورت سے متمثل نہین ہوسکتا کیونکہ اوسکو ہیبت

ہی نہیں۔ اب ہم مختصراً **خواب کی ماہیت** بیان کرتے ہیں واضح ہو کہ یہہ علم بہت بڑا اور وسیع ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کا معجزہ تھا اور ہم رتبہ بادشاہی کے ہے چنانچہ قرآن شریف مین حکایۃً عن یوسف علیہ السلام ہے **رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ** (اے رب تو نے مجھے کچھہ دی حکومت اور کچھہ پھیر باتون کا سکھایا) خواب کی ماہیت مین اہل مذہب اور فلاسفہ کے بہت اقوال ہین اہل مذہب کے نزدیک جیسا کہ مظاہر حق مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی سے منقول ہے خواب یہہ ہے کہ خداوند تعالے سوتے والے کے دل مین علوم و ادراکات پیدا کرتا ہے جیسے کہ جاگتے کے دل مین اور اللہ تعالی اسپر قادر ہے نہ بیداری اسکا باعث ہے اور نہ نیند اسکی مانع ہے اور سوتے کے دل مین ادراکات کا پیدا کرنا دوسرے امور کی علامت ہے جو فی الحال اور آیندہ پیش آنے والے ہین جنکو ہماری اصطلاح مین تعبیر کہتے ہین جیسا کہ ابر دلیل بارش کی ہے انتہی کلامہ فلاسفہ کے نزدیک نفس ناطقہ انسانی ادراک محسوسات کا بواسطہ حواس ظاہری و باطنی کے کرتا ہے اور مرکب ان کل قویٰ کا روح ہے اور جبتک روح متوجہ طرف ظاہر کے رہتی ہے اعضا مین حس و حرکت رہتی ہے اسی کا نام حالت بیداری ہے جب روح متوجہ طرف باطن کی ہوتی ہے تو حواس ظاہر معطل ہو جاتے ہین اسکا نام خواب ہے اور جب حواس ظاہری معطل ہو جاتے ہین تب نفس ناطقہ تعطل کے سبب سے روحانیات مین مل جاتا ہے اسرار غیب سے مطلع ہوتا ہے اور ان اطلاعات کو بذریعہ حس مشترک خیال کے سپرد کرتا ہے اوسوقت قوت متخیلہ اوسکی بعینہ حکایت کرتی ہے ایسا خواب محتاج تاویل نہین ہوتا مثلاً کبھی خواب مین دیکھتے ہین کہ فلان دوست یا عزیز جو سفر دور و دراز کو گیا تھا آگیا اور ویسی وزدہ آجاتا ہے۔ یا حکایت متخیلہ محتاج تاویل کی ہوتی ہے یہی دونون صورتین خواب اصلی کی ہین اور انبیا اور اولیا اور صلحا کے خواب بہی دو قسمون مین سے ہوتے ہین اسی کو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزا مین سے ایک جزو ہے اور نبوت کے جو چھیالیس جزو قرار دئے ہین اسمین لطیفہ یہہ ہے کہ مدت نبوت تئیس ۲۳ سال ہے از انجملہ چھہ ماہ تک بطریق رویا حالات منکشف ہوتے رہے اور ساڑھے بائیس سال تک بطریق وحی کے تئیس کو دو سے ضرب دین تو چھیالیس ہوتے ہین اور یہہ چھیالیس ششماہیان ہین پس رویا چھیالیس اجزا نبوت کا ایک جزو ہے۔ ان دو صورتون بالا کے علاوہ اور بہی صورتین ہین مثلاً کچھہ صورتین خیال مین خزانہ حس مشترک کا ہے مرتسم ہوئین اور بسبب اشتغال خاطر کے بیداری مین اوس سے غافل رہا ہو

خواب کے اوس پر منکشف ہوتین یا مزاج روح کا کسی خلط کے غلبہ کے سبب متغیر ہو گیا ہے تو اوسکو جہانتک اوسی قسم کی اشیا کا ہوتا ہے مثلاً آگ وغیرہ اشیا بسبب اشتعال حرارت کے ... اور سرما وغیرہ بسبب برودت کے اور باران و دریا بسبب رطوبت کے اور ہوا مین اڑنا بسبب یبوست کے خواب مین دکہائی دیتا ہے۔ یا اشیای ردیہ منجرہ کے کہانے سے بخارات متعددہ مرتفع ہوکر دماغ کو جلاتے ہین ... اشیا خیال کرتی ہے کہ ہاتہی پر یا گہوڑے پر یا شتر پر سوار ہے۔ یا جس وضع اور صورت کے ہمرا ہیوان ویسا ہی خواب نظر آتا ہے یا کسی شخص میں ... تمام کہ ہو تو اوہی مشاغل کا ... مشترک ہے ہوتا ہے۔ اس قسم کے خوابون کی تعبیر کچھہ نہین ہے یہ اضغاث احلام یعنی خواب پریشان ... کہلاتے ہین ...

صحت خواب کے یہ ہین کہ خواب دیکہنے والا صحیح المزاج ہو با وضو ... اور سوتے وقت سورہ والشمس واللیل اور سورہ والتین اور قل یا ایہا الکافرون ... اور یہہ پڑہے اللّٰہم انی اعوذ بک من شر الاحلام واستجیر بک من تلاعب الشیطان فی الیقظة والمنام ای مدمین تجہسے پناہ مانگتا ہون خوابون کی برائی سے اور پناہ مانگتا ہون مین تجہسے شیطان کے کہیلون سے بیداری اور خواب مین اور راست گو ہو حدیث مین آیا ہے اصدقکم رؤیا اصدقکم حدیثا جو سچ بہت بولتا ہے تم مین اوسی کا خواب بہت سچا ہے ... شاعر کا خواب اکثر غلط ہوتا ہے اور چاہیے کہ خواب کو معبر کے سامنے خلوت مین بیان کرے لا تقصص الرؤیا الا با لسر خواب پوشیدگی اور تنہائی مین بیان کرو اور دل وقت خواب کا کہنا بہتر ہے اور سچ اور ٹہیک بجنسہ عادہ خواب کا کرے حدیث مین بروایت ابن عباس آیا ہے من کذب فی الحلم کلف یوم القیٰمة عقد شعیرة جو شخص خواب مین جہوٹ بیان کرتا ہے حکم ہوگا اوسکو قیامت کے دن جو کے جوڑنے کا گرہ دیکر۔ مسلم مین عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من تحلم بحلم لم یرہ کلف ان یعقد بین شعیرتین ولن یفعل جو بے دیکہے خواب اپنی طرف سے بناکر بیان کرے اوسکو یہہ حکم ہوگا کہ وہ جو کو گرہ دیکر جوڑے اور یہہ ہو نہین سکیگا۔ اور معبر دوست خیر خواہ عاقل پرہیزگار ... راست گو ہو جہید کسیکا فاش نکرتا ہو اور اکثر تعبیر اول معتبر ہوتی ہے چنانچہ ایک عورت نے پیغمبر ... سے عرض کیا کہ مینے خواب دیکہا ہے کہ میرے لڑکی پیدا ہوئی اور ستون میرے مکان کا گر گیا آپ نے فرمایا کہ تیرے لڑکا ہوگا ...

شوہر سفر سے صحیح و سالم آجاویگا اور ویسا ہی ہوا۔ بعد مدت کے اسی عورت نے پھر یہی خواب دیکھا اور آنحضرت کے
پاس تعبیر پوچھنے گئی آپ کو نہ پایا ازواج مطہرات میں سے کسی کے روبرو بیان کیا اونہوں نے فرمایا کہ
تیرے لڑکی ہوگی اور تیرا شوہر مرجاویگا اسوقت وہ عورت چلی گئی دوبارہ پھر آکر حضرت سے بیان کیا
آپنے فرمایا کہ تعبیر وہی ہوتی ہے جو پہلے کہی جاتی ہے۔ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ازالۃ الاوہام میں
لکھتے ہیں کہ الہام اور کشف کے حجت اور دلیل ہونے کے قایل اگرچہ بعض خشک متکلمین و اصولی ہوں لیکن
ایسے تمام محدث اور صوفی جو معرفت کامل اور تفقہ تام کے رنگ سے رنگین ہوئے ہیں بذوق تمام قایل ہیں اور
اس بارے میں ہمارے دوست مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ا
جلد ۷ میں بہ بسط تمام بیان فرمایا ہے چنانچہ از انجملہ امام عبد الوہاب شعرانی کی کتاب میزان کبرے اور فتوحات
شیخ محی الدین کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ امام صاحب اپنی کتاب میزان کے صفحہ ۱۱ میں فرماتے ہیں کہ صاحب
کشف بمقام یقین میں مجتہدین کے مساوی ہوتا ہے اور کبھی بعض مجتہدین سے بڑھ جاتا ہے کیونکہ وہ اوسی
چشمہ سے چلو بھرتا ہے جس سے شریعت نکلتی ہے۔ پھر امام صاحب اسکے بعد یہہ بھی فرماتے ہیں کہ صاحب کشف ان
علوم کا محتاج نہیں جو مجتہدوں کے حق میں اونکی صحت اجتہاد کے لئے شرط ٹھیرائے گئے ہیں اور صاحب کشف
کا قول بعض علما کے نزدیک آیت و حدیث کی مانند ہے۔ پھر صفحہ ۳۳ میں فرماتے ہیں کہ بعض حدیثیں
محدثین کے نزدیک محل کلام ہوتی ہیں مگر اہل کشف کو اونکی صحت پر مطلع کیا جاتا ہے جیسا کہ اصحابی
کالنجوم کی حدیث محدثین کے نزدیک جرح سے خالی نہیں مگر اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔ پھر صفحہ ۴۲
میں فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جو کلام اہل کشف کو رد کرے نہ عقلی نہ نقلی نہ شرعی
کیونکہ کشف کی خود شریعت موید ہے۔ پھر صفحہ ۴۸ میں فرماتے ہیں کہ بہتیرے اولیاء اللہ سے مشتہر
ہوچکا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم ارواح میں بطور کشف ہم مجلس ہوئے اور اونکے
ہم عصروں نے انکے دعوے کو تسلیم کرلیا۔ پھر امام شعرانی صاحب نے ان لوگوں کے نام لئے ہیں
اونمیں سے ایک امام محدث جلال الدین سیوطی ہیں اور فرماتے ہیں کہ مینے ایک ورق جلال الدین سیوطی کا
دستخطی انکے صحبتی شیخ عبد القادر شاذلی کے پاس پایا جو کسی شخص کے نام خط تھا جسنے اون سے بادشاہ وقت
کے پاس سفارش کی درخواست کی تھی۔ امام صاحب نے اسکے جواب میں لکھا تھا کہ میں آنحضرت صلعم
کی خدمت میں بتصحیح احادیث کے لئے جنکو محدثین ضعیف کہتے ہیں حاضر ہوا کرتا ہوں چنانچہ اسوقت تک

بہت دفعہ حالت بیداری مین حاضر خدمت ہوچکا ہون اگر مجھے یہہ خوف نہوتا کہ مین بادشاہ وقت کے پاس جانے کے سبب اس حضوری سے رُک جاونگا تو قلعہ مین جاتا اور تمہاری سفارش کرتا۔

شیخ محی الدین بن عربی نے جو فتوحات مین اس بارہ مین لکھا ہے اسمین سے بطور خلاصہ یہہ مضمون ہے کہ اہل ولایت بذریعہ کشف آنحضرت صلعم سے احکام پوچھتے ہین اور ہمین سے جب کسیکو کسی واقعہ مین حدیث کی حاجت پڑتی ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوجاتا ہے پھر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتے ہین اور آنحضرت صلعم جبرائیل سے وہ مسئلہ جسکی ولی کو حاجت ہوتی ہے پوچھکر اوس ولی کو بتادیتے ہین یعنی ظلی طور پر وہ مسئلہ بنزول جبرائیل منکشف ہوجاتا ہے۔ پھر شیخ ابن عربی نے فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی تصحیح کرالیتے ہین بہتیری حدیثین ایسی ہین جو محدثین کے نزدیک صحیح ہین اور وہ ہمارے نزدیک صحیح نہین اور بہتیری حدیثین موضوع ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے بذریعہ کشف کے صحیح ہوجاتی ہین۔ اور فتوحات مکیہ مین ابن عربی صاحب نے یہہ بھی فرمایا ہے کہ اہل ذکر وخلوت پر وہ علوم لدنیہ کھلتے ہین جو اہل نظر واستدلال کو حاصل نہین ہوتے اور یہہ علوم لدنیہ اور اسرار ومعارف انبیا واولیا سے مخصوص ہین۔ اور جنید بغدادی سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے تیس سال اس درجہ مین رہکر یہہ رتبہ حاصل کیا ہے۔ اور ابو یزید بسطامی سے نقل کیا ہے کہ علماے ظاہر نے علم مُردون سے لیا ہے اور ہمنے زندہ سے جو خدای تعالی ہے پھر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے کلمات قدسیہ اس بارے مین بہت کچھ لکھے ہین تم کلامہ۔ اہل اسلام مین ایک خاص قسم کا خواب بھی ہے جسکو **استخارہ** کہتے ہین اور یہہ بذریعہ طبیعت کو خواب کی طرف متوجہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے یعنی چند ادعیہ مقررہ پڑہکر باوضو سوتے ہین اور یہ خیال بڑی مضبوطی سے قائم کرلیتے ہین کہ ضرور معلوم ہوجاویگا کہ فلان امر ہونے والا ہے یا نہین اور اوسمین خیر مضمر ہے یا شر مگر فے الواقع اسکو حقیقی خواب نہین کہہ سکتے بلکہ یہہ ایک قسم کا تفؤل ہے اور فال اور خواب مین بڑا فرق ہے

اب ہم چند **آیات واحادیث** نقل کرتے ہین جن سے ثابت ہو کہ خواب کی حقیقت سے انکار کرنا کتاب وسنت کے برخلاف ہے **حضرت ابراہیمؑ کا فرزند کو قربانی دینا** حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو تین شب متواتر خواب مین الہام ہوا کہ اپنے بیٹے کو قربانی دے بقرعید کا دن تہا حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیلؑ کو ساتھ لیکر منا کی طرف چلے اور مقام سعی مین پہونچے یعنی صفا اور مروہ کے درمیان قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡ

اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ
اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ کہا حضرت ابراہیم نے ای میرے بیٹے مین دیکھتا ہون برابر خواب مین کہ
مین تجھے ذبح کرتا ہون تو بھی دیکھہ کہ تیری اس باب مین کیا رائے ہے حضرت اسمعیل نے کہا ای میرے باپ
تو کر جو کچھہ تجھے حکم ہوا ہے اسواسطے کہ نبیا کا خواب بھی وحی ہے اور خدا نے چاہا تو تو مجھے اس کام مین صبر کرنیوالا
پائیگا۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ۚ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰاِبْرٰهِیْمُ ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا
كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۚ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ۚ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ پہر جبکہ ان
دونون نے خدا کے حکم کے سامنے گردن جھکا دی یعنی ابراہیم ع ذبح کرنے پر اور اسمعیل ع ذبح ہونے پر راضی ہو
اور گرایا اوسنے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل اسلئے کہ اسمعیل ع کی یہی وصیت تھی تاکہ انکہین چار ہونے پر محبت نہ
آجائے اور حکم الٰہی کی تعمیل مین تاخیر ہو اور پکارا ہمنے اسے ای ابراہیم بیشک سچ کیا تونے اپنا خواب بیشک ہم اسی
طرح جزا دیتے ہین نیک کام کرنے والون کو بیشک یہہ کام اوسکے واسطے آزمایش ہے کہلی ہوئی کہ اسکے سبب سے
مخلص او رغیر مین تمیز ہوتی ہے اور فدیہ دیا ہمنے اسمعیل کو بڑا مینڈہا۔ چونکہ یہہ خواب بمنزلہ وحی تہا اسلئے جو کچھہ
خواب مین مر ہوا تہا وہ جزو شریعت قرار پایا **حضرت یوسف** علیہ السلام نے گیارہ ستارے اور چاند
سورج کو خواب مین دیکہا کہ اونکو سجدہ کر رہے ہین چونکہ یہہ ایک الہام اور کشف تہا اور ایک آئندہ پیش آنیوالے
واقعہ کی سچی پیشین گوئی تہا یعنی خواب دیکہنے والا کسی زمانہ مین ایسا عالی جاہ ہوگا کہ مان باپ اور گیارہ بہائی
اوسے سجدہ کرینگے اس لئے یعقوب علیہ السلام نے فرمایا یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰٓی
اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا ای میرے پیارے فرزند اپنا خواب اپنے بہائیون کے سامنے مت
بیان کر کہ وہ تجھے گزند پہونچانے مین لگ جائینگے آخر یہہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ یہہ بہی واضح رہے کہ خواب مین جو
کسی واقعہ کی پیشین گوئی کیجاتی ہے اوسکے ظہور وقوع مین کبہی خواب دیکہنے والے و معبر دونون کا باطنی اثر
شامل ہوتا ہے جیسا کہ اسی چاند سورج اور گیارہ ستارون کے خواب مین ہوا اور کبہی تنہا معبر کا جیسا کہ
دو قیدیون نے جو یوسف علیہ السلام کے ساتھ زندان مین بہیجے گئے تہے خواب دیکہا ایک نے کہا مین دیکہتا
ہون کہ شراب نچوڑ رہا ہون دوسرے نے بیان کیا کہ مین دیکہتا ہون کہ میرے سر پر روٹیان ہین اور
پرندے اونہین کہا رہے ہین یوسف علیہ السلام نے پہلے سے فرمایا کہ تو اپنے بادشاہ کا ساقی اور مقرب بنیگا
دوسرے سے فرمایا کہ تو سولی دیا جائیگا اور پرندے تیرا گوشت نوچ نوچ کر کہائینگے اور ایسا ہی ہوا قُضِیَ

الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ ط وہ کام جسمین یہہ دونون فتوی مانگتے ہین اسی طرح قضا مین لکہا جاچکا ہے یہہ الفاظ حضرت یوسف علیہ السلام نے اون بد قسمت کی تسلی کے لئے فرمائے تہے جو سولی کی موت مرنے والا تہا۔ اسیطرح فرعون نے خواب مین دیکہا تہا کہ سات دبلی گائین سات فربہ گائیون کو کہا رہی ہین اور سات خشک بالین سات سبز بالون کو کہا رہی ہین۔ فرعون نے اپنے درباریون سے کہا کہ اسکی تعبیر ضرور بتانی چاہیے اونہون نے سنکر کہا یہہ تو اضغاث احلام ہین ہم انکی تعبیر نہین جانتے۔ جس شخص کو یوسف علیہ السلام نے فرمایا تہا کہ تو ساقی اور مقرب بادشاہ کا ہوگا اوسکو یوسف علیہ السلام یاد آگئے اوسنے عرض کیا کہ مجہے زندان مین بہیجیے مین یوسف سے تعبیر پوچہونگا چنانچہ اوسنے آکر کہا يُوسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَّأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يَابِسٰتٍ اى يوسف اى صديق ہمین اسکی تعبیر بتا کہ ہمارے بادشاہ نے خواب مین دیکہا ہے کہ سات دبلی گائین سات فربہ گائیون کو کہا رہی ہین اور سات خشک بالین سات سبز بالون کو کہا رہی ہین فرمایا سات سال تک اناج بکثرت پیدا ہوگا پہر سات سال نہایت خشکی کے ہونگے اور ایک بوند پانی کو لوگ ترسینگے اگر تم بلائے قحط سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو یہہ تدبیر کرو کہ پہلے سات سال کی پیداوار سے بقدر ضرورت کہاؤ اور باقی دانہ خوشون کے اندر رہنے دو تاکہ خراب نہو جاے اور ایام قحط مین اس ذخیرہ مین سے کہاؤ۔ یہہ واقعہ بہی بعینہ ویسا ہی ظہور مین آیا جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تہا۔ یہہ بہی واضح رہے کہ خواب مین جو واقعات دکہائی دیتے ہین کبہی انکی تعبیر بعینہ ویسی ہی ظہور مین آتی ہے جو معبر نے بیان کی ہو اور بیہ سر مو بہی خطا نہین ہوتی جیسا کہ رویاے مذکورہ بالا مین دکہایا گیا ہے یا جیسا کہ مشکوۃ کی اس حدیث شریف مین ہے وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَاَنَّا فِيْ دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ فَاُتِيْنَا بِرُطَبٍ مِّنْ رُّطَبِ ابْنِ طَابٍ فَاَوَّلْتُ اَنَّ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَنَّ دِيْنَنَا قَدْ طَابَ رواہ مسلم یعنی انس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک رات ہمنے خواب مین دیکہا کہ ہم عقبہ بن رافع کے گہر مین ہین ہمارے واسطے چہوہارے لاے جو ابن طاب کے چہوارون کی قسم سے تہے ہم مین نے اسکی یہہ تاویل کی کہ رفعت ہمارے لئے ہے دنیا اور عاقبت مین اور ہمارا دین بیشک سرتا کہ ہے وعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ اَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَاِذَا هُوَ مَا اُصِيْبَ مِنَ

الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ اُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ اُخْرٰى فَعَادَ اَحْسَنَ مَا كَانَ فَاِذَا هُوَ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ متفق علیہ ابو موسی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ مین اپنی تلوار ہلا رہا ہون اور تلوار کا سینہ شق ہو گیا ہے اسکی تعبیر جو تھی کہ مومنون کو جنگ احد مین تکلیف اوٹھانی پڑی پھر دوسری بار مین نے تلوار ہلائی تو وہ اصل حالت سے بھی بہتر ہو نکل آئی اسکی تعبیر یہی تھی کہ اللہ نے فتح مکہ نصیب کی اور جوق در جوق مسلمان جمع ہو گئے۔ کبھی معبر کا خیال قریب قریب اصلیت کے جا پہونچتا ہے جیسا کہ مشکوۃ شریف کی حدیث مین ہے قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اُهَاجِرُ مِنْ مَّكَّةَ اِلٰى اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِيْ اِلٰى اَنَّهَا الْيَمَامَةُ اَوْ هَجَرُ فَاِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ یعنی ابو موسی سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ مین مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کرتا ہون جسمین کھجورین ہین پس میرا وہم اسطرف گیا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر مگر آخر وہ مدینہ نکلا جسکو یثرب کہتے ہین چونکہ یہہ تینون مقام نخلستان تھے لہذا کچھہ تعجب نہین کہ دو کی طرف خیال رجوع ہوا اور ایک جو اصلی مقصود تھا خیال مین نہ آیا مگر اصل خواب کے سچا ہونے مین کچھہ کلام نہین صحابہ رضوان اللہ علیہم کو بھی بعض خواب اس قسم کے آئے ہین جو جزو شریعت بن گئے ہین چنانچہ مشکوۃ شریف کے باب الاذان مین ہے کہ جب صحابہ مین اس امر پر گفتگو ہوئی کہ نماز کے واسطے لوگون کو بلانے کا کونسا بہترین طریقہ اختیار کیا جاوے تو کسی نے ناقوس کو پسند کیا کسی نے طبل کسی نے قرنا وغیرہ مگر فیصلہ کسی بات پر نہوا اور بدستور حضرت بلال نمازیون کو بلانے جایا کرتے تھے یا خود لوگ ایک دوسرے کو بلا لیا کرتے تھے انہی دنون حضرت عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ نے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص ناقوس لیئے جا رہا ہے اونہون نے پوچھا کہ ای بندہ خدا کیا تو اس ناقوس کو بیچے گا اوسنے کہا تم اسے کیا کروگے فرمایا مین اس سے لوگون کو نماز کے واسطے بلایا کرونگا کہا مین اس سے بہت ہی بہتر طریقہ تمہین بتاتا ہون تم کہا کرو اللہ اکبر اللہ اکبر الی آخر الاذان حضرت عبد اللہ نے یہہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپنے فرمایا اِنَّهَا الرُّؤْيَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى یہہ خواب بیشک سچا ہے اگر خدا نے چاہا۔ پھر فرمایا یہہ کلمات تم بلال کو سکھاتے جاو وہ پکار کر کہتا جائیگا کیونکہ اوسکی آواز بلند ہے جب حضرت عمر بن الخطاب نے گھر مین یہہ اذان

سنی تو بہت جلد مسجد میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ وَالَّذِی بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَأَیْتُ مِثْلَ مَا اُرِیَ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے تجھے نبی برحق پیدا کیا کہ میں نے بھی ایسا ہی خواب میں دیکھا تھا جیسا کہ عبداللہ نے دیکھا یا گیا آپ نے فرمایا فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رواہ ابوداؤد والدارمی وابن ماجہ وقال الترمذی ھذا حدیث صحیح **اولیائے کرام و مشائخ عظام** کے خواب اگرچہ اس قسم کے نہیں کہ جزو شریعت بن سکیں کیونکہ شریعت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مکمل ہو چکی تھی مگر اس میں شک نہیں کہ جو کچھ وہ خواب میں دیکھتے ہیں وہ کشف یا الہام یا القائے ربانی ہوتا ہے۔ اب تمام چیدہ چیدہ اولیا کے خوارق عادات میں سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہم کرامات کے ذکر میں لکھ چکے ہیں کہ آپ نے اس رات جس کی صبح کو آپ قتل ہونے والے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا اے عثمان کل تم ہمارے پاس افطار کرو گے ابھی جنت میں داخل ہوئے سو ایسا ہی واقعہ ہوا **جنید بغدادی** کہتے ہیں کہ میرے پیر سری سقطی نے مجھے فرمایا کہ تو منبر پر وعظ کہا کر کہ لوگوں کو فائدہ ہو مگر میں اپنے تئیں اس کا مستحق خیال نہیں کرتا تھا ایک دن جمعہ کی شب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ تَکَلَّمْ عَلَی النَّاسِ لوگوں کو وعظ سنایا کر علی الصباح سری کے پاس گیا سری نے کہا کہ تم جب تک نہ سمجھے جب تک کہ اپنی بردست شہادت نہ لے لی **شیخ نجم الدین کبری** نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور التماس کیا کہ آپ میرے لئے کوئی کنیت تجویز فرمائیے ارشاد فرمایا ابو الجناب عرض کیا کہ نون مخففہ فرمایا نہیں مشددہ جب بیدار ہوئے تو اس کنیت کے معنی میں غور کر کے دل میں قرار دیا کہ مجھے دنیا سے تو اجتناب کرنا چاہیے چنانچہ بالآخر ایسا ہی ہوا کہ آپ ولایت میں فرید الدہر وحید العصر ہوئے **ابو جعفر صیدلانی** جو شیخ محی الدین ابن عربی کے استادوں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے دل پر ارادت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ صدر میں تشریف فرما ہیں اور مشائخ عظام ... آپ کے اردگرد ہیں آپ نے آسمان کی طرف دیکھا دفعۃً آسمان کے دروازے کھل گئے ہو فرشتے اترے جن کے ہاتھ میں سفید چمکتا آفتابہ اور طشت تھا سب کے ہاتھ دھلوائے میری نوبت آئی تو طشت اٹھا کر کہا یہ ان کی طائفہ میں سے نہیں میں نے کہا یا رسول اللہ میں اگرچہ انہیں سے نہیں مگر ان کا دوستدار ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ان کا دوست ہے وہ انہی میں سے ہے فرشتے طشت آگے لائے میرے ہاتھ دھوئے رسول خدا صلعم میری طرف دیکھتے تھے اور تبسم کرتے تھے **حجۃ الاسلام امام محمد**

غزالی رح فرماتے ہین کہ میرے حواس غایب ہو گئے اور ایسی حالت طاری ہو گئی کہ نہ اوسکو خواب کہہ سکتے ہین نہ بیداری ایسی حالت مین مین نے دیکھا کہ ایک بڑا وسیع میدان ہے اور بہت سے آدمی کھڑے ہین اور سب کے ہاتھ مین ایک ایک کتاب ہے اور سب ایک شخص کے روبرو حاضر ہوے ہین مین نے کسی سے پوچھا کہ یہہ کون لوگ ہین کہا یہہ مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس ہے اور یہہ لوگ ارباب مذاہب ہین اپنے اپنے عقاید کی کتابین پیش کرکے اونکی تصحیح کرا رہے ہین ایک شخص پیش ہوا کسی نے کہا یہہ ابو حنیفہ ہین ابو حنیفہ نے سلام کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور مرحبا کہا ابو حنیفہ نے اپنے مذہب و عقاید کی کتاب پڑھکر سنائی پھر ایک اور شخص پیش ہوا کسی نے کہا یہہ شافعی ہین یہہ ابو حنیفہ کے پہلو مین بیٹھ گئے اور اپنے مذہب و عقاید کی کتاب پڑھکر سنائی اسیطرح جمیع ارباب مذاہب اپنی اپنی کتابین سناتے رہے اور ایکدوسرے کے پہلو مین بیٹھتے گئے پھر ایک رفضی آیا اوسکے ہاتھ مین چند اجزاے غیر مجلد تھے یہہ بھی اس حلقہ مین آنا چاہتا تھا ناگاہ ایک شخص نے جو خدمت اقدس مین تہا وہ اجزا اوسکے ہاتھ سے چھین کر دور پھینک دیے اور اوسکو مجلس سے نکال دیا جب مینے دیکھا کہ سب طرف سے فراغت ہو چکی ہے تو مین آگے بڑہا اور اوس شخص کو اپنی کتاب دی کہ یہہ مین میرے اور مسلمانون کے معتقدات ہین اور اسکا نام قواعد العقاید ہے رسول خدا صلعم نے پڑہنے کا اذن دیا جب قاری اس مقام پر پہونچا کہ وَاللّٰهُ تَعَالَىٰ بَعَثَ النَّبِيَّ الْقُرَشِيَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى كَافَّةِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَالْجِنِّ وَالْإِنْسِ اللہ تعالے نے نبی قرشی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کافہ عرب و عجم و جن و انس کی طرف رسول بنا کر بھیجا آپکے چہرہ مبارک مین بشاشت و تبسم کا اثر نمودار ہوا جب نعت پڑہی گئی تو آپنے میری جانب التفات کی اور فرمایا کہان ہے غزالی عرض کیا مین ہون یا رسول اللہ اور مینے سلام کیا جواب دیکر دست مبارک میری طرف بڑہایا مین دست مبارک کو بوسہ دیتا اور اپنی پیشانی اور انکہون پر لگاتا رہا **سری سقطی** رح نے یوسف علیہ السلام کو خواب مین دیکھا اور کہا ای پیغمبر خدا حضرت رب العزت سے تجھے محبت ہے یہہ کمال ہے پھر یہہ عشق و محبت یوسفی کا شور کیون مچا رکھا ہے ندا آئی کہ ای سری اپنا دل سنبھال اور اوسیوقت جمال یوسفی اوسے دکھا گیا تیرہ دن تک برابر بیہوش پڑا رہا جب ہوش آیا تو پھر ندا آئی کہ یہہ اوس شخص کی سزا ہے جو ہماری درگاہ کے عاشقون کو ملامت کرتا ہے **یحیی معاذ رازی** رح ایک لاکھہ دینار کے قرضدار ہو گئے اور یہہ روپیہ غازیون حاجیون اور صوفیہ و علماء کے کام مین صرف کیا تہا قرضخواہون نے سخت تقاضا شروع کیا اسوجہ سے انکا دل متردد رہنے لگا ایک رات رسول اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین کہ ای یحیی تو پریشان خاطر نہو کہ تیری

پریشانی سے مجھے رنج ہونچا ہے خراسان مین جا اور ایک شخص سے ایک لاکھ دینے لے کہ اوسنے اسی
کام کے واسطے علیحدہ کر رکھا ہے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے اور کہان رہتا ہے فرمایا تو شہر شہر
وعظ کہتا جا تیرا کلام دلون کے شفا ہے وہ تجھے خود بخود ملجائیگا جسطرح مین تیرے خواب مین آیا ہون
اوسے بھی خواب مین تیرا پتا بتادونگا یحیی نیشاپور مین گئے اور اثنائے وعظ مین کہا ای نیشاپور کے
رہنے والو مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے یہان آیا ہون کہ کوئی ایک شخص میرا ایک لاکھ
دینار قرضہ ادا کردے ایک شخص نے کہا مین پچاس ہزار دیتا ہون دوسرے نے کہا چالیس ہزار مین دونگا
تیسرے نے کہا دس ہزار مین دونگا یحیی نے کہا مین ہرگز نہین لونگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
صرف شخص واحد کی طرف اشارہ کیا ہے پہر وعظ مین مشغول ہوئے مجلس سے سات جنازے اوٹھے پہر یحیی
بلخ مین گئے کئی روز تک وعظ کہتے رہے اور درویشی پر توانگری کو فضیلت دی کسی نے وہان اوسے ایک لاکھ
درم دیا اوسی نواح مین ایک شیخ تہا اوسکو یحیی کی یہہ بات کہ توانگری درویشی سے افضل ہے پسند
نہ آئی اوسنے دعا کی کہ خدا برکت نہ کرے جب یحیی بلخ سے نکلا راہزنون نے اوسکا مال لوٹ لیا یحیی نے
کہا کہ یہہ اوس پیر کی دعا کا اثر ہے پہر ہری مین گیا اور اپنے قرضہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
خواب مین آنے کا ذکر کیا مجلس مین امیر ہری کی بیٹی حاضر تہی اوسنے کہا ای امام قرضہ کا فکر نہ کر جس رات
تجھے رسول اللہ صلعم خواب مین نظر آئے تہے مینے بھی آپ کی زیارت کی تہی اور عرض کیا تہا کہ یا رسول اللہ
مین اوسکے پاس جاؤن فرمایا نہین وہ آپ ہی آویگا پہر لڑکی نے کہا کہ میرے پاس ایک لاکھ دینار کا مال ہے
مینے سب تیرے لئے وقف کردیا مگر میری حاجت یہہ ہے کہ چار روز اور توقف کرے اور وعظ کہہ اوسنے قبول کیا پہلے
روز مجلس سے دس جنازے اوٹھے دوسرے دن پچیس تیسرے دن چالیس چوتہے روز ستر پانچوین روز ہری سے وداع
ہوئے مال کے سات اونٹ لدے ہوئے تہے یحیی کا بیٹا اس مال کے ساتھ تہا اسنے دل مین سوچا کہ شہر مین جاکر
یہہ مال قرضخواہون کو دیدیگا اور باقی درویشون کو تقسیم کردیگا اور ہم محروم رہ جائینگے صبح کے وقت یحیی
مناجات مین مشغول تہا ایک پتہر اوسکے سر مین دے مارا جس سے وہ جان بحق ہوگیا اور وصیت کی کہ سب سے
پہلے قرضہ ادا کردو **یوسف بن الحسین** نہایت حسین و صاحب جمال تہے امیر عرب کی لڑکی اونپر عاشق
ہوگئی وہ اوس سے خواستگار وصال ہوئی شیخ وہان سے بہاگ گئے۔ رات کو خواب مین دیکہا کہ ایک نہایت
پر فضا مقام ہے اور سبز پوشون کی ایک جماعت مین ایک شخص تخت پر بیٹھا ہے اون سے پوچہا کہ تم کون ہو

جواب دیا کہ ہم فرشتے ہین اور یہہ تخت پر پیغمبر یوسف علیہ السلام ہین یوسف بن الحسین کی زیارت کو لئے آئے ہین یوسف روئے اور کہا مین کس لایق ہون کہ ایک پیغمبر خدا میری زیارت کے لئے آئے اسی اثنا مین یوسف علیہ السلام تخت سے اُترے اور مجھے سینہ سے لگایا اور اپنے برابر تخت پر بٹھا یا مینے عرض کیا کہ یا نبی اللہ میری کیا حیثیت تہی کہ آپنے اسقدر لطف فرمایا آپنے فرمایا کہ جسوقت بادشاہ عرب کی لڑکی تیرے پاس آئی اور تو بہاگ کر خدا کی پناہ مین آیا اوسوقت مجھے اور فرشتون کو خدا نے تیری صورت دکہائی اور مجھے تیری زیارت کے لئے بہیجا ایک بزرگ نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا جنید آپکی خدمت مین موجود تہے ایک شخص استفتا لیکر آیا آپنے فرمایا جنید کو دو وہ جواب دیگا عرض کیا کہ جب آپ موجود ہین تو جنید کی کیا حاجت ہے فرمایا جسقدر تمام انبیا کو اپنی امت پر مباہات ہے مین تنہا جنید پر افتخار کرتا ہون یہہ بہی واضح رہے کہ جب کبہی انبیا خواب مین نظر آتے ہین یا بطور کشف و الہام کے دکہائی دیتے ہین فی الحقیقت وہی کا وجود صوری یا معنوی ہوتا ہے اُسمین کوئی دہوکا یا فریب نہین ہوتا اور نہ شیطان وغیرہ کا التباس ہوتا ہے اس باب مین چند احادیث نبوی وارد ہوئی ہین چنانچہ مشکوۃ شریف مین ہے وَعَنْ اَبِی ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ متفق علیہ فرمایا رسول اللہ نے جسنے مجھے خواب مین دیکہا بیشک مجہہ دیکہا کیونکہ شیطان میری صورت سے متمثل نہین ہوسکتا وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ متفق علیہ جسنے مجھے خواب مین دیکہا بیشک مجھے دیکہا صوفیای کرام اس حدیث کو وحدت وجود کے باب مین سند لیتے ہین اور یہہ معنی لگاتے ہین کہ جسنے مجھے دیکہا حق سبحانہ و تعالی کو دیکہا وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ متفق علیہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جسنے مجھے خواب مین دیکہا وہ عنقریب مجھے بیداری مین دیکھے گا اور شیطان میری صورت مین نہین آسکتا اسیطرح شیطان اولیا اللہ پر بہی قابو نہین پاسکتا حضرت شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہین کہ جنید فرماتے ہین کہ مدت سے میری آرزو تہی کہ شیطان کو دیکہون ایک دن مین مسجد کے دروازہ پر تہا ایک پیر مرد میرے پاس آیا مجھے اوس سے وحشت سی پیدا ہوئی مینے پوچہا تو کون ہے جواب دیا مین تیری آرزو ہون یعنی ابلیس مینے پوچہا ای ملعون کیا سبب کہ تو نے آدم کو سجدہ نہ کیا

جواب دیا کہ ای جنید کیا تیرا دل گواہی دیتا ہے کہ مین غیر کو سجدہ کرون جنید فرماتے ہین کہ مین اوس سکے اس جواب سے حیران ہو گیا اوسیوقت غیب سے آواز آئی کہ اس سے کہہ کہ تو جھوٹا ہے اگر بندہ ہوتا تو حکم سے سرتابی نکرتا یہ سنکر بولا ای جنید خدا کی قسم تونے مجھے جلا دیا پہر وہ غایب ہو گیا **نیز جنید نے** ایکروز ابلیس کو دیکھا کہ برہنہ ہے اور لوگون کی گردنون پر چڑھکر ناچ رہا ہے کہا ای ملعون ان لوگون سے شرم نہین کرتا جواب دیا کہ یہہ آدمی نہین ہین کہ انسے شرم کرون آدمی وہ ہین جو مسجد شونیزیہ مین بیٹھے ہین اور جنہون نے میرا جگر کباب کیا ہے کہا ہے جب جنید مسجد شونیزیہ مین گئے تو ابو حمزہ خراسانی کو دیکھا کہ سر نیچا کئے بیٹھے ہین جنید کو دیکھکر بولے ای جنید وہ دروغ گو ہے اولیاء اللہ کا رتبہ بس بلند ہے ملعون انکے حال سے واقف نہین ہو سکتا **مولینا جامی** قدس سرہ السامی فرماتے ہین کہ اولیاء اللہ مین سے ایک شخص نے ابلیس کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ شیخ ابو مدین مغربی کے ساتھ تیرا معاملہ کیا ہے کہا اگر مین کچھہ وسواس اوسکے دل مین ڈالنا چاہون تو میری مثال بعینہ ویسی ہی ہے کہ کوئی شخص سمندر مین بول کرے اور اوس سے پوچھین کہ ایسا کیون کرتا ہے تو وہ جواب دے کہ سمندر کو پلید کرنے کے واسطے یعنی اس شخص سے بڑھکر کوئی بیوقوف نہین **الحاصل** جسطرح ابلیس انبیا کی صورت سے متمثل نہین ہو سکتا اسیطرح اولیاء اللہ کی صورت مین بھی نہین آسکتا پس جب یہہ نفوس قدسیہ خواب مین نظر آوین تو یقین کر لینا چاہئیے کہ خود وہی ہین کوئی اور نہین خصوصاً جبکہ وہ اعمال حسنہ ادا کرتے دیکھے جائین مثلاً نماز پڑھتے ہون یا قرآن مجید اور درود شریف کی تلاوت کرتے ہون۔

نکات چند در بیان معنی کُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ و نیز معنی اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ و بیان حقیقت انسان

وہ بھی تھا اک زمانہ ای معقول ہے زمانہ بھی جسکو کہنا فضول
آسمان اور زمین کچھہ بھی نہ تھا ماہ و خور کا نہ تھا وجود صلاء
حور و غلمان و دوزخ اور جنت تھے نہ رکھتے وجود کا خلعت
کوہ و صحرا نہ دشت اور بازار نہ سمندر نہ بحر نے جیحون
جن و ابلیس اور نہ آدم زاد نہ تھے حیوان نبات اور جماد

الغرض کچہ نہ تہا کہین موجود	غیر ذات خدا تہے سب نابود
آئینہ تہا وہ آپ ہی اپنا	خود ہی آئینہ پر تہا متجلے
بیچگون بے مثال تہا بیچون	نہ کوئی شبہہ تہا نہ کوئی نمون
نہ کوئی رنگ تہا نہ بے رنگی	نہ فضا تہی نہ کوئی تہی تنگی
تہا نہ مدرک کوئی نہ تہا ادراک	تہے ممیز نہ وہان پلید اور پاک
رسم تہی کوئی اور نہ کوئی اسم	روح ہی تہی کوئی نہ کوئی جسم
تہا نہ کوئی بہی عابد و معبود	کوئی ساجد نہ تہا نہ تہا مسجود
کچہہ نہ معلوم تہا نہ کچہ مجہول	کوئی مرسل الیہ تہا نہ رسول
یہہ جو ہین کائنات کے جلوے	مختفی اور بطون علم مین تہے
نہ کوئی نعت تہی عیان نہ صفت	نہ کوئی اصطلاح تہی نہ لغت
الغرض جسکا کچہہ ہے نام نشان	اوسکی ہستی کا تہا نہ نام و نشان
ہوا ناگہ ارادۂ ازلی	کہ خفی کو پنہاوے لبس جلی
ہووے اظہار کنت کنزا کا	دور ہو جاوے پردہ مخزن کا
پس بوفق ارادۂ ازلی	ذات پر اپنی خود تجلی کی
تاکہ ہو معرفت کا حق ادا	بندگی اور خدائی کا ہو راز فشا
یہہ تجلی جو سب سے اول تہی	نہ مفصل تہی بلکہ مجمل تہی
ہوئی اسمین نہ امتیاز صفات	علم ہی مین تہی ساری موجودات
ہے بہ نزدیک صوفی اکمل	یہہ تجلی تجلی اول
اور یہی ہے تعین اول	مرتبہ دوسرا بہی اہی اکمل
اور حقیقت محمدی بہی اسے	کہتے ہین خوب غور سے سنئے
وحدت و نیز برزخ کبرے	رکہتے ہین نام اس تجلی کا
پہر تجلی کی اوسنے دوسری بہی	تہی مگر یہہ تجلی تفصیلی
ہو گیا امتیاز ہر اک کا	ہوا ہر عین دوسرے سے جدا

ہے بنزدیک صوفیان کرام
انکا اعیان ثابتہ بہی نام

اسکو کہئے تجلی دومی
ہے یہی دوسرا تعین ہی

واحدیت حقیقتِ انسان
رتبہ پہلے سے تیسرا تو جان

ہوا ان تجلیون سے ظہور
کیونکہ تینین ہیہ بطون مین مستور

یہہ تجلی اول و ثانی
گرچہ اک دوسرے کے بعد ہوئی

پر پس و پیش یہہ نہین اصلی
بلکہ ہے ایک فرضی و عقلی

پس و پیش زمانی کا یکسر
ذات مطلق مین کچہہ نہین ہی اثر

یہہ مراتب جو تینہا ہین سارے
ہین تعلق بطون سے رکہتے

پہر تجلی کی تیسری اوسنے
ہوا ارواح کا ظہور اوس سے

ہے یہہ عالم مجرد اور بسیط
ذاتون پر اور مثالون پر ہے محیط

اسی عالم سے ہوتی ہے یعنی
ابتدائے مراتبِ کونی

مقترن با حقایقِ ارواح
ہوکے حق نے کیا ہی یہہ ایضاح

یعنی اوس نور نے جو ہے مبدا
عالمِ روح مین ظہور کیا +

یہی ای واقفِ فنا و بقا
مرتبہ ہے ظہور کا پہلا ؛

اور تجلی تعینِ سومی
ہے اسی مرتبہ کا نام اخی

پہر تجلی کی اوسنے ای ماہر
ہوا عالم مثال کا ظاہر

ہوئین اشیائے کونیہ پیدا
ہین مرکب لطیف یہہ اشیا

نہین انہین تجزی و تبعیض
نہین ہین یہہ طویل اور عریض

خرق او التیام سے ہین پاک
فہم سے قاصر انکے ہے ادراک

یہہ بہی جلوہ اوسی کے نور کا ہے
مرتبہ دوسرا ظہور کا ہے

چارمی ہے تجلی نام اسکا
اور تعین بہی ہے یہی چوتہا

یہہ بہی واقع مین نور ہے حق کا
مقترن روح سے وہ جبکہ ہوا

ہوگیا ہے یہہ نور بے شبہت
متمثل مثال کی صورت

جلوہ گر پہر ہوا وہ ای علام
ہوئین اشیاے کونین پیدا
پاک تبعیض اور تجزی سے
خرق اور التیام ہے انکو
یہہ ہی جلوہ اوسکے نورکا
اور تجلی ہے تعین پنجم
جبکہ وہ نور کبریائی کا
ہوا اوس سے یہہ عالم اجسام
اور یہہ عرش سے ہی فرش تلک
اسمین شامل ہین سب جماد و نبات
شامل اسمین نہین ولیک انسان
پہر تجلی پائی اورایک اوس نے
ہے یہہ رتبہ ظہور کا چوتہا
یہہ ہی ہے نور سربسر حق کا
اختیار اوسنے کرلی یہہ صورت
سب مراتب کے جو ہی اکوانی
سبکا جامع ہے حضرت انسان
سب مراتب مین ہے اوسکا ظہور
اصل پر یہہ اگر ہنو مایل
جسقدر ہین ہوئی تجلیات
جلد ہی یا دیر اسمین ہے فرضی
کیا چہہ دن مین حق نے یہہ سب کام
بلکہ تہا ایک امر کن فیکون

ہوا جس سے یہہ عالم اجسام
ہین مرکب کثیف یہہ اشیا
نہین انکا وجود ہے [illegible]
نہ ہمیشہ تمام [illegible]
مرتبہ تیسرا ظہور [illegible]
ہے یہی [illegible] [illegible]
منقسم اعیان ثابتہ سے ہوا
جوکہ محسوس ہے بوجہ [illegible]
یعنی ہے [illegible]
بارش و باد اور حیوانات
ہے جو ہر ایک [illegible]
ہوا انسان کا ظہور اس سے
اور تعین چہٹا چہٹا جلوا
منقسم اعیان ثابتہ سے ہوا
ہوا اسیطرح یہہ اشرف الخلقۃ
یعنی نورانی اور جسمانی
ہے یہی مظہر تمام اکوان
رفتہ رفتہ ہوا ہے اصل سے دور
اس سے بڑہکر نہین کوئی جاہل
پہر اظہار کون و موجودات
نہ بوفق طریق عیسائی
ساتوین روز لے لیا آرام
ہے ہماری سمجہ سے جو بیرون

نہین اوسکے لئے کسلمندی ۔ اور نہ آرام کی ہے پابندی

حضرت داؤد علیہ السلام نے مناجات مین حضرت حق سبحانہ وتعالی سے سوال کیا کہ ای پروردگار یہہ خلقت کسلیے پیدا کی جواب پایا کہ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ۔ داؤد علیہ السلام کے سوال کا یہہ مطلب تہا کہ ای پروردگار تیری ذات افتقار ونیاز سے مبرا ہے کسی کی اطاعت وبندگی کی تجہے حاجت نہین اور نہ کسی کے طغیان و نافرمانی کی پروا ہے پہر کیا وجہ تہی کہ یہہ خلقت پیدا کی خلقت اس راز سے ناواقف ہے ارشاد ہوا کہ ای داؤد مین ایک گنج مخفی تہا اوس گنج سے کوئی آشنا نہ تہا خود بخود اس گنج کے جواہرات کو پرکہتا تہا کوئی مظہر نہ تہا جسپر ظہور کرتا کوئی صراف نہ تہا جو ان جواہرات کی قدر جانتا میرا ارادہ ہوا کہ مین کوئی صراف پیدا کرون جو ان جواہرات کو پہچانے پرکہے شناسا پیدا کئے تاکہ تجلیات حسن جلوہ کرین اور عشق و عاشقی کا بازار گرم ہو جہان جہان بہت ہی حسن جلوہ کرے عشاق فریفتہ ہوکر اوسپر جان قربان کرین شمع حسن کا بازار گرم کرے اور پروانہ اوسپہ جان نثار ہو۔ گنج سے مراد ذات واحد مطلق ہے اور جواہرات سے مراد اسما وصفات ہین یہہ اسما وصفات ذات مین مختفی تہے جو موجودات کے ظہور سے ظہور مین آئے مگر یہہ اختفا بطور حلول و اتحاد نہ تہا کیونکہ حلول کے واسطے ظرف و مظروف لازم ہے جیسے شیر و شکر۔ شکر شیر مین حل ہو جاتی ہے تو شکر کو مظروف اور شیر کو ظرف کہتے ہین اسیطرح اتحاد کے واسطے بہی تعدد لازم ہے جیسے مقوی کہ متعدد دواؤن کے ملانے سے بنتا ہے۔ ذات مطلق ان دونون نقصون سے مبرا ہے۔ الفاظ مختفی مکتوم مستور وغیرہ جو صوفیہ کرام کے کلام مین پائے جاتے ہین اپنے حقیقی معنون پر محمول نہین بلکہ صرف افہام و تفہیم کے واسطے استعمال کئے جاتے ہین بدون ایسے الفاظ کے چارہ نہین جامی

این قاعدہ یاد دار کانجا کہ خداست ۔ نے جزو نہ کل نہ ظرف نے مظروف است

پہر ذات کبریائی نے اپنی ہی ذات پر ایک جلوہ کیا یہہ تجلی مجمل تہی اسکا نام صوفیہ کرام کی اصطلاح مین تجلی اول تعین اول حقیقت محمدی برزخ کبرٰی وحدت مرتبہ دوسرا ہے چونکہ یہہ تجلی مجمل تہی اسلیے تمام موجودات پیدا تو ہوگئی مگر صفات کا امتیاز نہ خارجاً ہوا اور نہ علماً سب بالذات متحد اور ایک دوسرے کے ضمن مین مدغم تہے ایک دوسرے مین کسی قسم کا فرق نہ تہا اور نہ اوسپر کوئی حکم لگا سکتے تہے پہر ذات مطلق نے دوسری تجلی کی اس تجلی کا نام تجلی ثانی تعین ثانی واحدیت حقیقت انسانی

مرتبہ ثالث اعیان ثابتہ ہے۔ چونکہ یہہ تجلی تجلی اول کی نسبت کسیقدر تفصیلی تہی اسلئے حقایق جو پہلے پنہانی جو تعین اول مین ظہور پزیر ہوئے تہے ایک دوسرے سے ممتاز ہو گئے مگر یہہ اشیا صرف علمی نہ خارجی تہی تاہم فی الجملہ ممکن اور واجب اور امکان و وجوب مین تمیز ہو گئی ہیہ۔ دونون تعین چونکہ باطن مین مستور تہے خارج مین انکا کوئی وجود نہ تہا اسلئے ان دونون کو مراتب وجوبی کہتے ہین پہر ذات مطلق نے تیسری تجلی کی اسکو ظہور کا پہلا مرتبہ تجلی ثالث تعین ثالث کہتے ہین اسی تعین سے دائرہ کونی آغاز ہوتے ہین اس تجلی سے عالم عقول و نفوس جو مجرد و بسیط ہین ظاہر ہوئے۔ پہر ذات مطلق نے چوتہی تجلی کی جسکو ظہور کا دوسرا مرتبہ تجلی چہارم تعین چہارم اور عالم مثال کہتے ہین کیونکہ اسکا ظہور تجلیات اولیہ کے بالکل مطابق ہے اسمین ایسی اشیا کونیہ پیدا ہوئین جو مرکب اور لطیف ہین انمین تجزی و تبعیض اور خرق و التیام نہین پہر اوسنے ایک اور تجلی کی جسکو ظہور کا تیسرا مرتبہ اور تجلی اور تعین پنجم کہتے ہین اس سے عالم اجسام پیدا ہوئے جو مرکب اور کثیف ہین اور تبعیض و تجزی اور خرق و التیام کو قبول کرتے ہین وہ عالم میر زمین آسمان جمادات نباتات حیوانات و دیگر اشیا جو حواس سے محسوس ہو سکتی ہین شامل ہین پہر اوسنے ایک اور تجلی کی جسکو ظہور کا مرتبہ چہارم تہا چہٹی تجلی تعین چہٹا کہتے ہین اسمین حضرت انسان کا جو اصل مقصود پیدایش کا تہا اور یہی معرفت حق تعالی کا بوجہ اوٹہا سکتا تہا یہی حق کا مظہر ہے اور تمام مراتب جو امور الوانی اور نورانی و جسمانی کا جامع ہے سب مراتب مین اسی کا ظہور ہے یہہ بہی واضح رہے کہ ان تجلیات ستہ مذکورہ بالا مین جو تقدیم و تاخیر وقوع مین آئی ہے زمانی نہین تہی کہ ایک دن اوسنے ایک کام کیا دوسرے روز دوسرا اور تیسرے روز تیسرا۔ یہہ مذہب عیسائیون کا ہے جو اس بات کے قایل ہین کہ خدا نے چہہ روز مین نوبت بنوبت آفرینش پیدا کی اور ساتوین روز جو یوم السبت تہا آرام کیا تعالی شانہ عن ذلک علوا کبیرا خدا کی ذات ماندگی اور آرام سے مبرا ہے بلکہ یہہ تقدم و تاخر ذاتی و عقلی تہا اوسکی ذات مطلق جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتی ہے تو اوسکو حکم دیتی ہے کہ تو موجود ہو جا وہ شے فورا موجود ہو جاتی ہے اِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ یہہ بہی یاد رکہنا چاہئے کہ یہہ عقیدہ بہی سراسر باطل اور فاسد ہے کہ قادر مطلق کو تجلیات مذکورہ بالا کے مطابق جو کچہہ پیدا کرنا منظور تہا وہ کر چکا اور اب پیدایش کے کام سے فارغ ہو چکا ہے موجودات کا ذخیرہ جمع کرکے بیٹہ رہا ہے جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اوسی ذخیرہ مین سے عالم کون مین بہیجتا ہے

اس عقیدہ سے اوسکا تعطل لازم آتا ہے یہہ عقیدہ بہی باطل ہے کہ اوسنے ارواح ایکدفعہ پیدا کر رکھے ہین
جب ایک جسم فنا ہو جاتا ہے تو اوسکی روح کسی اور جسم مین ڈالدیتا ہے اس صورت مین تناسخ لازم آتا
ہے جو اوسکی قدرت کاملہ کے منافی ہے بلکہ اعیان ثابتہ مین جو صورتین ظہور مین آئی تہین اونہی کے مطابق
جسقدر جسکی استعداد و قابلیت ہوتی ہے اوسی کے موافق وقتاً فوقتاً اونہین خلعت وجود پہناتا ہے
یہہ فعل اوسکا صرف امر کن فیکون سے تعلق رکہتا ہے پس ہمین معلوم نہین کہ اوسکے علم قدیم مین
کسقدر صورتین ہین جو پیدا ہو کر فنا ہو چکی ہین اور آیندہ کسقدر ہونگی اور کبتک یہہ فنا و بقا کا سلسلہ
جاری رہیگا ہمین صرف یہی اعتقاد رکہنا چاہئے کہ جو کچہہ ظہور مین آرہا ہے وہی ذات مطلق جلوہ
ہے کعبہ بہی وہی ہے کنشت بہی وہی بتخانہ بہی وہی ہے مسجد بہی وہی کوئی غیر نہین **جامی**

در کون و مکان نیست عیان جز یک نور — ظاہر شدہ آن نور بانواع ظہور
حق نور و تنوع ظہورش عالم — توحید ہمین است دگر وہم و غرور

در معنی انسان کہ جامع جمیع مراتب وجوبی و کونی است

ظاہر مین انسان کی یہہ تعریف ہے کہ وہ ایک حیوان ہے جو اپنے ارادہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جا
سکتا ہے اپنے پاؤن کے بل سیدہا کہڑا ہو سکتا ہے اوسکے چہرہ پر بال نہین اوسکے ناخن چوڑے ہین
اس تعریف مین کئی اور حیوان بہی اوسکے ساتہہ شریک ہین اگر فقط اسی انسان کو جو چند سباع و وحشیا
کا مشترک مجموعہ ہے انسان کہا جاوے تو اسکی تعریف وہی ہے جو اللہ جل شانہ نے فرمائی ہے
اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط وہ مثل چارپایون کے ہین بلکہ ان سے بہی زیادہ تر گمراہ
ہین ہم ایسے انسان کا ذکر کرنا چاہتے ہین جو جمیع مراتب وجوبی و کونی کا جامع ہے اور بحکم اِنِّیْ جَاعِلٌ
فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط زمین مین معروف حقیقی کا خلیفہ ہے نامہ آئینہ جمال بادشاہی
انسان مراتب ظہور مین مفاتیح غیب کا مظہر ہے کیونکہ سمیع بصیر متکلم قادر وغیرہ سب ذات باری کے
اسم اعظم ہین و اونہی اسما سے ہویت حق کے خواص جو ہمارے عقول و ادراکات سے پنہان و غائب
ہین ہمپر آشکارا ہوئے ہوتے ہین اسیواسطے ان اسما کو مفاتیح غیب کہتے ہین ان اسما کا ظہور بجز
سمع و بصر و زبان و دست محال ہے اور فقط انسان کو کیا بلحاظ ظاہر اور کیا بلحاظ باطن یہہ جوارح

عطا ہوئے ہیں اسیواسطے اوسکی شان میں وارد ہوا ہے کُنْتُ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ فَبِیْ یَسْمَعُ
وَبِیْ یُبْصِرُ یعنی میں خود اوسکی سمع و بصر ہوا وہ میرے ساتھہ سنتا اور میرے ساتھہ دیکھتا ہے پر
حضرت انسان جو جامع جلال و جمال ہے اسی برزخ میں ظہور کرسکتا ہے اور سوا انسان کے جو نہایت
عظیم الشان عالی قدر ہے خلافت کبریٰ کا مستحق نہیں ہوسکتا اور یہہ خلافت جو کونین کی قوم
کا اصل ہے [illegible] ہوئی ہے تمام مراتب کی نہایت اور جمیع مقامات کی نہایت اور [illegible] انوار ذات اور
آثار صفات ہیں انسان بمنزلہ آب صاف و شفاف ہے جس میں صفات و ذات بلا انعکاس ظہور کرتی ہیں
یہہ عکس فی الواقع عکس نہیں ہے بلکہ خود ذات مطلق جلوہ گر ہے اگر ذات مطلق نہوتا تو کیونکر
ملائکہ کو اوسکے سجدہ کرنیکا ارشاد ہوتا یا وہ احمد مرسل کے حق میں ارشاد فرماتا کہ وَمَا رَمَیْتَ
اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (مشت خاک تو نے نہیں پھینکی بلکہ خدا نے پھینکی ہے)۔

انسان کی دو حالتیں ہیں

ایک ظاہری دوسری باطنی ظاہری جسے ایک آدمی دیکھکر
ایک شخص فوراً تمیز کرکے حکم لگا سکتا ہے کہ یہہ وہی شخص ہے جسکی تعریف بیان ہوا ہے ظاہری
صورت جسم ہے انسان کی شناخت ہوتی ہے داڑہی مونچھیں کان آنکھہ ناک قد قامت وغیرہ ہیئت
کذائی ہے مگر یہہ ہیئت کذائی اوس تیرہ سترگ یعنی معرفت ایزد سبحانہ وتعالیٰ کے لایق نہیں جسکے واسطے
وہ پیدا کیا گیا ہے جو معرفت کا بار اوٹھا سکتا ہے وہ صرف باطن ہے اسکا ظاہر ایک مشت خاک ہے
باطن سراپا نور ظاہر ایک پتھر ہے اور باطن گوہر ظاہر گلخن ہے اور باطن گلستان ہے یہی باطن ہے جسکی
شناخت سے عرفان حق حاصل ہوتا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ (جسنے اپنے نفس
کو پہچانا ضرور خدا کو پہچان لیا) اگر صورت کا اعتبار کیا جاوے تو یہی لیش و بروت ہر جولاہے دہنیے
کے پاس بھی ہے ابلیس نے آدمی کی ظاہری صورت دیکھی اور بول اوٹھا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ
خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ مجھے آگ سے پیدا کیا اور اوسے خاک سے آگ جوہر علوی ہے اور خاک جوہر سفلی ہے
ایسے شخص کو سجدہ کروں جو رتبہ میں مجھسے کمتر ہے یہہ اوسکی غلطی تہی کہ اوسنے فقط خاک کا پتلا
دیکھا اور یہہ نہ دیکھا کہ وہ خود ہی ہے اور خود اپنے تئیں سجدہ کرنے کا حکم دیتا ہے وَنَفَخْتُ فِیْهِ
مِنْ رُّوْحِیْ اور میں نے آدم میں اپنی روح پہونکی اگر وہ اس روح کی حقیقت سے آگاہ ہوتا تو ہرگز
سجدہ سے انکار کرکے مورد وَاِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ (میری لعنت ہو تجھپر

قیامت تک) کا نہوتا **انسان** اگرچہ بحسب صورت آخر ہے کیونکہ تجلی آخری کا نتیجہ ہے مگر بحسب معنی اول تھا اسلئے کہ بحکم فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ایجاد عالم سے مقصود کمال پیدائی اور کمال پیدائی یہ ہے کہ جمعیت ذات کا ظہور اجمالاً و تفصیلاً مظہر معین ہو اور ایسا مظہر سوا انسان کے جو کالبد عنصری اور نفس ناطقہ سے مرکب ہے کوئی دوسرا نہیں اَوَّلُ الْفِکْرِ اٰخِرُ الْعَمَلِ اسی کی شان میں ہے

نخستین فکرت پسین شمار — توئی خویشتن را ببازی مدار

جو کچھ تمام عالم میں مفصل ہے سب اسی مظہر میں مندرج ہے پس انسان عالم صغیر مجمل ہے اور عالم انسان کبیر مفصل ہے یہ صغریت اور کبریت از روی صورت ہے اور جب مرتبہ باطنی پر نگاہ کریں تو انسان عالم کبیر ہے اور عالم انسان صغیر اسلئے کہ انسان خلیفۃ اللہ ہے اور عالم مستخلف علیہ (جسپر کسی کو خلیفہ مقرر کریں) خلیفہ کا رتبہ ہمیشہ مستخلف علیہ سے زیادہ ہوتا ہے حضرت شاہ ولایت علی مرتضیٰ ؑ فرماتے ہیں

وَدَاؤُكَ مِنْكَ وَمَا تَشْعُرُ — دَوَاؤُكَ مِنْكَ وَمَا تُبْصِرُ
وَتَزْعُمُ اَنَّكَ جِرْمٌ صَغِیْرٌ — وَفِیْكَ انْطَوَی الْعَالَمُ الْاَکْبَرُ

یعنی تو خود اپنا درد ہے مگر تجھے خبر نہیں اور تو خود اپنے درد کی دوا ہے مگر تو دیکھ نہیں سکتا تیرا خیال ہے کہ میں ایک چھوٹا سا جسم ہوں حالانکہ تیری ذات میں عالم اکبر چھپا ہوا ہے پس انسان کو چاہیئے کہ اپنے تئیں پہچانے اور خود اپنی ذات میں ہر ایک شے کی تلاش کرے کہ وہ خود دیباچہ جلال و جمال اور اُسی کے کمال کا مجموعہ ہے عقل و تدبیر و ہوش و حواس سب اسکے تابع ہیں وہ کتابوں میں علم تلاش کرتا ہے حالانکہ وہ خود ام الکتاب ہے وہ دریا ہے مگر قطرہ کو ڈھونڈتا ہے اوسی کے فرق مبارک پر لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ (ہمنے گرامی تر بنایا بنی آدم کو) کا تاج ہے اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْکَوْثَرَ (ہمنے تجھے کوثر عطا کیا) اوسکے گلے کی حمایل ہے وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور قسم ہے طور سینا کی اور قسم ہے اس شہر کی جو امانت دار ہے یعنی مکہ کی کہ بیشک ہمنے انسان کو بہت ہی اچھی ساعت میں پیدا کیا ہے) کی مسند پر صدر نشین ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ہم اوسکی شاہ رگ سے بھی زیادہ تر نزدیک ہیں) اوسکے خاتم کا نگین ہے اسی باب میں حضرت مولینا جلال الدین رومی فرماتے ہیں

مرغ خویش و صید خویش و دام خویش — صدر خویش و فرش خویش و بام خویش

تو نہ ای این جسم تو آن دیدۂ	وا رہی از جسم گر جان دیدۂ
آدمی دیدست باقی گوشت پوست	ہر چہ چشمش دیدہ است آن چیز اوست
گر تو آدم زادۂ چون او نشین	جملہ ذرات را در خود ببین
چیست اندر خم کہ اندر نہر نیست	چیست اندر خانہ کاندر شہر نیست
این جہان خم است دل چون جوی آب	این جہان خانہ است دل شہر عجاب

حضرت مولوی صاحب نے عالم کو خم اور خانہ اور انسان کے دل کو نہر شہر قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ عالم میں ہے وہ انسان میں موجود ہے اور انسان میں جو کچھ ہے وہ عالم میں نہیں اور وہ اوس کی جامعیت ہے اس نکتہ کی شرح یہہ ہے کہ شیون و صفات جمعیت آلہی کے مرتبہ میں مجمل و بالقوہ ہیں اور مظاہر متفرقہ عالم میں مفصل اور بالفعل ہیں اور انسان کے وجود میں یہہ شیون و صفات دونوں طور پر یعنی مجمل اور بالقوہ اور مفصل و بالفعل موجود ہیں مجمل اس جہت سے ہیں کہ یکبارگی سب کا ظہور نہیں ہوتا اور مفصل اسوجہ سے کہ بتدریج اونکا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ حاصل اسکا یہہ ہے کہ انسان خلیفہ قابل و مرتبہ کامل ہے اور صفات قدم کا مصفا آئینہ ہے پس اوسکو چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے تئین دیکھے اور بحکم سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ (ہم عنقریب اونکو اپنی نشانیاں دکھائینگے آفاق میں اور خود اونکے نفسوں میں) اپنی ذات کی لوح سے ذوق صفات کو مطالعہ کرے کہ جس چیز کی اوسکو ضرورت ہے وہ خود

بیرون ز تو نیست ہر چہ در عالم ہست	از خود بطلب ہر آنچہ خواہی کہ تو ئی

بحکم نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ جو چیز رگ سے زیادہ تر نزدیک ہو اوسکو دشت در شہر و دیہات میں تلاش کرنا بیخبروں کا کام ہے اور نقد کو چھوڑ کر ادہار کی امید رکھنا سراسر نادانی ہے سہ

ای لب بحر تشنہ در خواب شدہ	وی بر سر گنج در گدائی مردہ

اب ہم کسیقدر **دل کی کیفیت** بیان کرتے ہیں جس سے باطن انسان مراد ہے۔ واضح ہو کہ صوفیہ کرام کے نزدیک نفس مبداء شہوات لذات حسی ہے اور وہ ایک بخار لطیف ہے جو جوف قلب سے حرارت غریزی کے ساتھ متصاعد ہو کر مجاری عروق کی راہ سے جمیع اعضا و اجزائے بدن میں ساری ہے اور حس و حرکت بدن کی اوسکے ساتھ متعلق ہے اور بھوک پیاس حرص ہوا و دیگر جمیع صفات نفسانی اوسی کے ساتھ قایم ہیں اسی کو اصطلاح اطبا میں روح حیوانی کہتے ہیں بدن کے ساتھ روح انسانی کے تعلق

کا واسطہ یہی نفس ہے اور یہی نفس روح اور بدن کے درمیان ایک برزخ ہے کیونکہ یہہ دونوں جانب یعنی
لطافت وکثافت مین ایک مناسبت رکہتا ہے تعلق روح کا نفس کے ساتھ (یعنی واسطہ) ایسا ہے جیسا کہ نر اور مادہ کا
جنکے ازدواج سے نتیجہ پیدا ہوتا ہے روح اور نفس کے ازدواج سے بہی ایک لطیفہ پیدا ہوتا ہے جسکو قلب
کہتے ہین اور قلب کے معنی ہین ایک شکل سے بدلنے والی اور غیر متقلب شے۔ اور یہہ نفس اور روح مین سے جسکا غلبہ
دیکھتا ہے اوسی کا تابع ہو جاتا ہے اسیوجہ سے اس لطیفہ کو قلب کہتے ہین محسوسات کا مدرک نفس ہے
اور معقولات کی مدرک روح ہے اور جو اشیا کہ محسوسات و معقولات سے مرکب ہین اونکا مدرک قلب ہے۔
اس تقسیم سے لازم ہوا کہ وہ اشیا جو نہ محسوس ہین اور نہ معقول جیسا کہ ذات وصفات باری تعالی انکا
مدرک کوئی اور بہی ہو پس ایک اور لطیفہ عطا کیا جو قلب سے تعلق رکہتا ہے مگر قلب کی نسبت زیادہ تر صاف
و اعلی ہے اسکو سر کہتے ہین اور ایک لطیفہ اور عطا کیا گیا جو سر سے تعلق رکہتا ہے مگر اسکی نسبت زیادہ
صاف ہے اسکو خفی کہتے ہین اور بعض لوگون نے اس سے بڑہکر ایک اور لطیفہ بیان کیا ہے جسکو اخفی
کہتے ہین [illegible] فانہ یعلم السر واخفی انہین لطایف کی طرف اشارہ ہے کیونکہ یہہ لطایف ہے اس کے
[illegible] باری تعالی اپنا کمال علم ظاہر کرنے کے لئے فرماتے ہین کہ اللہ وہ ہے جو
[illegible] جانتا ہے اسیواسطے فعل کا صیغہ واقع ہوا ہے انگریزی مین اسکو دل
کہتے ہین [illegible] تنبیہ صوفیان مقلد ومشایخ نابالغ دل اوس مضغہ گوشت کو سمجہتے ہین جو جسم
[illegible] کے نیچے [illegible] صنوبری ہے اسیواسطے جب وہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے
[illegible] جب الا اللہ کی ضرب بڑے زور سے لگاتے ہین گویا انکے نزدیک تزکیہ
نفس وتصفیہ قلب ایسی [illegible] بعض بے پیر مرید تصفیہ قلب کے واسطے لا الہ الا اللہ
کا ذکر بہت [illegible] سامنے رکہہ لیتے ہین کہ اوس سے صنوبری
شکل پیدا ہو جاتی ہے [illegible] صنوبری صورت لکہکر اوسمین لفظ اللہ جلی قلم سے نقش
کر دیتے ہین اور حضرت پیر دستگیر جو پیر نابالغ سے زیادہ رتبہ نہین رکہتے ہر وقت ہدایت کرتے رہتے ہین کہ
خبردار بیٹا صاحب اس مقام پر آن کر پڑے اسطرح کی مشق کرتے کرتے ایک وہ زمانہ آجاتا ہے کہ بدون توجہ و
خیال کے مقام قلب [illegible] لگتا ہے معتقد و مرید خیال کرتے ہین کہ شیخ ذکر مین ایسے مستغرق
و مستہلک ہو گئے ہین کہ خود ذکر ہو گئے ہین اب زبان سے ذکر کرنے کی حاجت ہی نہین رہی حالانکہ دلکو

الا اللہ سے اسکو کچھہ تعلق نہین یہہ ایک ورزش و مشق ہے ہمنے لاہور مین کئی بہانڈ اور مسخرے نقال دیکھے ہین انکے ہر ایک طائفہ مین ایک مسخرا ہوتا ہے جو سوجو کہلاتا ہے اسکو ہنسنے ہنسانے کا خاص ڈہنگ یاد ہوتا ہے چوٹی کے بال کہڑے کرکے اونکو مروڑ دیتا ہے اور وہ سیدہی کہڑی ہو جاتی ہے پہر بغیر اسکے کہ گردن یا سر کو جنبش دے چوٹی کو داہین بائین آگے پیچھے ہلاتا ہے اسیطرح کبھی ایک کان کو ہلاتا ہے کبھی دونون کو جنبش دیتا ہے کبھی صرف چوتڑون کو حرکت دیتا ہے یہہ حرکتین صرف مشاقی کا نتیجہ ہین انسان کے بدن مین بعض اوقات ریح وغیرہ کے سبب کسی عضلے پہڑکتے ہین اور آنکہہ اور ہونٹون کے عضلون مین تو اکثر اوقات اختلاج پیدا ہو جاتا ہے پس ممکن ہے کہ ایک شخص اپنے بدن کے کسی عضلہ کو اپنی مشق سے جسوقت چاہے حرکت دے سو مقام پستان کے عضلے اکثر موٹے ہوتے ہین ایک مشاق آدمی کے نزدیک انکو جنبش دینا کچھہ دشوار نہین یہہ مکار لوگ اپنے تئین عابد و زاہد جتلاتے ہین اس قسم کے مکر و فریب کرتے ہین ذوق

	ای شیخ بس نہ آپکو صوفی جتایئے کل میکدے سے آپ تہے نکلے بوقت شام		معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی دابے ہوئے بغل مین صراحی شراب کی	

ان مکارون نے اسی قسم کا ایک اور بہی جال پہیلا رکہا ہے اور وہ یہہ ہے کہ مریدون کو یقین دلا دیتے ہین کہ انکا قلب جاری ہو گیا ہے سوتے جاگتے اوٹہتے بیٹہتے ہر وقت دل مشغول ذکر رہتا ہے کسی خلوت یا مراقبہ یا توجہ کی ضرورت نہین رہی جاہل مرید بہی فی الفور تسلیم کر لیتے ہین کہ بیشک شیخ کو ولایت مین کمال کا رتبہ حاصل ہو گیا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ دیکہتے ہین کہ شیخ جی دنیا و مافیہا سے غافل ہوتے ہین اور قلب مبارک ذکر مین مشغول ہے ان بیچارون کو کیا خبر ہے کہ قلب ایک مضغہ گوشت ہے اور اوسکے دو حصے ہین ایک مین وریدی خون داخل ہو کر صاف ہوتا ہے اور دوسرے حصے سے قابل تربیت خون شریانون مین پہیل کر تمام جسم کی پرورش کرتا ہے اور دل کے دو اذن اور دو بطن ہین اذن یمین مین جب وریدی خون داخل ہو کر بطن یمین مین جاتا ہے تو اس حالت مین دونون کے مابین کی کواڑیان کہلتی اور بند ہوتی ہین اس حرکت کا نام اصطلاح اطبا مین حرکت انقباضی و انبساطی ہے اس حرکت مین ایک آواز پیدا ہوتی ہے جو گہڑی کی رفتار کی آواز کی طرح سنائی دیتی ہے اسی آواز کو جاہل لوگ ذکر القلب تصور کرتے ہین یاد رکہو یہی قلب بہیڑ بکری اور گائے بہینس مین ہے اور یہی اوسکی حرکت ہے اور یہی اوسکی آواز ہے اگر اسی حرکت کا نام ذکر القلب ہے تو یاد رکہنا چاہئے کہ تمام حیوانات ذاکر و عابد ہین اور ذکر مین پیر جی کے ساتہہ شریک ہین

دل اگر این مہرہ آب و گل ست	خرہم از اقبال تو صاحبدل ست

ہم اس بات سے انکار نہین کرسکتے کہ صوفیہ کرام و مشائخ عظام ذکر کلمہ لاالہ الا اللہ مین اس قلب کو بھی جو مضغہ گوشت ہے روح کے ساتھہ شریک کہتے ہین مگر نہ اسوجہ سے کہ فقط یہی قلب محل ذکر ہے اور روح کو اوس سے کچھہ سروکار نہین بلکہ اس سبب سے کہ اس قلب کو اوس روح کے ساتھہ تعلق ہے چنانچہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مین جسکی بیعت کا فقیر مولف کو بھی شرف حاصل ہے جو طریق ذکر مرسوم ہے اوسکی کیفیت عارف نامی حضرت مولینا جامی قدس سرہ السامی نے ایک بہت ہی مختصر رسالہ مین تحریر فرمائی ہے اوسمین آپ لکھتے ہین کہ در وقت تکرار کلمہ زبان را بکام چسپانیدہ بدل صنوبری کہ متعلق دل حقیقی ست متوجہ گردد و نفس حبس کردہ در درون کشد و بقوت تمام بلویہ پرواجی کہ اثر آن بردل مدرک متاثر گردد بے آنکہ اثرے برظاہر پیدا آید اگر کسی بالفرض ہلوی او نشستہ باشد از وے آگاہ نشود انتہی کلامہ اب جاننا چاہیے کہ دل صنوبری کا تعلق دل حقیقی کے ساتھہ کیا ہے دل حقیقی ایک لطیفہ ربانی ہے اور ایک جوہر ہے جو مادہ سے مجرد اور عالم ملکوت کا ایک نمونہ ہے اور اسکو فنا نہین جبتک بدن عنصری قایم ہے روح حیوانی کے ساتھہ اسکو تعلق ہے اور روح حیوانی ایک لطیف بخار ہے جو قلب صنوبری سے پیدا ہوتا ہے اور یہی روح حیوانی ہے جو قابل حیات و حس و حرکت ہے اور اسی کو حکما حرارت غریزی کہتے ہین اور یہی تمام جسم کی پرورش کا باعث ہے حواس ظاہری و باطنی بھی اسی کے مطیع و تابع ہین پس اب دل حقیقی جسکو نفس ناطقہ بھی کہتے ہین روح حیوانی کے ساتھہ تعلق رکھتا ہے اور روح حیوانی دل صنوبری کے ساتھہ تعلق رکھتی ہے جو اوسکا مولد ہے اور جہان سے خون شریانی تمام جسم مین پہیل کر اوسکی پرورش کرتا ہے اور حواس ظاہری و باطنی کو تقویت دیتا ہے اگر صوفیہ کرام قلب صنوبری کو ذکر مین نفس ناطقہ کے ساتھہ شریک کرتے ہین تو اسکی وجہ صرف یہی تعلقات ہین جو ہمنے ابھی بیان کیے ہین فایدہ اس شرکت سے یہہ ہے کہ شریانی خون مین ایک قسم کی الکٹریسٹی کی تاثیر آجاتی ہے اسی تاثیر کے سبب حرکت قلب سے حواس متاثر ہوتے ہین پس اس قلبی حرکت سے حواس متاثر ہو کر اسکی طرف متوجہ ہوتے ہین و جمعیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی جمعیت ذکر مین مطلوب ہے اسیواسطے کہتے ہین

لب بندد چشم بند و گوش بند	گر نہ بینی نور حق بر ما بخند

یعنی تمام حواس ظاہری و باطنی معطل کر کے ذات کی طرف متوجہ ہو پہر اگر تجہے نور حق نظر نہ آوے تو ہم احمقانہ ہنسنے کو تیار ہین دل پر ضرب لگانے سے یہہ مطلب نہین کہ قلب کو یا اوسکے متعلق عضلات کو

حرکت کرنے کا ملکہ ہو جاوے جیسا کہ بکار لوگون کا مشاہدہ ظاہر ہے کہ حضرات خواجگان عالیہ نقشبندیہ کے سلسلہ مین پہلے ذکر جلی و جہر کا طریقہ مروج تھا بلکہ ذکر جلی خفی کی نسبت زیادہ تر موثر خیال کیا جاتا تھا یہانتک کہ ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو تمام مرید حلقہ مین بیٹھکر بلند آواز سے ذکر کیا کرتے تھے مگر جب سے حضرت قطب الاقطاب خواجہ بہاؤالدین نقشبند جلوہ افروز مسند ارشاد ہوئے ذکر جہر ممنوع ہو گیا آپنے ارشاد فرمایا کہ حنفی مذہب مین ذکر جہر جائز نہین خفی اولیٰ و اقویٰ ہے اسیواسطے مولانا جامی نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسی دل پر لگاتا ہے کہ پاس بیٹھنے والے کو آدمی کے حواس سے بھی پتہ نہ لگتا ہے کہ نمائش ایک بیکاری ہے اور ذکر خواہ وہ خفی ہو یا جلی قلب صنوبری کا تزکیہ مقصود نہین ذکر کی بابت ہم آیندہ اوسکے موقع پر مفصل بیان کرینگے۔ **الحاصل** دل جسکی کیفیت ہم بیان کر رہے ہین وہ دل ہے جسکی شناسائی سے حق سبحانہ و تعالیٰ کی شناسائی حاصل ہوتی ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اور یہ دل ہمارے بدن مین نہیں ہے اور یہ جسم ہے نہ عرض بلکہ ایک ملکوتی جوہر ہے اسکی حقیقت بیان کرنی دشوار ہے اور اسکے بیان کرنے کی کچھ ضرورت بھی نہین جیسا کہ حضرت امام غزالی کیمیائے سعادت مین فرماتے ہین کہ بعد مجاہدہ کے اسکی حقیقت خود بخود معلوم ہو جاتی ہے چنانچہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے آیہ اَلَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (جن لوگون نے ہمارے ساتھ مجاہدہ کیا ہے ہم اونکو ضرور اپنے رستون کی ہدایت کرینگے) مین یہی بشارت دی ہے کہ جو کوئی مجاہدہ کریگا اوسکو روح کی حقیقت ہم ضرور دکھا دینگے بعد تکمیل مجاہدہ کے عجائبات صنع الٰہی نظر آنے لگتے ہین اور دل کا روزن جو عالم ملکوت کی طرف ہے کھل جاتا ہے اس روزن کی کیفیت یہ ہے کہ دل مین ایک روزن عالم ملکوت کی طرف ہے جسکو عالم روحانی کہتے ہین اس روزن کے ذریعہ سے عالم روحانی کا حال معلوم ہوتا ہے جسطرح حواس خمسہ کے ذریعہ عالم جسمانی کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اس روزن کے وجود کی دلیل یہ ہے کہ جب آدمی سو جاتا ہے اور حواس ظاہری معطل ہو جاتے ہین تو عالم ملکوت اور لوح محفوظ سے غیب کی باتین معلوم ہوتی ہین جو کچھ آیندہ ہونیوالا ہے اکثر اسکو معلوم ہو جاتا ہے اور جب ..... تو ..... کی تعبیر کرنی پڑتی ہے ..... کیفیت کو علم کہتے ہین یعنی رویا یعنی خواب کی یہ کیفیت ہے کہ دل مثل ایک آئینہ کے ہے جو نقوش و صورت بام معلوم ..... اور لوح محفوظ مثل دوسرے آئینہ کے ہے جسمین تمام موجودات کی صورتین منقوش ہین جب دل کا آئینہ لوح محفوظ کے آئینہ کے مقابل ہوتا ہے تو سب صورتین اس مین منعکس ہو جاتی ہین اسی طرح

کے وقت حواس بیکار ہوتے ہین لیکن قوت متخیلہ اپنے کام مین مصروف رہتی ہے خواب مین جو کچھ ماضی و حال و استقبال کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اوسکو صورت خیالی سمجھتی ہے پس جو کچھ خواب کی حالت مین نظر آتا ہے پردہ اور پوشش سے خالی نہین ہوتا اور موت کے بعد چونکہ خیال وغیرہ حواس فنا ہوجاتے ہین اوسوقت جو کچھ نظر آتا ہے بے پردہ اور بغیر خیال کے ہوتا ہے اوسوقت ارشاد ہوتا ہے کہ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ (جو پردے تمپر پڑے ہوئے تھے وہ ہمنے اوٹھادئے پس آج تمہاری بینائی تیز ہے) یہ وہ لوگ جنکے اعمال ناکارہ ہونگے کہینگے رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (ای ہمارے رب ہمنے دیکھا اور سنا تو ہمین دنیا مین واپس بھیج تاکہ ہم نیک عمل کرین اور جو کچھ ہمنے دیکھا اوسپر یقین کرتے ہین دوسری دلیل یہہ ہے کہ انسان کے دل مین بہت سی باتین فراست و خیال کی الہام کے طور پر آتی ہین اور معلوم نہین ہوتا کہ وہ باتین کہان سے آتی ہین پس معلوم ہوا کہ علم صرف حواس ہی کے ذریعہ حاصل نہین ہوتا بلکہ دل کو خود ہی بے مدد حواس حاصل ہوتا ہے پس معلوم ہولیا کہ دل اس عالم مین سے نہین بلکہ عالم ملکوت مین سے ہے اور حواس اسکے حجاب ہین جب تک یہ حجاب نہ اوٹھے عالم ملکوت کا رستہ منکشف نہین ہوسکتا۔ یہہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ دل کا یہہ روزن جو عالم ملکوت کی طرف ہے بدون موت یا خواب کے کھل نہین سکتا بلکہ اگر کوئی شخص بیداری مین مجاہدہ و ریاضت کرے اور اپنے دل کو غضب و شہوت و دیگر اخلاق ذمیمہ سے پاک کرے اور دل کو [illegible] تعلق [illegible] طرف عالم ملکوت کی جانب متوجہ کرکے اور دل سے (نہ زبان سے) اللہ اللہ کرتا رہے اور ہر حس کو معطل کرکے خلوت نشین ہوجائے تو کچھ عرصہ کے بعد ایسا ہوجائیگا کہ اپنی و تمام جہان کی ہستی سے بیخبر ہوجائیگا صرف ذات بیچون و بیچگون کی ہستی کی وجہ سے خبر رہیگی جب اس مقام مین پہنچ جائیگا تو عالم بیداری مین اوسکو وہ کیفیت نظر آئیگی جو دوسرونکو خواب مین بھی نظر نہ آسکے گی پیغمبرون کی ارواح اوسکو ملنے لگ جائینگی اور اون سے روحانی فایدہ اوٹھائیگا اور ملایکہ زمین و آسمان اوسکو آنکھون سے دکھائی دینگے خداوند تعالی نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یعنی دکھلائے ہمنے ابراہیم کو ملائکہ زمین و آسمان) تو یہہ اسی مجاہدہ کی طرف اشارہ ہے بلکہ انبیا کو جو علم حاصل ہوتا ہے تو اسی مجاہدہ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے نہ حواس اور تعلیم سے اور یہہ بھی اسی مجاہدہ کی طرف اشارہ ہے جو خداوند تعالی نے اپنے رسول کریم

کو مخاطب کرکے فرمایا ہے وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا سب چیز سے پاک ہو اور اپنے تئین اوسکے حوالہ کر
اور دنیا کی کچھہ تدبیر نہ کر کہ وہ خود درست ہو جائیگی اوسکے ہم خود وکیل ہین لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا
جب خدا تیرا وکیل ہے تو تو فارغ رہ اور خلقت مین مشتبہ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا
جَمِيْلًا اور جو کچھہ لوگ تجھکو کہتے ہین اوسپر صبر کر اور اونکو دور چھوڑ دے ۔ یہہ مجاہدہ و ریاضت کی تعلیم ایزد
سبحانہ و تعالی نے دی ہے تاکہ تزکیہ نفس و صفائی قلب حاصل ہو صوفیہ کرام کا بھی یہی طریق ہے لیکن تعلیم
ذریعہ سے یہہ علم حاصل کرنا علما کا کام ہے اور یہہ بھی عظیم رتبہ رکھتا ہے مگر انبیا و اولیا کے علم کے سامنے
اسکی کچھہ حقیقت نہین کیونکہ انکو بے واسطہ تعلیم حاصل ہوتی ہے ۔ الغرض انسان روح ربانی سر ربانی
نفس ناطقہ وغیرہ سب اسی دل کے نام ہین جو قابل معرفت الٰہی ہے اور دار الملک حضرت کبریا عز و علا
جسطرح ذات جامع صفات باری غیر محدود ہے اسی طرح اوسکا یہہ دار الملک بھی نہایت ہی وسیع فراخ
ہے اوس بارگاہ سلطانی کی شان مین وارد ہوا ہے لٰكِنْ يَسَعُنِيْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ یعنی حدیث
قدسی مین ہے کہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہین کہ مین زمین و آسمان اور عرش مین نہین سماتا لیکن بندہ مومن کے
دل مین سماتا ہون علم ہیئت کے جاننے والے خوب جانتے ہین کہ زمین و آسمان کی نسبت عرش کی وسعت
کسقدر بڑی ہے لیکن ذات باری کی سمائی اوسمین نہین سچ ہے شعر تے کہ برای ہیاپان ساز تند در شکم مور جان

چکو مریز ندہ حضرت نیاز نے بہت ٹھیک کہا ہے
خاک کے پتلے نے دیکھہ کیا ہی مچایا ہے شور
جن و ملک کے اوپر کر رہا ہے اپنا زور
عشق کے میدان مین صورت انسان بنا
عاشق ہو لے بنا چاند کا جیسے چکور
سینہ مین قلزم کو لے قطرہ کا قطرہ رہا
بل بے سمائی تیری اف رے سمندر کے چور
جب وہ ہوا جلوہ گر تخت خلافت اوپر
عالم ملکوت کے ہاتھون کے اڑ گئے ہوش

مولف عفی عنہ

اس سے ہے ظاہر فضیلت انسان
ہو گی کیا ہی عزیز تر از جان
کہ تمامی مظاہر و عالم
نہین واقف کہ کیا ہے یہہ آدم
لباس آدم ہے جانتا سب چیز
رکھتا عرفان حق مین ہے تمیز
سب یہہ ظاہر بصورت انسان
دیکھتا حق کو ہے بچشم عیان
غیر حق دیکھتا نہین کچھہ بھی
آشکار و نہان وہی ہے دیکھا

لیاقت دولت نہین ہے یہہ آسان — ہے فقط ایک خاصۂ انسان

یعنی آیۂ کریمہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَہُوْلًا ط ہمنے اپنی امانت آسمان زمین اور پہاڑون کو دکہائی سب نے ناچار ہوکر اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور اوٹھالیا اوسکو انسان نے بیشک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے یعنی ہمنے اپنی امانت یعنی عشق محبت و عرفان جو ایجاد ثقلین و ابداع کونین کا اصلی مقصود اور علت غائی تھا آسمان زمین اور پہاڑون کو دکہائی اور اون سے سوال کیا کہ تم مین سے کون اسکو اوٹھا سکتا ہے باوجود اسقدر بلندی رفعت و فراخی و گرانی سنگی وجاہ و تمکین کے اوسکے بوجہ سے ڈر گئے اور سب نے اوٹھانے سے انکار کیا مگر انسان نے جو بظاہر ایک مشت خاک اور باطن مین محیط ناپیدا کنار و دریاے زخار ہے اور مرتبہ مین فلک الافلاک سے بہی گزرا ہوا ہے بڑی جرأت کے ساتھہ قبول کرکے اوٹھالیا پس سوائے انسان کے جو جامع جمیع مراتب کونی و الٰہی کا ہے کوئی مخلوق عرفان ذات باری کی صلاحیت نہین رکہتی حتی کہ ملایکہ بہی جو ارواح مقدسہ ہین اس دولت سے محروم ہین

آسمان بار امانت نتوانست کشید — قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اور اسی جہت سے وہ بڑا ظالم اور سخت جاہل کہلایا بعض علماے ظلوم وجہول کے لغوی معنی لئے ہین عطار

روز اول خود فضولی کردۂ — وان فضولی از جہولی کردۂ

یعنی انسان کو خطاب کرکے فرماتے ہین کہ تو نے روز میثاق مین فضولی کی کہ ایسا بڑا عظیم الشان کام اپنے ذمہ لیا اگر تو اسکو انجام نہ دے سکے گا تو اپنے حق مین سخت ظالم ہوگا اور عدم ایفاے عہد کا نکال تیری گردن پر ہوگا اور جہول کا خطاب اسلئے دیا جایگا کہ تو نے بے سوچے سمجھے ایسے امر خطیر کا ذمہ لیا یہہ تیری بیہودہ لاف گزاف تہی صوفیہ کرام یہہ معنی لیتے ہین کہ ظلوم اسواسطے ہے کہ اوسنے اپنی ہستی پر لا کا خنجر چلایا اور جہول اسلئے کہ ذات حق کے سوا اوسنے سب کچہہ فراموش کردیا یہان تک کہ اپنی ہستی بہی اوسی مین فنا کردی

قطعہ

حضرت حق نے کی امانت عرض — پیش کوہ وجبال وچرخ وارض
سب نے اوسکے اوٹھانے سے انکار — کردیا اور ہوگئے ناچار
مگر انسان نے کرلیا جو قبول — ہوا اوسکا لقب ظلوم وجہول
ظالم اسواسطے وہ کہلایا — کر فنا ذات باقی مین وہ ہوا
اپنی ہستی کو کردیا نابود — ہستی ذات سے ہوا موجود

کہتے اسواسطے ہین اوسکو جہول	غیر حق جو تہا سب گیا وہ بہول
ظلم ایسا دے سب کو تو یارب	پائین ہر جہل سے نصیبہ سب
نہین یہہ ظلم معدلت ہے یقین	نہین یہہ جہل معرفت ہے عین
پر نہ جبتک ہو اصل پر راجع	نہ رہے اپنی اصل سے قاطع
اوس سے بڑہکر نہین کوئی قاصر	ہین دو دنیا مین ہے وہی خاسر

یعنی انسان جبتک تجلی الٰہی کا مظہر ہے اگر وہ اپنی اصل کی طرف جو عرفان ذات باری ہے توجہ نہ کرے تو اوسمین اور بہایم مین کچہہ فرق نہین بلکہ وہ اوس سے بدتر ہین کیونکہ اونمین ذات باری کی معرفت کی صلاحیت نہین رکہی گئی اسلیئے وہ کسی وعید کے بھی مستوجب نہین اور انسان باوجود صلاحیت کے اپنے فرایض سے قاصر رہتا ہے لاجرم سخت سے سخت عذاب و نکال کا مستوجب ہے اسیواسطے اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ قسم ہے عصر کی تحقیق کہ انسان ٹوٹے مین ہے اور نیز فرمایا ہے ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ پہر ہم نے اوسکو لوٹا دیا نیچے سے نیچی منزل مین یعنی جہان سے بڑہکر نیچا کوئی درجہ نہو اور نیز فرمایا اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَہُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ کچہہ ہمکو بھی دو پانی مین سے یا اوسمین سے جو اللہ نے تمہین رزق دیا ہے تو وہ کہینگے کہ یہہ دونون چیزین اللہ نے حرام کر دی ہین کافرون پر یعنی جن لوگون نے بذریعہ مجاہدہ و ریاضت کے عرفان حق حاصل کیا ہے وہ آخرت مین جنت مین جاوینگے اور ان نعمات الٰہی سے متمتع و شادکام ہونگے اور جو لوگ اس نعمت عظمی سے محروم رہے وہ آخرت مین دوزخ مین گرفتار ہونگے اور جنتیون کو آب کوثر اور نعیم جنت سے متلذذ دیکہکر حسرت کرینگے اور کہینگے کہ ہمکو بہی تہوڑا پانی اور میوے ہمین بہی دو وہ جواب دینگے کہ یہہ چیزین اللہ نے تمپر حرام کر دی ہین یہہ کتنی بڑی شرم کی بات ہے کہ جس شخص کے سر پر حق تعالی نے لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ کا تاج رکہا ہو وہ مردود ہو کر [illegible] اور کسقدر بیغیرتی کا مقام ہے کہ ایک شخص اپنے ہمجنس سے ایک [illegible] ٹہنڈے پانی کا [illegible] حضرت مولانا جلال الدین رومی نے اپنی مثنوی کے آغاز مین اسی [illegible] ذکر کیا ہے

بشنو از نے چون حکایت می کند	از جدائیہا شکایت می کند
کز نیستان تا مرا ببریدہ اند	از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق | تا بگویم شرح درد اشتیاق
ہر کسی کو دور ماند از اصل خویش | باز جوید روزگار وصل خویش
من بہر جمعیتی نالان شدم | جفت بدحالان و خوش حالان شدم
ہر کسی از ظن خود شد یار من | وز درون من نجست اسرار من
سر من از نالہ من دور نیست | لیک چشم و گوش را آن نور نیست

انسان کی سعادت اسی مین ہے کہ جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اوسکی طرف توجہ کرے اور جو فضیلت اوسکو ازل سے عطا ہوئی ہے شکریہ کے ساتھ اوسکو قایم رکہے جسنے اپنی ہستی کی شناخت کی وہ ہمارا فوزاً عظیماً ایسے مقام پر پہونچ گیا جو نہایت ہی بلند رتبہ ہے۔ **انسان کے فضایل** جس قدر ہمنے اوپر بیان کیے ہین وہ سب اوس ایک فضیلت کے پاسنگ بہی نہین جو حدیث قدسی مین وارد ہوئی ہے اور یہہ نہایت فضایل ہے چنانچہ فرمایا ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ **مولف**

انتہائے فضیلت انسان | اس سے بڑہ کر نہین ہے سیر جان
کہا حق نے ہے یہہ میرا سر | یہہ ہی فرمایا مین ہون اوسکا سر
یعنی دونون مین امتیاز نہین | قابل افشا کے پر یہہ راز نہین

در معنی آیہ الست بربکم قالوا بلیٰ

جب حضرت باری عز اسمہ نے عالم ارواح کو پیدا کیا اور اوسکو زیور عقل سے آراستہ اور حلیہ فراست سے پیراستہ کیا تو ارواح انسانی سے سوال کیا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا مین تمہارا پروردگار اور معشوق و محبوب نہین سبنے جواب دیا بلیٰ ہان تو ہمارا محبوب مطلوب ہے۔ گویا اس اقرار سے تمام ارواحون نے اپنے تئین بصورت و غلامی مین مقید کر دیا اور مان لیا کہ خداوند تعالیٰ ہمارا آقا اور خداوندگار ہے پس اگر آج کوئی شخص کسی بندہ پر الزام لگاوے کہ تو اپنے آقا و خواجہ سے آبق و نافرمان ہے اور مقدمہ قاضی کے روبرو پیش ہو اور مدعی غلامی بحکم قضا مین اس الزام کو رفع کرے اور اپنی حریت ثابت کرنے کی کوشش کرے تو اوسکو کیا کرنا چاہئے ظاہر ہے کہ اوسکو اپنے دعوے کا ثبوت دینا چاہئے کیونکہ یہہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ الثبوت علی المدعی یعنی ثبوت مدعی کے ذمہ ہے اور اثبات شہادت گواہی سے ہوتا ہے اور گواہ دو ہونے چاہئیں اور یہہ بہی شرط ہے کہ شاہد ثقہ و عادل ہون ورنہ اونکی شہادت مقبول نہوگی یہی حال اوس بندہ کا ہے جسنے

اپنے خداوند حقیقی کے سامنے جو عالم سر خفی ہے اقرار کیا کہ بیشک تو ہمارا معبود و محبوب ہے اسلئے
بہی لازم ہے کہ وہ اس امر کی کہ جو کچہہ اوسنے ازل مین اقرار کیا تھا اوسپر ثابت و برقرار ہے شہادت پیش
کرے اور یہہ **شہادت** تین قسم کی ہے **شہادت عوام** اور وہ یہہ ہے کہ زبان سے اقرار اور دل
سے تصدیق کرے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یہہ شہادت
اگرچہ تقلیدی ہے مگر نجات کے لئے کافی ہے کیونکہ مشکوۃ شریف مین ہے عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِیْفُهٗ عَلَی الرَّحْلِ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ
سَعْدَیْكَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ ثَلٰثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا
اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَیَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا یَّتَّكِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ انس بن مالک
سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درحالیکہ معاذ اونکے ردیف تھے سواری مین اے معاذ کہا حاضر ہون
مین حضور کی خدمت مین (اسی طرح تین دفعہ فرمایا) فرمایا کہ ایسا کوئی بندہ نہین جو شہادت دیوے کہ اللہ
ایک ہے اور محمد اوسکا رسول ہے صدق دل کے ساتھہ مگر اللہ اوسپر دوزخ کی آگ حرام کردیتا ہے کہا معاذ
نے یارسول اللہ کیا مین اس حدیث کی لوگون کو خبر نہ دون کہ وہ خوش ہون فرمایا جب لوگون کا ایمان
قوی ہوجاوے پس معاذ نے اپنی وفات کے وقت اس حدیث کی خبر دی **شہادت علما** اور یہہ استدلال
و براہین کے متعلق ہے مثلاً وہ اقرار کرتے ہین کہ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ مینے اپنے رب کو فسخ عزایم
سے پہچانا یعنی مین ارادہ کرتا ہون کہ کل یہہ کام کرونگا مگر وہ ارادہ کے موافق نہین ہوسکتا اسلئے مینے
پہچان لیا کہ کوئی اور طاقت ہے جو میرے ارادہ پر غالب ہے اور وہی خدا ہے **شہادت خواص** اور
وہ فنا کے بعد باقی مطلق کی ہستی کے ساتھہ نطق مین آنا اور توحید کا اقرار کرنا ہے انہی کی شان مین کہا
گیا ہے مُسْتَهْلِكُوْنَ بِقَهْرِ الْحَقِّ فَقَدْ صَمَتُوْا وَاسْتَنْطَقَهُمُ اللّٰهُ قہر حق سے مستہلک ہوکر چپ ہوگئے پہر نطاق
حق کے ساتھہ نطق مین آئے اور توحید کا اقرار کیا اس مقام مین شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اللہ شہادت
دیتا ہے کہ خدا کوئی نہین مگر وہی) کا بھید کہلتا ہے یعنی وہ خود ہی اپنی ہستی پر شہادت دیتا ہے اور یہہ
کہتے ہین کہ شہادت جو ارکان خمسہ مسلمانی مین سے اول و سب سے قوی تر رکن ہے اسکی حقیقت یہہ ہے

کہ اپنے افعال و اقوال کو اپنے عقیدہ کا گواہ پیش کرے اور گواہ دو ہونے چاہئین صرف زبان سے اقرار کرنا اور عمل نکرنا کفایت نہین کرتا اور گواہ کے واسطے ثقاہت و تزکیہ لازم ہے بدون اسکے گواہون کی شہادت مقبول نہین ہیہ شہادت ہر ایک شخص کو جسنے ازل مین اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب مین بَلٰی کہا ہے ادا کرنی چاہئے ہیہ ایک امانت ہے جو ادا کرنی ہی پڑتی ہے خواہ دس دن مین ادا کرے یا دس برس مین زبان سے اقرار کرنا اور نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ اعمال صالحہ ہیہ دونون اعتقاد قلبی کے گواہ ہین انہی دونون سے معلوم ہوسکتا ہے کہ انسان کا دلی عقیدہ کیا ہے اور قول و فعل ہی سے باطن کا حال معلوم ہوتا ہی پن چکی کی گردش ثابت کر رہی ہے کہ اوسکے نیچے نہر جاری ہے ان دونون گواہون کے واسطے تزکیہ لازم ہے اور تزکیہ کے معنے صدق ہین قولی گواہ کا صدق ہیہ ہے کہ جو اقرار اوسنے روز میثاق مین کیا تہا اوسکے الفاظ خوب یاد رکہے اور گواہ فعلی کا صدق ہیہ ہے کہ جو اقرار اوسنے کیا تہا وہ ایک عہد تہا اوس عہد کی محافظت کرکے اوسکا کما حقہ ایفا کرے یہی صدقت ہے جو دونون گواہونمین مطلوب ہے اور ہیہ بہی شرط ہے کہ دونون گواہون مین تناقض نہ پایا جاے یعنی قول سے کچہہ اور ثابت ہو اور فعل سے کچہہ اور بلکہ کمال صدقت ہیہ ہے کہ افعال ایسے ہون کہ بغیر زبان سے کہنے کے عقیدہ قلبی اون سے معلوم ہوجائے اور بدن کا ہر ایک عضو زبان حال سے شہادت ادا کر رہا ہو جیسا کہ ایک امیر گہوڑے پر سوار چلا جاتا ہے اور غلام اوسکا فتراک پکڑے ساتہہ ساتہہ دوڑا جا رہا ہے غلام کا عضو عضو اور جمیع حرکات و سکنات بدون اسکے کہ وہ زبان سے کچہہ کہے شہادت دے رہی ہین کہ وہ غلام ہے اور جو گہوڑے پر سوار چلے جاتے ہین وہ میان ہین یا جیسے دہوان کہ سراپا زبان ہوکر شہادت دے رہا ہے کہ اوسکے نیچے آگ ہے۔

واضح ہو کہ جسطرح ذات باری جل جلالہ نے روز الست مین ارواح سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا تہا اسی طرح ارواح سے ہیہ بہی اقرار لیا تہا کہ وہ انبیا کی صدق دل کے ساتہہ اطاعت کرینگی وَاَخَذْنَا مِنْھُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا (یعنے اون سے سخت اور استوار عہد لیا کہ وہ انبیا کی اطاعت کرینگے) اسی عہد سے مراد ہے اور ہیہ عہد خدا کے عہد کا منافی نہین کیونکہ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ کے رو سے نبی کی اطاعت عین خدا کی اطاعت ہے اس عہد کا پورا کرنا بہی لابدی اور ضروری ہے اور ہیہ راستبازون اور صادقون کا کام ہے ان دونون عہود کے پورا کرنے کی نسبت قرآن شریف مین کئی دفعہ تاکید وارد ہوئی ہے چنانچہ فرمایا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (ای ایماندارو اپنے معاہدون

پورا کرو نیز فرمایا اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ تم میرا عہد پورا کرو مین تمہارا عہد پورا کرونگا۔ نیز فرمایا فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو مین تمہین یاد کرونگا۔ یہہ نہین سمجھنا چاہیے کہ خداوند تعالے جل جلالہ تمہارے عہد اوسیوقت پورے کریگا جبکہ تم اوسکا عہد پورا کرچکوگے نہین بلکہ وہ اپنی کمال رافت اور منتہاے رحمت سے اپنے عہد پورے کررہا ہے اور اپنی ربوبیت کا ثبوت دے رہا ہے زمین سے اناج پیدا کرتا ہے آسمان سے پانی برساتا ہے اوسنے ہمکو ہاتھ پاؤن دیئے کہ جو تمین ہوئین اسباب معیشت کے لیے ہمین کسب کا لائق ہمین یہہ طاقت وقوت دی کہ سمندر مین کشتیان چلائین سمندر چیر کر اون سے موتی نکالین پہاڑ کھود کر لعل جواہر حاصل کرین غرض آب و آتش و باد و خاک نباتات و حیوانات ہمارے مسخر کردیئے ہم انسے کسی کسی طرح فایدے اوٹھاتے ہین۔ وہ رات دن ہماری نافرمانیون کو دیکھتا ہے اور ہماری روزی ہم سے نہین چھینتا۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

اگر کسی ہم جنس کے ساتھ ہمارا یہہ معاملہ ہوتا تو خدا جانے وہ کس سختی کے ساتھ ہم سے پیش آتا مگر وہ حلیم ہے اپنے حلم کی صفت سے کام لے رہا ہے لیکن یہہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وہ بڑا سخت گیر ہے اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ کیا یہہ انصاف نہین کہ ہم اوسکی سخت گیری کو ناانصافی قرار دین یہہ ہماری بیوفائی کی سچی سزا ہے

دستِ وفا در کمر عہد کن
تا نشوی عہد شکن جہد کن
جان کہ از آن بہ بجہان یار نیست
ہیچ نیرزد چو وفادار نیست

بیان مذکورہ بالا سے ثابت ہوگیا کہ اوس عہد پر بھی شہادت ادا کرنی چاہیے جو ازل مین خدا اور بندہ کے درمیان ہوا ہے اور اوس عہد پر بھی شہادت ادا کرنی چاہیے جو بندون نے ارواح مقدسہ انبیا علیہم التحیۃ والثنا کے ساتھ کیا ہے۔ یہہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دوسرے عہد کی شہادت جو انبیا کے ساتھ ہوا ہے پہلے عہد کی شہادت پر جو خدا اور بندہ کے درمیان ہوا ہے مقدم ہے کیونکہ خدا کی ہستی اون پیغمبرون کی تعلیم سے معلوم ہوئی ہے اور اوسکے احکام مقررہ انہین کے ذریعہ سے ہمین حاصل ہوئے ہین پس انکی ذوات مقدسہ پر ایمان لانا مقدم ہے۔ علاوہ اسکے عموماً ہر ایک فرقہ کے لوگ خدا کی ہستی کے قایل ہین یہانتک کہ ایک بت پرست بھی اوسکی ہستی کا اقرار کرتا ہے اور بتون کو وجود باری نہین سمجھتا بلکہ کہتا ہے کہ یہہ بت اوسکے اوصاف متعددہ کی صورتین اور اوسکے افعال کے موکل یعنی دیوتا ہین۔ مگر

ایسے لوگوں کو جو ہستی مطلق کے قایل ہیں مسلمان نہیں کہتے ایمان یہہ ہے کہ رسالت اور الوہیت دونوں کا اقرار کرے۔ اس موقع پر ضرور ہوا کہ ہم نبوت اور رسالت کی مختصر کیفیت بیان کریں۔

حقیقت نبوت

رسالہ منقذ من الضلال میں ہے کہ جوہر انسانی اول فطرت میں صرف سادہ پیدا ہوا تھا اوسکو اللہ تعالی کے عالم مختلفہ واقسام مخلوقات کی کچھہ خبر نہ تھی اللہ تعالی نے بہت سے عالم پیدا کئے ہیں جنکا شمار سوائے اوسکے کوئی نہیں جانتا چنانچہ اوسنے فرمایا ہے وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ کہ تیرے پروردگار کے لشکروں کو سوائے اوسکے کوئی نہیں جانتا ان عوالم کو انسان صرف ادراک ہی سے سمجھہ سکتا ہے اور ہر ایک ادراک اسی لئے پیدا کیا گیا ہے کہ انسان اوسکے ذریعہ سے کسی عالم کو دریافت کرے۔ عوالم سے ہماری مراد موجودات کی مختلف قسمیں ہیں ادراک کا پہلا آلہ (ذریعہ) جو انسان میں پیدا کیا گیا ہے قوت لامسہ ہے جس سے بہت سے اقسام موجودات کو انسان پہچان سکتا ہے جیسا کہ حرارت برودت رطوبت یبوست نرم کہردرا وغیرہ لیکن قوت لامسہ رنگ اور آواز کو ہرگز نہیں دریافت کر سکتی بلکہ اس قسم کی موجودات تو قوت لامسہ کے نزدیک معدوم محض ہے۔ اسلئے قوت باصرہ عطا کی گئی جس سے رنگ شکل اور صورت دریافت کرتا ہے اور یہہ عالم عوالم محسوسات میں سے بہت ہی وسیع ہے اور اوسکو قوت سامعہ عطا کی گئی جس سے اصوات و نغمات سنتا ہے پہر قوت ذائقہ عطا کی گئی علی ہذا القیاس خداوند تعالی انسان کو اور بہی قوتیں عطا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ عالم محسوسات سے گذر کر عالم تمیز میں قدم رکہتا ہے اور اوسکو قوت تمیز عطا کی جاتی ہے اور یہہ قوت سات برس کی عمر کے قریب قریب پیدا ہو جاتی ہے یہہ کیفیت اوسکے وجود میں بالکل نئی ہوتی ہے اور وہ ایسے امور معلوم کرنے لگتا ہے جو اس سے پیشتر عالم حس میں معلوم نہوئے تہے۔ اسکے بعد وہ ایک اور کیفیت میں ترقی کرتا ہے کہ اوسمیں خداوند تعالی عقل پیدا کر دیتا ہے جسکے ذریعہ سے وہ واجب جایز اور مستحب وغیرہ امور دریافت کرنے لگتا ہے جو اس سے پیشتر اوسے معلوم نہیں ہو سکتے تہے۔ پہر عقل کے بعد ایک اور کیفیت ہے جسمین انسان کے لئے ایک اور آنکہہ کہلتی ہے جسکے ذریعہ سے عالم غیب اور زمانہ مستقبل کی باتیں اور ایسے ہی اور امور دریافت کر سکتا ہے جنکے دریافت کرنے میں عقل ایسی ہی ناکارہ ہے جیسی کہ قوت حس قوت تمیزہ کے دریافت کرنے میں اور قوت تمیزہ مدرکات و معلومات عقل کے دریافت کرنے میں ناکارہ ہے۔ اگر قوت ممیزہ کے روبرو عقل کے معلومات پیش کئے جائیں گے تو وہ بیشک اون سے صاف انکار کر جائیگی اور اونکو بعید و ناممکن

سمجھے گی اسی طرح اگر عقل کے روبرو نبوت کے معلومات پیش کیے جائیں گے تو وہ بھی حسب معمول وہی انکار
کریگی یہی وجہ ہے کہ بعض عقلانے جنکو مشاہدہ عالم غیب کی آنکھیں عطا نہیں ہوئیں مدرکات نبوت سے انکار
کردیا ہے اور نہیں بعید از عقل سمجہا ہے یہہ نہایت نادانی ہے۔ انکا انکار محض اسوجہ سے تھا کہ یہہ اس سے بے بہرہ
تھے اپنی بے بہرگی سے اونہوں نے یہہ گمان کرلیا کہ وہ درحقیقت ہی موجود نہیں اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ نابینا
مادرزاد کہ اگر اسکو متواتر شنوائی کے ذریعہ سے مختلف رنگ اور شکال معلوم نہوتے اور دفعتہ اوس سے رنگوں اور
شکلوں کا ذکر کیا جاتا تو وہ انکو کبھی نہ سمجھتا اور ہرگز اونکا اقرار نہ کرتا۔ اسیطرح انسان ہی نبوت اور علم غیب سے انکار
اگر اوسکو ظاہر میں کوئی مثال نہ دکھائی جاتی پس خدا تعالی نے اوسکو خاصیت نبوت کا ایک نمونہ عطا فرمایا ہے جسکو
رؤیا اور خواب کہتے ہیں کیونکہ خواب میں کبھی ایسے امور غیبی ظاہر ہوتے ہیں جو آئندہ وقوع میں آنے ہیں یعنی یا تو
صریحاً اونکو دیکھتا ہے یا صورت مثالی میں جسکی تعبیر اوسکی اصلیت کو ظاہر کرسکتی ہے اگر لوگ خواب نہ دیکھتے
اور پہر اونکے سامنے یہہ کہا جاتا کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اونکی حالت مثل غش کرجانے والے کی اور مانند
مردہ کی ہوتی ہے اور اونکے حواس سب معطل ہو جاتے ہیں اور اس حالت میں اونکو غیب کی کچھہ باتیں معلوم ہوتی
ہیں تو بیشک لوگ اوس سے انکار کرتے اور اوسکے ناممکن ہونے پر دلیل قایم کرتے اور کہتے کہ قوائے حسیہ ادراک
اور علم کے اسباب و آلات ہیں جس شخص کو باوصف انکے موجود ہونے کے امور غیبی معلوم نہوتے تو انکے کہوئے
جانے سے بطریق اولے معلوم نہونگے۔ مگر یہہ دلیل ایسی ہے جسکو واقعات اور مشاہدات جہوٹا ثابت کرتے ہیں
پس جیسے کہ عقل آدمی کے قوی میں سے ایک قوت ہے جسکے ذریعہ سے آدمی کے لئے ظاہری آنکھوں کے سوا ایک اور
آنکھہ کہل جاتی ہے جس سے بہت سے ایسے معلومات کو دریافت کرسکتا ہے جنکے اندر حواس ظاہری معطل ہوتے
ہیں اسیطرح نبوت بہی ایک کیفیت ہے جو کہ قوی مذکورہ بالا کے ماسوا ہے جسکے ذریعہ سے ایک تیسری آنکھہ کہل جاتی
ہے جسکے نور سے غیب کی باتیں منکشف ہوتی ہیں اور ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں جنکو عقل دریافت نہیں کرسکتی
اگر کوئی شخص نبوت میں شک کرے تو اوسکا شک تین حالتوں سے خالی نہیں یا تو اوسکے ممکن ہونے میں
شک ہوگا یا اوسکے موجود اور واقع ہونے میں یا ایک شخص معین کے حق میں شک ہوگا کہ اوسکو درجہ نبوت
حاصل ہے یا نہیں اسکے امکان کے ثبوت کی دلیل یہہ ہے کہ نبوت موجود ہے اور جو چیز موجود ہے اوسکے
امکان میں شک نہیں ہوسکتا اب آپ پوچہیں گے کہ نبوت کے موجود ہونے کا کیا ثبوت ہے تو ہم کہینگے
کہ دنیا میں بعض معلومات ایسے ہیں کہ عقل کے ذریعہ سے کبھی دریافت نہیں ہوسکتے جیسا کہ علم طب اور

علم نجوم جو شخص ان علوم کو پڑھتا ہے وہ بالضرور جان لیتا ہے کہ لا ابتداءً بدون الہام الٰہی و توفیق ایزدی کے ان علوم کے پیدا ہونے کی کوئی صورت نہیں اگر کوئی کہے کہ یہہ سب علوم تجربہ سے ثابت ہوئے ہیں اور ہو سکتے ہیں تو اوسکے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ بعض احکام علم نجوم کے ایسے ہیں جنکا وقوع ہزار برس میں ایک دفعہ ہوتا ہے اور تجربہ کئی دفعہ آزمانے کا نام ہے تو بتلائیے کہ اس صورت میں کس حکیم کی عمر ایسے مسائل کے تجربے کے واسطے مکتفی ہوئی ہے یا ہو سکتی ہے علی ہذا القیاس اور دیگر خواص۔ پس اس دلیل سے ثابت ہوا کہ ممکن ہے کہ ایسے امور کے دریافت کرنے کے لئے ایک اور قوت سوائے قوت عقل کے ہو۔ اسی قوت کو ہم نبوت کہتے ہیں۔ بلکہ ایسی چیزوں کا دریافت کرنا جو مدرکات عقل سے خارج ہیں نبوت کے خواص میں سے ایک خاصہ ہے اور اسکے سوائے نبوت کے اور بہت سے خواص ہیں جو بیان میں نہیں آ سکتے۔ اور جو خواص نبوت کے ہمنے بیان کئے ہیں وہ سمندر میں سے ایک قطرہ ہیں کیونکہ تمہارے پاس اوسکا ایک نمونہ خواب ہے اور دوسرا نمونہ علم طب اور علم نجوم وغیرہ ہیں اور یہہ بھی انبیا علیہم السلام کے معجزات ہیں جنکو عقلا و حکما اپنی عقل کے سرمایہ سے ہرگز دریافت نہیں کر سکتے تھے۔ انکے علاوہ بعض خواص نبوت ایسے ہیں کہ وہ صرف اوس ذوق سے حاصل ہو سکتے ہیں جو تصوف کے رستہ پر چلنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر نبی کے لئے کوئی ایسا خاصہ ہو جسکا نمونہ آپکے پاس نہیں تو اس صورت میں آپ اوسکو کبھی نہ سمجھہ سکینگے چہ جائیکہ اوسکی تصدیق کریں کیونکہ تصدیق سمجھنے کے بعد ہوا کرتی ہے یہہ نمونہ سلوک تصوف کے ابتدائی درجہ میں ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ ابتدا ہی میں ایک ذوق پیدا ہو جاتا ہے اور اوس سے ایک طرح کی تصدیق اون معلومات کی حاصل ہو جاتی ہے جو صرف عقل و فکر سے حاصل نہیں ہو سکتے اور یہی ایک خاصیت نبوت پر ایمان لانے کے واسطے کافی و وافی ہے۔ اگر آپ کو کسی شخص کی نبوت پر شک ہے کہ وہ نبی ہے یا نہیں تو یہہ شک اوسکے احوال کے دریافت کرنے سے رفع ہو سکتا ہے اور نبوت کا یقین حاصل ہو سکتا ہے اور یہہ احوال کی معرفت یا تو اوس نبی کے مشاہدہ سے ہو سکتی ہے یا متواتر سماعت کے ذریعہ سے۔ دیکھو جب آپنے علم طب اور علم فقہ کا پڑہا تو آپ کو یہہ طاقت حاصل ہوگئی کہ آپ کو اطبا اور فقہا کا حال دریافت ہونے لگا یا تو اونکے حالات کے دیکھنے سے یا اونکے اقوال کے سننے سے۔ اگر آپ اونہیں دیکھہ نہیں سکتے تو یہہ امر تو آپ بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ امام شافعی فقیہ تھے اور جالینوس طبیب تھا۔ یہہ علم بطور تحقیق حاصل ہوا ہے نہ بطور تقلید کے سن سنا کے بلکہ اونکی کتابوں اور تصنیفات کے دیکھنے سے جو آپنے علم فقہ پڑہتے وقت دیکھی ہیں پس اسطرح سے آپ اونکے حالات بالضرور جان

جان سکتے ہین یہہ ہے حقیقت نبوت کی جو جمیع انبیا پر صادق آتی ہے۔ اب ہم خاص نبوت خاتم الانبیا فخر عالم و آدم رسول رب العالمین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہین۔

در حقیقت نبوت خاتم الانبیا محمد مصطفے احمد مجتبے صلی اللہ علیہ وسلم

جب تم نبوت کے معنی سمجھکر قرآن و احادیث مین نظر کروگے تو تمکو ثابت ہو جائیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلے درجہ کے نبی تھے اور اس امر کی تائید اسطرح ہو جائیگی کہ جب تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقوال کو دیکھوگے جو عبادات کے تصفیہ قلب کرنے کے باب مین ارشاد فرمائے ہین تو اونکو برحق اور درست پاؤگے اور تمنے دیکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ قول کیسا سچا ہے کہ مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (جو شخص اپنے علم پر عمل کریگا اللہ تعالی اوسکو اون علوم کا وارث کریگا جنکو وہ نہین جانتا) اور نیز یہہ قول کہ مَنْ اَعَانَ ظَالِمًا سَلَّطَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ (جو شخص ظالم کی مدد کرتا ہے اللہ تعالے اوسی ظالم کو اوسپر مسلط کر دیتا ہے) اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہہ تعلیم کہ مَنْ اَصْبَحَ وَهُمُومُهُ هَمٌّ وَاحِدٌ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى هُمُومَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (جو شخص صبح کو اوٹھے اور اوسکو صرف ایک ہی فکر ہو یعنی فکر الٰہی تو اللہ تعالے اوسکے سارے دنیا اور آخرت کے غم رفع کر دیتا ہے) جب آپ ان اقوال کی صداقت کا تجربہ ہزار اقوال مین یا دو ہزار یا کئی ہزار اقوال مین کرینگے تو آپکو معلوم ہو جائیگا کہ یہہ ارشادات محض صدق ہین جنمین کوئی شک نہین پس آپ اس طرح کی تعلیمات سے نبوت کی تلاش کرین نہ لاٹھی کے سانپ بن جانے یا چاند کے پھٹ جانے سے کیونکہ جب آپ صرف کسی ایسے ایک معجزہ کی طرف نظر ڈالینگے اور اسکے ساتھہ دیگر بیشمار قرینے اور دلایل جو آنحضرت صلعم کی صداقت اور راستی پر دلالت کرین شامل نہو دین تو اس صورت مین کبھی آپ کا خیال گذریگا کہ وہ سحر تھا کبھی یہہ گمان گذریگا کہ یہہ خیال بندی تھی اور شاید یہہ شبہہ جو آپکے دل مین پیدا ہو خداوند تعالی کی طرف سے گمراہی مین ڈالنے کے لئے ہو کیونکہ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۤءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۤءُ (اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے) یا اور شبہات معجزات کی بابت آپکے دل مین پیدا ہون لیکن اگر آپکا ایمان نبوت پر ایسے کلام کی سند سے ہوگا جو ایک سلسلہ وار ہو اور اسمین بہت سی صداقتین ہون تو بصورت دلالت معجزہ کے آپکا ایمان یقینی اور پختہ ہوگا۔ غرض خوارق عادات ہی کو دلیل اور مدار کل نبوت کا نہین ٹھیرانا چاہئے بلکہ انکو منجملہ دیگر قراین و دلایل کے ایک دلیل اور قرینہ سمجھنا چاہئے تاکہ آپ کو ان مجموعہ دلایل سے ایک ایسا ضروری علم

نبوت حاصل ہو جاتی ہے جسکی سند مین کسی ایک معین اور خاص دلیل پر اسکا تکیہ اور بہروسا نرہے جیسا کہ کسی چیز کا علم تواتر اور شہرت عامہ سے حاصل ہووے تو وہان یہہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ یقین فلان شخص واحد مخصوص سے حاصل ہوا ہے بلکہ اس علم ویقین کا منبع غیر معین ہوتا ہے اور مجموعہ اعداد کثیرہ سے باہر نہین ہوتا یہی علم تو ایمان علمی ہے - اور جو نبوت کا علم بطور ذوق کے حاصل ہو وہ تو مشاہدہ کا حکم رکہتا گویا یا یون کہو کہ اوسکو ہاتہہ سے پکڑ لیا. اس قسم کا علم ویقین سواے طریق صوفیہ کرام کے حاصل نہین ہوتا

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دیروز در بستان سرہمہ طوطیان خوشنوا	کرتی تہین نعت مصطفی بلغ العلی بکمالہ
اور بلبلین سب بولتے لے کر ہر اک گل کی بو	کرتی تہین تہی یہی لقلق کشف الدجی بجمالہ
اور قمریان کس ذوق سے گردن نکالے طوق سے	کہتی تہین جوش شوق سے حسنت جمیع خصالہ
چڑیون کے سن کے چہچہے انسان ہلا کیون چپ رہے	واجب ہے اوسکو یون کہے صلوا علیہ وآلہ
سَلِّمُوْا یَا قَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلٰی صَدْرِ الْاَمِیْنِ	مُصْطَفٰی مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ

حضرت رسالتپناہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مظہر اسم اعظم وقطب الاقطاب ہین حضرت باری عز اسمہ کے نائب برحق وخلیفہ مطلق ہین اگرچہ آدم وہارون و داود خلفاء تہے مگر خلعت خلافت کاملہ سواے آپکے اور کسی کو مرحمت نہین ہوا مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (جسنے رسول کی اطاعت کی ضرور اللہ کی اطاعت کی) اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ خلیفہ کامل ہین اونکی اطاعت عین اطاعت الٰہی ہے اور مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ (جسنے مجہے دیکہا بیشک اللہ کو دیکہا) اسی لطیفہ سے کنایہ ہے کہ وہ نائب اکمل ہین اونکا دیدار عین دیدار خدا ہے اسی کمال کی وجہ سے خاتم ختمیت آپکے نام ہی پر منقش ہوا کہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (مگر خدا کا بہیجا ہوا اور خاتم انبیا ہے) اور اسی اکملیت کے سبب سے اوسکا دین متین وشرع مبین تغیر ونسخ سے مبرا ہے کہ نَحْنُ نَزَّلْنَاہُ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ (ہمنے اوسے یعنی دین اور قرآن شریف کو اتارا ہے اور ہمین اوسکے ہمیشہ محافظ ونگہبان ہین) اوسکے دین کے نسخ وتغیر سے محفوظ رہنے مین یہہ سر ہے کہ جناب باری عز اسمہ ازلی وابدی ہے اوسکی ذات وصفات مین کبہی تغیر وتبدل نہین ہوگا جو شخص اوسکا نائب کامل وخلیفہ اکمل ہوگا اوسمین بہی ضرور کوئی ایسی صفت ہونی چاہیئے جو تغیر وتبدل سے مبرا ہو اسیواسطے حق سبحانہ وتعالی نے حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ تو تیرا کالبد خاکی فنا ہو جائیگا مگر تیرا دین ہمیشہ قایم رہیگا تیر

جاکر جو تیرے دین کے پ رو ہین دنیا کے بڑے بڑے شہر فتح کرکے اونمین تیرا دین پھیلا وینگے تیرا دین قیامت تک قایم رہے گا خلفای راشدین و سلاطین اہل اسلام نے اشاعت اسلام جو کوششین کی ہین ظاہر ہین

یا سید الانام درود جناب تو	در زبان ماست ہر سال و صبح و شام
نزدیک تو چہ تحفہ فرستیم ما ز دور	در دست ما ہمین صلوات ست والسلام

آپ کی ذات بابرکات جامع جمیع کمالات ہے موسی و ہارون علیہما السلام کو حکم ہوا تھا فَقُولَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا فرعون کو نرم کلامی کے ساتھہ خطاب کرو آپ کو ارشاد ہوا کہ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ قریش کے ساتھہ درشتی کر مگر آپ ہمیشہ کفار کے ساتھہ نرمی اور صبر اور تحمل کے ساتھہ سلوک کرتے ہے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے حق مین دعا کی کہ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا اے پروردگار مت چھوڑ روے زمین پر کافرون مین سے کوئی گھر بسنے والا یعنی کسی کافر کو روی مین پر زندہ نچھوڑ کفار ملاعین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک جنگ احد مین شہید کردیئے اور یہان تک اذیت دی کہ زرہ کے حلقے رخسار مبارک مین گھس گئے اور ہمیشہ طرح طرح کی ایذائین دیتے رہے مگر اوس ابر کرم نے نرمی اور حلم سے منہ نہ موڑا اور یہی فرماتے رہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَاهْدِ قَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اے پروردگار بخش دے اور ہدایت کر میری قوم کو کہ وہ میری ماہیت کو نہین جانتی آیۃ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ (ختیار کر عفو اور امر معروف کا اظہار کر اور جاہلون سے منہ پھیر لے) آپکے دریای مکارم اخلاق سے ایک قطرہ ہے اور آیہ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (تمکو تلاش کرنے والا ہے اور مومنون پر نہایت مہربان شفقت کرنے والا ہے) اوسکی گلزار رحمت بے پایان سے ایک شگوفہ ہے۔ رؤف و رحیم حق سبحانہ و تعالی کے دو نام ہین انبیای سابقین مین سے کسی نبی کو یہہ فضیلت عطا نہین ہوئی کہ اللہ تعالے نے اپنے دو نامون سے جو مظہر جمال ہین اوسکو مختص کیا ہو یہہ فضیلت صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوئی ہے کہ خداوند تعالے نے اپنے دو نام متبرک آپ کو عطا فرمائے چنانچہ اپنے حق مین فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ بیشک اللہ تعالی لوگون پر نہایت مہربان شفقت کرنے والا ہے اور رسول کریم کے حق مین ارشاد فرمایا کہ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ رسول خدا صلعم مومنون پر نہایت مہربان شفقت کرنے والے ہین

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

آپ بڑے فیاض و جواد و سخی تھے یہان تک کہ آپ کی شان مین وارد ہوا کہ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ

فتقعد ملوماً محسوراً اور نہ کھول دے ہاتھ اپنا نرا کھولنا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا

ما قال لا قط الا فی تشهده — لولا التشهد لم یسمع له لا لا

یعنی آپ نے بموجب وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (کسی سائل کو رد نہ کر) کسی سائل کا سوال رد نہ کیا اگر سروقت کچھ موجود نہ ہوتا تو قرض لیکر دیتے۔ اسی باب میں حضرت حسان بن ثابت نے فرمایا ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے کبھی لفظ لا نہیں نکلا بہ تشہد سو وقت اگر تشہد نہ ہوتا تو آپ کی زبان سے ہرگز لفظ لا نہ سنا جاتا

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز — مگر باشهدان لا اله الا الله

آپ نہایت نرم مزاج حلیم الطبع تھے آپ کی نرم خوئی کی تعریف میں حق تعالی نے فرمایا ہے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ سو یہ کچھ اللہ کی مہر ہے کہ تو نرم خو ملا انکو اور اگر تو ہوتا درشت خو سخت دل تو بیشک تیرے پاس سے بھاگ جاتے تفسیر مفاتیح الغیب میں حضرت امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ سے مروی ہے کہ بہت بڑا احسان کیا اللہ تعالی نے ہم لوگوں پر کہ ہم سب مشرک تھے اگر لاتے ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دین کو یکبارگی اور لاتے قرآن کو دفعۃً تو البتہ بھاری ہوتیں یہہ تکلیفیں ہمپر اور ہم لوگ دین اسلام میں نہ آسکتے مگر دعوت کی آپ نے ہمکو ایک کلمے پر جب ہمنے اوسے قبول کر لیا اور حلاوت ایمان کی اوس سے پہچانی پھر سارا دین براہ نرمی ہمنے ایک ایک کلمہ کرکے پہچان لیا یہانتک کہ پوری ہوگئی شریعت آپ نبی امی تھے اور امی اوس شخص کو کہتے ہیں جو ام یعنی ماں کی طرف منسوب ہو وہاں ہی کی گود میں پرورش پاوے اور کسیطرح کی تعلیم اوسے نہ دیجائے ہمارے رسول اکرم نے کسی ظاہری استاد سے تعلیم نہیں پائی مگر باوجود اسکے استاذ الکل اور افتخار عرب و عجم تھے۔

نگارمن کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت — بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

یہہ فقط ادب لدنی کا نتیجہ تھا کہ رب جہان سے آپکا ادب بہتر تھا چنانچہ فرمایا اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ ادب سکھایا مجھے میرے رب نے پس بہت اچھی طرح کی میری تادیب اور یہہ محض تعلیم الٰہی کا خاصہ ہے کہ آپکی تعلیم سب دنیا کی تعلیم سے برتر تھی چنانچہ فرمایا ہے عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمِیْ تعلیم دی مجھکو میرے رب نے پس بہت اچھی طرح کی تعلیم میری ظاہری تعلیم حاصل نہ کرنے میں یہہ سر تھا کہ استاد کو آپ پر فضیلت نہو

ای عربی نسبت و امی لقب — بندہ تو ہم عجم و ہم عرب
گرد سرت بطحی و یثربی — خاک درت مشرقی و مغربی

تیغ عرب زن که فصاحت تراست　　صید عجم کن که ملاحت تراست
گر بقلم غالیه سا نیستی　　یا بخط انگشت نما نیستی
چون ز تو خواهند و نویسند هم　　گر تو نخوانی ننویسی چه غم
از تو سیه رست سپیدی امید　　هر که سیاهی نه نهی بر سپید
خواندنت این بس که سخن راندهٔ　　دور روان ابجد اخواندهٔ

آپ حسن خلق مین اکمل الخلق تھے آپکے مکارم اخلاق و محاسن اوصاف مثلاً حلم عفو صبر جود شجاعت حیا اور حسن معاشرت اقارب و اجانب و خویش و بیگانہ کے ساتھہ اور شفقت و رحمت عامہ جمیع خلایق پر اور وفاے عہد صلہ رحم تواضع عدل امانت صدق وقار مروت زہد قناعت وغیرہ اوصاف شریفہ و اخلاق حمیدہ اسطرح درجہ کمال و حد اعتدال پر تھے کہ کسی طرح اوپر زیادتی ممکن نہین آپکے کمال خلق کی اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ قرآن شریف مین آپکے خلق مبارک کی تعریف عظیم کے ساتھہ واقع ہوئی ہے کہ وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ بیشک آپکے اخلاق بہت بڑے عمدہ ہین ہماری زبان سے کب اونکی تعریف ہو سکتی ہے

وصف خلق کیکه قرآن ست　　خلق را وصف و چه امکان ست

امام فخر الدین رازی تفسیر مفاتیح الغیب مین لکھتے ہین کہ حسن خلق مین دو سر ہین اول یہہ کہ جواہر نفوس انسانی مین مختلف ہین چنانچہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ آدمی مثل کان کی ہین جیسے کان سونے چاندی کی یعنی نقصان و کمال اور کھوٹے کھرے ہونے مین پس آدمی جبتک نقصان کی جانب مایل ہوگا اوسمین عادت حقارت اور رذالت و پلیدی پائی جاویگی اور شہوت غضب محبت مال و لذات دنیوی اوسپر غالب ہوجائینگے اسیطرح اگر آدمی کمال کی طرف مایل ہوگا تو اوسکو قوت نظریہ و قوت علمیہ مین اعلی درجہ کا کمال حاصل ہوگا گویا کہ وہ شخص ارواح ملایکہ کی جنس مین سے ہوگا اور کبھی شہوات کا تابع نہوگا غضب اوسپر غالب نہوگا اور مال و جاہ کی محبت سے اوسکا دل پاک ہوگا - دوسرا یہہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ عَرَفَ سِرَّ اللّٰهِ فِی الْقَدَرِ هَانَتْ عَلَیْهِ الْمَصَائِبُ جسنے پہچانا اللہ تعالی کا بہید قدر کی بابت آسان ہوجائینگی اوسپر مصیبتین کیونکہ وہ جان لیگا کہ حوادث ارضیہ سب اسباب الٰہیہ کی طرف منسوب ہین پس جان لیگا کہ حذر ہرگز نہ دفع کریگا قدر کو یعنی کسی چیز کے پرہیز سے قضا قدر کی بات ٹلنے والی نہین پس اگر اوسکا کوئی مقصود فوت ہوجائیگا تو وہ ہرگز افسوس نکریگا اور جب

حاصل ہوگا اوسکا محبوب تو وہ اوس سے مانوس نہوگا کیونکہ وہ روحانیات کو دیکھتا ہے جو جسمانیات کی نسبت
نہایت لطیف و شریف ہین اسوقت اوسکی یہہ حالت ہوجائیگی کہ وہ دنیا کی کسی لذیذ و طیب چیز کے واسطے
جہگڑا نہ کریگا اور کسی مطلب کے فوت ہوجانے پر رنجیدہ خاطر نہوگا جب آدمی اس درجہ کو پہونچ جائیگا تو وہ بہت
ہی اعلے درجہ کا خلیق اور لوگون کا نہایت ہی بہتر مصاحب ہوگا چونکہ جناب سرورکائنات کا نفس مقدس غایت جلال و
نہایت کمال پر تہا اور ہر طرح سے آپ اکمل البشر تہے اون صفات مین جو لازمہ خوش اخلاقی ہین اسواسطے آپ
حسن خلق مین بہی افضل و اکمل الخلق تہے اسواسطے کہ جمیع کمالات و خوبیان و معجزات باہرات و خوارق عادات
و مکارم اخلاق و محاسن اوصاف آپکی ذات مین بوجہ اتم طریق اکمل مجتمع تہے - اسکی دلیل یہہ ہے کہ ذوات
مقدسہ انبیا مین تمام کمالات و خوبیان و عظایم اخلاق حسنہ و مکارم اوصاف حمیدہ مندرج تہے یعنی ہر ایک
نبی کو اوسکے رتبہ و قرب کے موافق جو خدا کے نزدیک اوسکو حاصل تہا ان اخلاق کا ایک ایک حصہ عطا کیا گیا تہا -
یہان تک کہ کل انبیا کے مجموعہ مین جمیع اوصاف حسنہ کا مجموعہ موجود تہا اسیواسطے حضرت سرورکائنات صلعم کو
انبیا کے اقتدا کا ارشاد ہوا کہ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (یہہ وہ لوگ تہے
جنکو ہدایت دی اللہ نے سو تو اونکی راہ چل) مراد اس اقتدا سے اقتدا بالمعرفت نہین کہ اوسے تقلید کہتے ہین اور تقلید
رتبہ و شان محمدی کے شایان و مناسب نہین - اور نہ یہہ اقتدا اقتدا بالشریعت ہے کیونکہ خود شریعت آپکی ناسخ جمیع
شرایع ماتقدم تہی پس لامحالہ اس اقتدا کو اقتدا بمحاسن اخلاق و خصایص و شمایل انبیا علیہم السلام پر محمول
کرنا چاہیے - اور نیز اسی مضمون کی تائید اس حدیث شریف سے بہی ہوتی ہے کہ اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ
الْاَخْلَاقِ میری بعثت اسواسطے ہوئی ہے کہ مین جمیع انبیاے گزشتہ کی عمدہ عمدہ عادات و خصایل کو پورا کرون
اسیواسطے جو جو کمالات و عظایم اخلاق و مکارم اوصاف اور خوبیان کہ جدا جدا اور تہوڑی تہوڑی انبیاے
سابقین علیہم السلام مین تہین بموجب آیہ کریمہ حدیث شریف مرقومہ بالا سطرح آپکی ذات اقدس مین یکجا جمع
ہوگئین کہ مزید بران ممکن و متصور نہین اور آپ ہر طرح سے مستجمع جمیع اوصاف کمال ہوکر متخلق باخلاق الہی اور
متصف اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ہوگئے چنانچہ حضرت رسول کریم علیہ السلام کو توبہ استغفار و عدل اخلاق
و صفوت ملی جیسے آدم اور داود علیہما السلام کو اور تواضع اور ریاست تامہ و حکومت عامہ ظاہریہ و باطنیہ
ملی جیسی سلیمان علیہ السلام کو اور آپکو حسن غایت درجہ کا ملا جیسے یوسف علیہ السلام کو اور آپکو حلم ملا
اور خلت یعنی جانی محبت ملی جیسے ابراہیم علیہ السلام کو اور آپکے اخلاص اور خدا کے ساتھ ہمکلام ہونے

کا درجہ ملا جیسے موسیٰ علیہ السلام کو اور آپ کو فہم دیا گیا جیسے ادریس علیہ السلام کو اور جود ملا جیسے ہود علیہ السلام کو اور عبادت ملی جیسے صالح علیہ السلام کو اور رتبہ امر معروف و نہی عن المنکر ملا جیسے یحییٰ علیہ السلام کو اور آپ بڑے عابد تھے جیسے یونس علیہ السلام اور آپ بڑے شکر گزار تھے جیسے نوح علیہ السلام اور آپ بڑے زاہد تھے جیسے عیسےٰ علیہ السلام اور آپ بڑے صابر تھے جیسے ایوب علیہ السلام۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کو خلق آدم معرفت شیث شجاعت نوح شدت موسیٰ لسان اسمعیل حب دنیا ال رضائے اسحق فصاحت صالح حلت لوط اور عصمت یحییٰ عطا ہوئی تھی انکے علاوہ اور کمالات بھی مرحمت ہوئے تھے جیسے دیدار الٰہی اور بلا پردے سر کا قرب حق شفاعت کبریٰ ولایت انواع و اقسام کے تصرفات محبوبیت مطلقہ کافروں سے جہاد علم اولین و آخرین غایت محبت کا عرفان فصل خطاب حجت شرعی سے جھوٹے کو سچے سے الگ کرنا فتوے دینا اجتہاد اجتباء شہادت سیری قرات آگے پیچھے سے اور اجالے اندھیرے میں برابر دیکھنا اور جس گلی سے آپ چلتے اسمیں بوی مشک اوڑتی اور سوائے اسکے اور بیشمار صفات و خصائص و اوصاف کمال و نعوت جلال تھے جنمیں آپ منفرد و یگانہ تھے اور اکثر انبیای سابقین میں یہ صفات و کمالات موجود نہ تھے۔ ولنعم ما قیل

تو ہے داود نغم تو ہے سلیمان خاتم	فکر یحییٰ ہے تو ذکر زکریّا ہر دم
خلق خاص خلیل و برکات آدم	شکر یعقوب و صبر دل ایوب بھم

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کا ظہور اگرچہ ظاہر میں جمیع انبیا کے بعد ہوا لیکن رتبہ میں آپ سب انبیا علیہم السلام سے مقدم و افضل تھے اگر یہ تاخر زمانی نہوتا تو نکتہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ حل نہو سکتا۔

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ	ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
ای فخر رسل قرب تو معلوم شد	دیر آمدہٗ ز راہ دور آمدہ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا ۱۸

بزغ الحبیب المجتبیٰ فی سحۃ اللیل الدجی	کالشمس تشرق فی الضحی صلوا علیہ واٰلہ
ولقد انادی یا حشی لتقطعی بفراق ذا	فلطال صبری فی البلا صلوا علیہ واٰلہ
یا رھط اٰل محمد یا صحب صحبۃ احمد	روحی و نفسی قد فدا صلوا علیہ واٰلہ

حضور اقدس کے مناقب بیشمار و مدایح لاتعد ولاتحصی ہین بڑے بڑے فصحاے عالی رتبہ اور بڑے بڑے بلغاے بلندپایہ کا اس بحر مین قافیہ تنگ ہے ہیچمدان ہیچ زبان ژولیدہ بیان ممدوح رب العالمین و محمود احسن الخالقین کی مدح سرائی کا دعوے کرے تو سراسر فضول ہے اسی ایک مدح پر اکتفا کرے تو بیشک مقبول ہے

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ ‖ لَوْلَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ
دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمِ ‖ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

آپ کی اطاعت عین اطاعت حق ہے جو آپ پر ایمان لایا مقبول دارین ہو جسنے آپ کی نبوت و رسالت کی تصدیق سے انکار کیا یا کوئی شبہہ و وسوسہ دل مین پیدا ہوا وہ دونون جہان مین ذلیل و رسوا ہوا۔

خلاف پیغمبر کسے رہ گزید ‖ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
نبی حَبِیْبٌ عَرَبِیٌّ مَدَنِیٌّ قُرَشِیْ ‖ کہ بود درد و غمش مایہ شادی و خوشی
جامی ارباب وفا جز رہ عشقش نروند ‖ سر بیادت چو ازین راہ قدم باز کشی

الٰہی اس عاصی کو اپنے رسول مقبول کی محبت عطا کر اور اوسکی متابعت کی توفیق دے کہ وسیلہ نجات دارین ہو

براے من شفیع محشرش کن ‖ دگر خاکم کنی خاک درش کن ۔ مولف

حضرت محمد مصطفے صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا ‖ فخر الرسل خیر الورے صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
وہ مالک ہر دوسرا ہے شان مین جسکی کہا ‖ اِنَّا فَتَحْنَا وَالضُّحٰی صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
وہ خسرو عالی نسب کسری و قیصر جسکے سب ‖ تہے آستان پر جبہ سا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تخت اوسکا جب فرق ہوا عرش برین موقف ہوا ‖ قوسین کا رتبہ ملا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
مازاغ تہا کحل البصر آئے حقایق سب نظر ‖ پردہ دوئی کا اوٹھ گیا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
منزل اوسکی تہ دنو تھی مین وطہ بارگاہ ‖ لولاک تاج فرق تہا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
یان وہ شہ دنیا و دین ہے رحمۃ للعالمین ‖ شافع وہی ہے روز جزا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
ذرات اوسکے نور سے تابان ہوئے ہیں نور سے ‖ شَمْسُ الضُّحٰی بَدْرُ الدُّجٰی صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
سقا تہا اوسکا اک خضر عیسی تہا اوسکا بخیہ گر ‖ وَهُوَ الْحَبِيْبُ الْمُجْتَبٰی صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
ہجران مین مثل حشر ہا یہ حشا ندر و یا زار زار ‖ جنت کا پہل اوسکو دیا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
جن و ملک شمس و قمر حور و پری انس و بشر ‖ کرتے ہین ہر دم یہ صدا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

[illegible]

منقبت صحابہ کرام و عترت عظام رضی اللہ عنہم

واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قطب الاقطاب ہیں اور قطب کا یہ خاصہ ہے کہ اوسکے دو عالم ہوتے ہیں ایک عالم ظاہری دوسرا عالم باطنی۔ عالم ظاہری کے ساتھ ظاہری عالم کی تدبیر کرتا ہے مثلاً انتظام مہمات فصل خصومات سیاست مدن تدبیر منزل انتظام وسایل کسب معاش اپنے تئین اور نیز اپنے گروہ کو جو اوس سے وابستہ و متوسل ہو شر اعدا سے محفوظ رکھنا اور ایسے ہی وہ امور جو حسن معاشرت و اہتمام مہمات دنیوی تعلق رکھتے ہین اونکا انتظام کرتا ہے اور عالم باطنی کے ساتھ عالم باطنی کی تربیت کرتا ہے جو لوگ علم باطن سے بیخبر ہوتے ہین اون کو خبردار کرتا ہے اونکو تقلید کے اندھیرے سے نکالکر نور ایمان کی روشنی دکھاتا ہے ایمانداروں کو طریقت کی طرف ہدایت کرتا ہے کیونکہ محض ایمان جس سے مراد شریعت ہے بے حقیقت اور مہمل ہے اسلئے کہ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہین اور طریقت آپکے افعال ہین اور ظاہر ہے کہ قول بے عمل کچھہ رتبہ نہین رکھتا اور محض زبانی قول سے آئینہ دل زنگار جہالت سے مصفّٰی نہین ہوتا پھر اس مقام سے بڑھکر مقام حقیقت و عبودیت مین اونکو لے جاتا ہے جسمین اسرار ربانی و انوار یزدانی کا بلا واسطہ و حجاب مشاہدہ ہونے لگتا ہے یہی تربیت ہے جو قطب کے باطنی عالم سے مریدون کو حاصل ہوتی ہے حضرت شیخ مجدد الف ثانی فرماتے ہین کہ قطب الارشاد جامع کمالات فردیہ ہوتا ہے یعنی جو کمالات ہر ایک فرد بشر مین پائے جاتے ہین اور جنکی تصدیق شریعت کرتی ہے وہ سب اوسکی ذات مین موجود ہوتے ہین اور یہہ قطب نہایت عزیز الوجود ہوتا ہے کبھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ یہہ کئی قرنون کے بعد وجود مین آتا ہے اور عالم ظلمانی اوسکے ظہور کے نور سے منور ہو جاتا ہے اوسکے ارشاد کا نور تمام عالم پر شامل ہوتا ہے جس شخص کو رشد ایمان و نور ہدایت حاصل ہوتا ہے اوسی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے بدون اوسکے توسط کے کسی کو یہہ دولت میسر نہین ہو سکتی اوسکی ہدایت کا نور مثل سمندر کی تمام عالم پر محیط ہے اور یہہ سمندر گویا منجمد ہے کہ اوسمین کوئی حرکت نہین جو شخص اخلاص قلبی کے ساتھہ اس قطب کی طرف متوجہ ہوتا ہے یا خود قطب کسی شخص کی جانب توجہ کرتا ہے تو توجہ کے وقت اوس سمندر سے ایک روزن کہل جاتا ہے اور مرید بقدر توجہ و اخلاص اوس سے سیراب ہوتا ہے کبھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایک شخص ذکر الٰہی مین مشغول ہے اور قطب کی جانب اوسکو صلا توجہ نہین اور اوسکی یہہ بے توجہی اسوجہ سے نہین کہ وہ قطب کے کمالات سے انکار کرتا ہے بلکہ اس جہت سے ہے کہ وہ اوسے جانتا ہی نہین اس حالت مین بھی شخص ذکر کو

قطب سے ضرور فایدہ حاصل ہوتا ہے لیکن توجہ کی صورت مین یہہ فایدہ جلد اور بیشتر حاصل ہوتا ہی
اور عدم توجہ اور بیخبری کی صورت مین دیر کرکے اور کمتر حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص قطب کا منکر ہوتا ہے یا
قطب خود کسی سے کشیدہ خاطر ہوتا ہے ہر چند ذاکر ذکر مین مشغول ہو ہدایت سے محروم رہتا ہے اگرچہ قطب اوسکی
ضرر کا قصد نہ کرے اور یہہ بھی چاہتا ہو کہ وہ ہدایت سے محروم رہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص
قطب کے ساتھہ اخلاص و محبت رکھتا ہے مگر وہ اوسکی جانب توجہ نہین رکھتا اور نہ ذکر الٰہی مین مشغول ہے باوجود
اسکے نور رشد و ہدایت اوسکو حاصل ہو جاتا ہے۔ قطب الارشاد کے سوا ایک اور قطب ہے جسکو قطب الابدال
کہتے ہین اور یہہ واسطہ بقای عالم ہے دفع بلیات و حوادث اور حصول صحت و عافیت اناجون کا پیدا کرنا
پانی برسانا وغیرہ امور جو موجب بقای سلسلہ عالم ہین اوسکے اسی فیض کے ساتھہ منوط و مربوط ہین
قطب الابدال ہمیشہ اپنے کام مین مشغول رہتا ہے اگر ایک چلا جاے تو دوسرا اوسکی جگہ قایم ہو جاتا ہے یہہ
لازم نہین کہ قطب ارشادی بھی ہر وقت موجود ہوا کرے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ زمانہ ایمان و ہدایت سے
بالکل خالی ہو جاتا ہے۔ قطب الارشادی وہی ہے جو شخص فرد اکمل ہوگا وہ حضرت خاتم الرسل کے قدم بقدم
اور تابعت مین راسخ دم ہوگا اور اوسکا کمال رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمال کے مطابق ہوگا
ان دونون کمالات مین فرق یہہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اصل ہے اور قطب کا کمال
تابع ہے۔ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ مین قطب الارشاد تھے اور قطب الابدال اوس وقت
اویس قرنی تھے انتہے کلامہ الحاصل اس مضمون کا خلاصہ یہہ ہے کہ قطب کا باطن جو عالم باطن کا مدبر ہے
عقل اول کی قسم مین سے ہے اور قطب کا ظاہر جو عالم ظاہر کا مدبر ہے اوسکی صورت نوعی اور ہیئت
موجودہ شخصی ہے۔ جبتک یہہ صورت عالم شہادت مین موجود ہے اور ظاہری انکہون سے دکھائی دے
رہی ہے اپنے کام یعنی تربیت و تدبیر عالم ظاہر مین مصروف و مشغول ہے اور جب پردہ خفا مین مخفی و محتجب
ہو جاتا ہے اور ظاہر کالبد خاکی فنا پزیر ہو جاتا ہے تو افراد کاملہ مین سے کوئی فرد اکمل اوسکا نایب
بنکر اس کام مین اشتغال اختیار کرتا ہے اور اوسکا قایم مقام ہوتا ہے اور دونون کے مرتبہ مین فرق صرف
وہی ہوتا ہے جو نایب و منوب یا خلیفہ و مستخلف مین ہوا کرتا ہے۔ مستخلف انبیا ہین اور خلیفہ اولیا
تابعین و صالحین ہین جسطرح انبیاے سابقین کے خلفا تھے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی
خلفا ہین۔ بعض انمین سے گزر چکے ہین اور بعض آنے والے ہین اور یہہ سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا

اور یہی خلفا ہیں جو حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد طیبین و عترت طاہرین ہیں اور جو
سے آپکے فرزندان بزرگوار ہیں کہ آپکے علم و عصمت کے جامع ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے
اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ علما انبیا کے وارث ہیں نیز فرمایا عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل
میری امت کے علما انبیاے بنی اسرائیل کے مشابہ ہیں نیز فرمایا اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ
اِهْتَدَيْتُمْ میرے سب اصحاب مثل ستاروں کے ہیں انمیں سے جسکی تم پیروی کروگے ہدایت پاؤگے۔
چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفا کامل و اکمل تھے اسوجہ سے امت کو کسی پیغمبر کے وجود کی حاجت نہی۔
ہر ایک زمانہ میں ایک یا زیادہ قطب موجود رہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ارشاد و ہدایت
و تربیت خلق میں مامور رہتے ہیں انمیں سے ہر واحد کو غوث یا قطب کہتے ہیں ان اقطاب کی تربیت بھی ویسی ہی کامل
ہے جیسی کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی اور وہی فیض اب تک جاری ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بذات خود موجود اور ہدایت خلق میں مصروف ہیں خاتمیت رسالت میں یہی حکمت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا فیض باطنی ہمیشہ جاری رہیگا اور تا قیام قیامت منقطع نہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی عترت
طیبین و اولاد طاہرین کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو مشکوۃ میں ہے کہ عن شریح بن عبید قال قال امیر المومنین
عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ
بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ
وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ شریح بن عبید سے مروی ہے کہ فرمایا
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ ابدال شام میں
ہونگے اور وہ چالیس تن ہیں جب انمیں سے کوئی ایک مرجاتا ہے تو دوسرا اسکی جگہ قایم ہوجاتا ہے انکے سبب
پانی برسنے کی درخواست کی جاتی ہے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کے وقت انسے نصرت طلب کی جاتی
ہے انکے طفیل اہل شام سے عذاب دفع ہوگا۔ نیز فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے قوم میں تمہارا
مثل باپ کی شفیق و مہربان ہوں میں کل ہوں تم میرے اجزا ہو۔ کل جزو کی پرورش کرتا ہے اگر
کوئی جزو کل سے منقطع ہوجاے تو بیکار ہوجاتا ہے جسطرح تن سے کوئی عضو قطع ہو کر مردار ہوجاتا ہے
جبتک تم کل میں شامل ہوگے زندگی سے بہرہ ور ہوگے میں تمہیں آزادی دلواؤنگا اسیواسطے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ جسکا میں

اپنا دوست اور مولی سمجھتا ہے چاہئیے کہ علی مرتضی کو بھی اپنا دوست اور مولے سمجھے۔ مولی وہ ہے جو غلامی کی قید سے آزادی دلوائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو اونکی ہستی کی قید سے آزاد کر کے ہستی مطلق کے ساتھہ زندہ جاوید کرتے ہیں پس مومنوں کے واسطے یہہ اعلی درجہ کی بشارت ہے اونکو خوش ہونا چاہیئے اور آپ کی تعلیم و تربیت کا شکر ادا کرنا چاہیئے جس طرح سبزہ اور باغ و بوستان کا ہر ایک گل و بوٹا زبان حال سے ابر بہاری اور موسم بہار کی تربیت کا شکر ادا کر رہا ہے

مثنوی

صد ہزاران آفرین بر جان او ۔۔۔ بر قدوم و دور فرزندان او

وان خلیفہ زادگان مقبلش ۔۔۔ زادہ اند از عنصر جان و دلش

گر ز بغداد و ہری یا از رے اند ۔۔۔ بے مزاج آب و گل نسل وے اند

شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل است ۔۔۔ خم مل ہر جا کہ جوشد ہم مل است

گر ز مغرب بر زند خورشید سر ۔۔۔ عین خورشید ست نے چیزے دگر

ہر چند اولیاء اللہ خواہ کسی قرن کے اور کسی ملک کے رہنے والے ہوں خواہ اونہوں نے بدیدہ ظاہر رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو دیکھا ہو یا نہیں آنحضرت کے یکسان عیال و اجزا ہیں اور آپ کی روحانیت و ہدایت اونکی تربیت و پرورش میں مصروف ہے مگر چار یار ہیں رتبہ میں سب سے افضل ہیں کیونکہ انکی فضیلت پر خود رسول اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے کئی کئی دفعہ شہادت ادا فرمائی ہے چنانچہ مشکوۃ شریف میں ہے عَنْ اَبِی ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ کَافَیْنَاہُ مَا خَلَا اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا یَدًا یُکَافِئُہُ اللّٰہُ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ ابوہریرہ سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی نے ہمپر احسان نہیں کیا مگر ہمنے اوسکا پورا بدلا دیدیا سوائے ابوبکر کے کہ اوسکا احسان ہمپر ایسا ہے کہ ہم اوسکا بدلہ نہیں دے سکتے اللہ ہی اوسکا بدلا دیگا قیامت کے دن مجھے کسی شخص کے مال نے اسقدر نفع نہیں دیا جسقدر کہ ابوبکر کے مال نے نفع دیا و عن عقبۃ ابن عامر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عقبہ بن عامر سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ ضرور عمر بن الخطاب ہوتا وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِبَیْعَۃِ الرِّضْوَانِ کَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم اِلٰی مَکَّۃَ فَبَایَعَ

النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ انس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعۃ الرضوان کا امر کیا اوس وقت عثمان رسول اللہ صلعم کی طرف سے مکہ مین سفیر تھے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ عثمان اللہ اور رسول کے کام مین ہے پھر اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا پس رسول اللہ صلعم کا ہاتھ جو عثمان کے لئے تھا بہتر تھا اون لوگون کے ہاتھ سے جنھون نے اپنی طرف سے بیعت کے لئے ہاتھ بڑہایا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ بڑہایا اور فرمایا کہ یہہ ہاتھ عثمان کا ہے مین اوسکی جانب سے بیعت کرتا ہون پھر دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ پر رکھا اور بیعت کی اور یہہ کمال یقین تہا عثمان کی اطاعت پر کہ وہ ہرگز بیعت سے انکار کرنے کا خیال تک دلمین نہ لاوینگے پس یہہ ہاتھ جو عثمان کے لئے آنحضرت نے بڑہایا تہا اون لوگون کے ہاتھ سے افضل تہا جنھون نے بذات خود بیعت کے واسطے ہاتھ بڑہایا تہا کیونکہ یہہ عثمان اور رسول اللہ صلعم دونون کا ہاتھ تہا عن سعد بن ابی وقاص قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ سعد بن ابی وقاص سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ سے کہ اے علی تو میرے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا کہ موسےٰ کے نزدیک ہارون تہا مگر فرق صرف یہہ ہے کہ ہارون نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہین ہے۔ ان مناقب کے علاوہ ان چارون مین ایک اور فضیلت تہی جسمین یہہ منفرد تھے اور کوئی دوسرا اس فضیلت مین شریک و سہیم نہ تہا سوائے سبط اکبر حضرت خیر الورےٰ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے جنھون نے علی مرتضیٰ ؓ کے بعد چہ ماہ خلافت کی تہی) وہ کیا تہی خلافت راشدہ تہی۔ اس خلافت سے ثابت ہوگیا کہ وہ قطب الاقطاب جناب خاتم النبیین ؐ کے پورے پورے نائب و کامل خلیفہ تھے اپنے ظاہر سے عالم ظاہری کی تدبیر کرتے تھے اور اپنے باطن سے عالم باطنی کی تربیت کرتے تھے رسول اللہ صلعم کے رتبے اور انکے رتبے مین وہی اصالت و تبعیت کا فرق تہا

سر خفی کے واقف اسرار چار ہین	اسرار حق کے واقف و ہشیار چار ہین
مسند نشین احمد مختار چار ہین	حامی دین و قاتل کفار چار ہین

چارون خدا کے خاص محمد کے یار ہین
حق ہے یہی خلیفۂ حق چار یار ہین

تخت پیمبری پہ تہی تاجدار تہے	چاروں یہہ اونکے خاص ہم پایہ یار تہے
صدیق یار غار عمر درہ دار تہے	عثمان ذی وقار علی شہسوار تہے

چاروں خدا کے خاص محمد کے یار تہے

حق ہے یہی خلیفہ حق چار یار تہے

اگرچہ بحکم حدیث شریف جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ہدایت سے کامیاب و مستفید ہوئے ہیں نیز فرزندان و عترت رسول کریم ہیں لیکن جن اصحاب کے خون میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خون شامل ہے وہ بحکم لحمک لحمی و دمک دمی عین ذات رسول کریم ہے اور وہ جمیع فرزندان نسبتی سے افضل و اولے ہیں پس سبطین نبی حضرت امام حسن مجتبیٰ و حضرت امام حسین شہید کربلا اور جمیع ائمہ ہدیٰ افضل و اعلیٰ ہیں رضوان اللہ علیہم

الٰہی بحق بنی فاطمہ رض	کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول	من و دست و دامانِ آلِ رسول

مراتب شریعت و طریقت و حقیقت

مراتب سلوک میں سے سب سے پہلا مرتبہ شریعت ہے سالک کو لازم ہے کہ پہلے شرائط شریعت پر مواظبت کرے اور محافظت شریعت میں جد و جہد بلیغ عمل میں لاوے جب اس باب میں حتی الوسع کوشش کریگا اور اسکا عزم اور اوسکی ہمت ہی بلند ہوگی تو ادای حقوق شریعت کی برکت اور عالی ہمتی کی ثمرہ سے اوسکو طریقت کی روشنی نظر آنے لگے گی اور جب طریقت کے حقوق بخوبی ادا کریگا تو اسکی برکت سے حق تعالیٰ اوسکے دل سے پردے اوٹہا دیگا اور مکاشفات حقیقت اوسپر منکشف ہونگے شریعت معاملات کی حفاظت و نگہداشت کا نام ہے اور خصایل ذمیمہ سے دل کو پاک کرنے کا نام طریقت ہے مثلاً کپڑے کو ظاہری نجاست سے پاک کہنا شریعت ہے اور دل کو کدورت بشریت سے صاف کہنا طریقت ہے نماز میں قبلہ کی جانب منہ کرنا شریعت ہے اور خدا کی راہ میں دل کو متوجہ کرنا طریقت ہے انبیا علیہم السلام سب سے پہلے امت کو شریعت کی تلقین کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی وسعت کے موافق انکے اسرار کی تحقیق کریں اور خود طریقت کے رستہ پر چلتے ہیں کیونکہ وہ بذات خود شریعت کے مدارج و مراحل طے کر چکے ہوتے ہیں و نیز استکمال طریقت و حقیقت کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ پہر امت میں سے جو شخص ہمت عالی رکھتا ہے اور اوسکی طبیعت بلند پرواز ہوتی ہے اور حقایق کے

انکشاف کا شایق ہوتا ہے وہ طریقت کا رستہ اختیار کرتا ہے تا کہ گروہ عوام سے نکلکر زمرہ خواص میں شامل ہو جب یہ معلوم ہو گیا کہ مراتب سلوک کے تین ہیں شریعت طریقت حقیقت تو یہ بھی جاننا چاہیے کہ انسان میں بھی تین چیزیں ہیں جسم میں قالب روح انسانی یا نفس ناطقہ اور سِر قلب جو روح حیوانی و نفس ناطقہ کے درمیان ایک لطیفہ واسطہ ہے اوسکا کام نگہداشت شریعت ہے اور روح کا کام حفاظت طریقت ہے اور سِر جو عالم امر وخفیات کا ایک عجیب وغریب لطیفہ ہے اور روح کی مانند اوسکی حقیقت بھی کوئی نہیں جانتا اسپر حقیقت کے غوامض اور غیب کے اسرار منکشف ہوتے ہیں ان مشاہدات کی کیفیت بھی سوا اوس شخص کے کوئی نہیں جانتا جسپر یہ وارد ہوتے ہیں کیونکہ یہہ بیان میں نہیں آسکتے اور اشارات بھی انکے ادا کرنے سے قاصر ہیں جس شخص کو آرزو ہو کہ اسرار طریقت و غوامض حقیقت اوسپر منکشف ہوں تو اوسکو لازم ہے کہ شریعت کی پاسبانی کرے اور اوامر و نواہی شرعی بجالائے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلشَّرِیْعَۃُ اَقْوَالِیْ وَالطَّرِیْقَۃُ اَفْعَالِیْ وَالْحَقِیْقَۃُ اَحْوَالِیْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شریعت میرے اقوال ہیں اور طریقت میرے افعال ہیں اور حقیقت میرے احوال ہیں شریعت ہی ان دونوں مقامات کا زینہ ہے مطالب رشیدی میں ہے

خیال ست اینکہ بے شرع و طریقت ۔ کشایندت ہمیں راہ حقیقت
طریقت بے شریعت نیست حاصل ۔ حقیقت بے طریقت نیست حاصل
بیکدیگر تعلق ہر سہ دارد ۔ کسی شان تفرقہ کردن نیارد
اگر تو در شریعت کامل آئی ۔ طریقت را ضرورت شامل آئی
تمام آئی اگر اندر طریقت ۔ عیان گردد بتو نور حقیقت
طریقت بے شریعت است ناید ۔ حقیقت بے طریقت کی کشاید
شریعت در نماز و روزہ بودن ۔ طریقت در جہاد اندر فزودن
حقیقت روی در دلدار کردن ۔ نظر اندر جمال یار کردن

علم زبان علم شریعت ہے اور علم دل علم طریقت ہے انسان کا کمال انہی دونوں اصول پر موقوف ہے اگر ان دونوں میں سے کسی ایک میں خلل آجائیگا تو کمال ناقص رہ جائیگا اور انسان کا قدم دین کے رستہ میں جادہ استقامت پر قایم نہ رہے گا کیونکہ ظاہر شریعت کی ہدایت ہے کہ اسباب کی مراعات کرو اور حقیقت کا ارشاد ہے کہ اسباب سے قطع نظر کرکے مسبب الاسباب پر نظر رکھو حقیقت بغیر شریعت کے ضایع ہے بلکہ

سلوک مین سالک کی ابتدا ہے اور شریعت بغیر حقیقت کے بیکار و مہمل ہے آئینہ دل سے جہل کا غبار دور نہین کر سکتی جبتک دونون کا حق ادا نہو منزل وصول پر پہونچنا محال ہے جو لوگ کہتے ہین کہ باوجود حقیقت کے شریعت فضول ہے وہ ملحد ہین انکا قول ہرگز اعتبار کے قابل نہین شیخ ابوبکر بن مسعود کاشانی اپنے عقاید مین فرماتے ہین کہ اَلْمُؤْمِنُ وَاِنْ عَلَا دَرَجَةً وَارْتَفَعَ مَنْزِلَةً وَصَارَ مِنْ جُمْلَةِ اَوْلِيَآءِ اللّٰهِ لَا يَسْقُطُ عَنْهُ الْعِبَادَاتُ الْمَفْرُوْضَةُ فِي الْقُرْاٰنِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصَّوْمِ وَغَيْرِهِمْ وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ مَنْ صَارَ وَلِيًّا وَّوَصَلَ اِلَى الْحَقِيْقَةِ سَقَطَتْ عَنْهُ الشَّرِيْعَةُ فَهُوَ مُلْحِدٌ لَمْ يَسْقُطِ الْعِبَادَةُ عَنِ الْاَنْبِيَاءِ فَكَيْفَ يَسْقُطُ عَنِ الْاَوْلِيَاءِ وَالنَّبِيُّ الْوَاحِدُ اَفْضَلُ مِنْ جَمِيْعِ الْاَوْلِيَاءِ لِاَنَّ وُجُوْبَ الْعِبَادَةِ لِحَقِّ الْعُبُوْدِيَّةِ وَلِحَقِّ شُكْرِ النِّعْمَةِ وَالْوَلِيُّ بِالْوِلَايَةِ لَمْ يَخْرُجْ عَنْ حَدِّ الْعُبُوْدِيَّةِ وَلَا عَنْ كَوْنِهِ مُنْعَمًا عَلَيْهِ وَلَقَدْ صَحَّ اَنَّ رَسُوْلَنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى حَتّٰى تَوَرَّمَا قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهُ اَلَا يَغْفِرُ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا مومن اگرچہ کیسا ہی عالی درجہ اور بلند پایگاہ ہو اور اولیاء اللہ مین ہی داخل ہوجائے مگر اوس سے ساقط نہین ہوسکتین وہ عبادتین جو قرآن شریف نے فرض کردی ہین جیسے کہ نماز زکوۃ روزہ وغیرہ۔ اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ جب ولایت کا رتبہ حاصل ہوگیا اور حقیقت منکشف ہوگئی وہ شریعت کی پابندی سے آزاد ہوگیا وہ ملحد ہے انبیا سے عبادت ساقط نہین ہوئی تو اولیا کی کیا حیثیت ہے حالانکہ انبیا کا یہ رتبہ ہے کہ صرف ایک نبی تمام اولیاے اولین و آخرین سے افضل و اعلے ہے۔ اور عبادت تو اسلیئے واجب ہوئی ہے کہ حق عبودیت بندہ کی طرف سے ادا اور حق شکر نعمت منعم علیہ کی طرف سے ادا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ ولی اپنی ولایت کے سبب عبودیت کی حد سے خارج نہین ہوگیا اور نہ وہ منعم علیہ ہونے کی حد سے نکل گیا ہے جبتک عبودیت و نعمت باقی ہے عبادت بھی باقی ہے اور ثابت ہوچکا ہے کہ افضل الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہان تک نماز مین کھڑے رہا کرتے تھے کہ آپکے دونون پاؤن متورم ہوگئے تھے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپکے لیئے یہ بشارت نہیں ہے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (بخشدے اللہ تیرے اگلے پچھلے گناہ) پھر کیون آپ اسقدر مشقت اوٹھاتے ہین آپنے فرمایا کیا مین نہ بنون عبد شکور یعنی کثرت عبادت سے کیا مین اللہ کا بہت شکر گزار بندہ نہ ہون شکور مبالغہ کا صیغہ ہے جسکے معنی ہین بہت زیادہ شکر گزار۔ حضرت رسول کریم کی یہ عبادت جبر سے

قدم مبارک متورم ہوگئے تھے نافلہ تھی نہ فریضہ باوصفیکہ آپ خاتم النبیین تھے اور پھر عبادت میں ایسے مشغول و مشغوف رہتے تھے تو دوسرون کی کیا حقیقت ہے کہ وہ فریضہ کو بھی بیرشتہ دمی خیال کرین کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ آیا حقیقت و شریعت دونون ایک ہی چیز ہیں یا ایک دوسرے سے مغایر ہیں جواب دیا کہ بعض انکو ایسا ہی کہتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ حقیقت توحید کا نام ہے اور شریعت احکام ظاہری کو کہتے ہین اور حقیقت انسان کی موت کے بعد بھی رفع نہین ہوتی اور شریعت موت کے بعد رفع ہو جاتی ہے اور رسالہ قشیریہ مین ہے اَلشَّرِیعَةُ اِلْتِزَامُ الْعُبُودِیَّةِ وَالْحَقِیقَةُ مُشَاهَدَةُ الرُّبُوبِیَّةِ وَکُلُّ شَرِیعَةٍ غَیْرُ مُؤَیَّدَةٍ بِالْحَقِیقَةِ فَهُوَ غَیْرُ مَحْصُولٍ وَکُلُّ حَقِیقَةٍ غَیْرُ مُقَیَّدَةٍ بِالشَّرِیعَةِ فَغَیْرُ مَقْبُولٍ وَالشَّرِیعَةُ اَنْ تَعْبُدَهُ وَالْحَقِیقَةُ اَنْ تَشْهَدَهُ وَالشَّرِیعَةُ قِیَامٌ بِمَا اُمِرَ وَالْحَقِیقَةُ شُهُودٌ لِمَا قُضِیَ وَقُدِّرَ وَاُخْفِیَ وَاُظْهِرَ شریعت کے یہ معنی ہین کہ ہمیشہ آپ پر عبادت لازم سمجھے اور حقیقت کے یہ معنی ہین کہ ہر وقت ربوبیت کے مشاہدہ مین رہے جو شریعت ایسی ہوگی کہ حقیقت اوسکی تائید نہ کرتی ہو سالک کو اوس سے کچھ حاصل نہین ہو سکتا اور جو حقیقت ایسی ہوگی کہ اوسمین پابندی شریعت نہو تو وہ نامقبول ہے شریعت یہ ہے کہ ان دیکھے خدا کی عبادت کرو اور حقیقت یہ ہے کہ اوسکو دیکھو شریعت یہ ہے کہ جو احکام شارع علیہ السلام کی معرفت تمکو دیئے گئے ہین انکو بجا لاؤ اور حقیقت یہ ہے کہ قضا و قدر اور خفی و ظاہر کے اسرار کو دریافت کرو ابو علی دقاق ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ فی قولہ تعالیٰ اِیَّاکَ نَعْبُدُ حِفْظُ الشَّرِیعَةِ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِینُ اِقْرَارٌ بِالْحَقِیقَةِ یعنی ایاک نعبد سے مراد نگہداشت و پاسبانی شریعت ہے اور ایاک نستعین سے مراد حقیقت کا اقرار کرنا ہے اور وہ بدون استعانت باری عزاسمہ کے درست نہین ہو سکتی شاہ محمد قلندر لاہوری اپنے خلیفہ شاہ عبدالرسول کو ایک مکتوب مین لکھتے ہین کہ صدیق وہ ہے جو بال برابر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے تخلف نکرے جو شخص متابعت مین بڑھا ہوا ہوگا وہی زیادہ عالی رتبہ ہوگا سالک ہر چند عبادت زہد و تقویٰ اختیار کرے جبتک اپنی ہستی کو دور نہ کرے وصل بخدا نہین ہو سکتا اور عبادت کی لذت سے بھی محروم رہتا ہے شریعت کا علم بھی اوسکو حاصل نہین ہو سکتا جو شخص حقیقت کے رتبہ کو پہونچ جائیگا اوسکو یقینی طور پر معلوم ہو جائیگا کہ شریعت عین حقیقت ہے مگر یہ امر قیل و قال سے نہین کھلتی بلکہ کشف سے معلوم ہوتی ہے اور کشف حاصل نہین ہو سکتا جبتک کہ فضل الٰہی شامل حال نہو اور علامت کشف کی یہہ ہے کہ سالک ایک لمحہ بھی ریاضت عبادت اور مجاہدہ سے خالی نہین رہ سکتا اور بال برابر بھی شریعت سے تجاوز نہین کر سکتا۔

اوسکی تمام عمر عبادت و عبودیت و اتباع سنت نبوی مین گزر جاتی ہے جو سالک دعوی معرفت الٰہی کرے اور
مذکورہ اوصاف سے مبرا ہو وہ مدعی کذاب ہے جس شخص کو معرفت بیشتر ہوگی اوسکا عجز و نیاز بیشتر ہوگا
دیکھیے سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کو جیسا کمال مین وہ رتبہ حاصل تھا جو کسی ملک مقرب و نبی مرسل کو حاصل نہین
ہوسکا باوصف اسکے ادای فریضہ کے بعد اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَمَا
عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ بیشک کوئی شخص کنہ ایزد بیچون کو بطریق کمال دریافت نہین کرسکتا اور کوئی
اوسکی حقیقت کی پہچان نہین سکتا جسنے پہچانا مجمل طور پر پہچانا نہ بمفصل طور پر۔ خدای تعالی توفیق رفیق کرے
کہ تم جادہ شریعت پر مستقیم رہو کہ اس سے بڑھکر کوئی رتبہ نہین کہ متابعت حبیب حق میسر ہو۔ دوسری جگہ
لکھتے ہین کہ عارف وہ شخص ہے جو ہر حال پر بھی اتباع شریعت سے انحراف نہ کرے اور ایسا کوئی امر اوس سے ظہور
مین نہ آوے جو مرضی خدا اور اوسکے رسول کے برخلاف ہو۔ دوستان خدای عزوجل ہرچند مقام سکر
مین ہون مگر اون سے کوئی ایسا فعل صادر نہین ہوتا جو خدا اور اوسکے رسول کی مرضی کے برخلاف ہو
شیخ محی الدین عربی مدت دراز (بعض نے لکھا ہے کہ سال ع ۲) سکر و بیخودی مین رہے اور اس عرصہ مین
کوئی حرکت سرزد نہوئی جو خلاف شرع ہو بدستور نماز روزہ و دیگر عبادات مین مشغول رہے مگر اونہین
خبر نہ تھی یہی حال حضرت مولوی جامی کا تھا کہ سکر کی حالت مین کئی کئی صفحے نفحات الانس کے لکھ جاتے تھے
اور نہین جانتے تھے کہ کیا لکھا ہے اسیطرح بیخبری کی حالت مین خود بخود جمیع فرایض اونکی ذات سے
ادا ہو جاتے تھے اور وہ بیخبر تھے اسکی وجہ یہہ تھی کہ شریعت مین ان لوگون کو کمال استغراق تھا صحو کی
حالت مین جس قسم کے خیالات و عادات اونکے ہوتے ہین وہی سکر کی حالت مین ظہور مین آتے ہین اسکی
مثال یہہ ہے کہ ایک شخص کی عادت ہے کہ وہ اپنی کج خلقی سے ہمیشہ لوگون کو گالیان دیا کرتا ہے یا فقط غصہ
کی حالت مین گالیان دیتا ہے جب یہہ شراب مین بدمست ہوگا تو ضرور اپنی عادت کے موافق گالیان دیگا
عادت کے موافق کھانا کھائیگا پانی پیے گا مگر اوسے خبر نہوگی اور یہہ ہی وجہ ہے جیسا کہ ہم سابق مین بیان
کر چکے ہین کہ عصمت حق اونکو جادہ شریعت سے منحرف نہین ہونے دیتی۔ جنید سے کسی نے کہا کہ فلان مجنون
تین شبانہ روز سے ایک اینٹ پر کھڑا ہو کر چکر لگا رہا ہے مگر نماز کے وقت نماز بھی پڑھ لیتا ہے جنید
اوسکے پاس گئے اور دیکھا کہ وہ فی الواقع وجد و سکر مین ہے آپنے فرمایا کہ تم اسکی حالت کو مکر و تلبیس نہ سمجھو
یہہ عصمت الٰہی و حفاظت ربانی ہے جو فرایض شرعیہ اوسے فوت نہین ہونے دیتی حاصل شریعت

اصطلاح مین اون امور دینی سے مراد ہے جو حق سبحانہ و تعالی نے اپنے نبی محبوب کے ذریعہ سے اپنے بندون کو تلقین کیے ہین اور ان امور مین اقوال و اعمال و احکام تینون شامل ہین شریعت کی متابعت سے انتظام امور معاش و معاد حاصل ہوتا ہے اور اسمین عام و خاص دونون شامل ہین کیونکہ یہہ مظہر فیض رحمانی ہے اور اسم رحمن و رحیم عام ہے اور طریقت اصطلاح مین ایک سیر ہے جو سالکان راہ حق کے ساتھہ مخصوص ہے اسمین کئی منزلین قطع کرنی اور کئی مرحلے طے کرنے پڑتے ہین مقامات قرب مین ترقی کرنی ہوتی ہے اور حادث کا قدیم کی جانب رجوع کرنا ہوتا ہے اور حقیقت ظہور وحدت ہے کثرت مین اور اثنینیت و دوگانگی کا رفع کرنا ہے اندروے علم و حال یعنی جسطرح اسکو یقینی طور پر وحدت کا علم حاصل ہے اوسی طرح اوسپر وارد بھی ہو کیونکہ یہہ صرف باتی قیل و قال اور فقط علم سے حاصل نہین ہوسکتی اسکے لئے حال شرط ہے بغیر حال کے علم کا کچھہ اعتبار نہین جبتک یہہ تینون مقام حاصل نہو جاوین اور اونپر مداومت و استقامت نہو سالک کمال کے رتبہ کو نہین پہونچ سکتا۔ رسالہ نور وحدت مین ہے کہ شریعت سے مراد ہے چند فعلون کا ترک کرنا اور چند فعلون کا اختیار کرنا اور انکی تشریح کتب فقہیہ مین موجود ہے اور طریقت سے مراد ہے تہذیب اخلاق یعنی اوصاف ذمیمہ کو محو کرکے اونکی جگہہ اوصاف حمیدہ کا قایم کرنا اسکو سفر در وطن اور سلوک بھی کہتے ہین اسکی تشریح کتب مشایخ و صوفیہ مین ملے گی بعض آداب و اشغال جو مشایخ کرام نے وضع کئے ہین وہ بھی داخل طریقت ہین اور عبودیت حسن سے مراد دوام آگاہی ہے اوسکا بیان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ الطاف القدس مین اسطرح کیا ہے کہ عبودیت دو قسم ہے ایک جوارح سے تعلق رکھتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ اپنے اوقات کو اذکار و تلاوت اور صلوۃ وغیرہ مین منضبط رکھین یعنی اسمین سے ہر ایک کو اپنے وقت معینہ پر بلاناغہ ادا کرین مگر ان سب اعمال مین جمعیت خاطر و حضور دل شرط ہے اور دوسری قلب و نفس سے تعلق رکھتی ہے اور وہ نفس کو اپنے محبوب کی جانب مشغول کرنا اور اوس سے محبت جتانا اور دل کے ساتھہ اوسکو یاد کرنا ہے۔ اس مسئلہ مین مشایخ کو اختلاف ہے بعض صرف مشغولی باطن پر اکتفا کرتے ہین اور مشغولی ظاہر کا کچھہ اعتبار نہین کرتے کیونکہ جانتے ہین کہ مشغولی ظاہر ایک سہل امر ہے مگر یہہ صوفیہ متاخرین کی غلطی ہے خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے جو مشغولی ظاہری کو غیر ضروری فرمایا ہے اوسکے یہہ معنی ہین کہ جسقدر اشغال و اوراد سنت سنیہ مین وارد ہوئے ہین انہی پر اکتفا کرو یہہ نہین کہ اصلا مشغولی ظاہری سے باز رہنے کی ہدایت کی ہے اشغال و اذکار سے ہر ایک طالب کو جو مناسب ہو ... مشغول ہو

اور ہر ایک ذکر و شغل مین ہر ایک مقام کی جو مقامات صدق مین وارد ہو رعایت کی جاتی ہے اور نفس و جوارح دونون کی تہذیب و دل عبودیت ظاہری کے محال ہے اور عبودیت ظاہری سے مراد یہی ذکر و شغل ظاہری ہے جب سالک دوام عبودیت اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے اور ظاہر و باطن اوسکی جانب متوجہ کر دیتا ہے اور کسی وقت اوس سے خالی نہین رہتا اور یہہ صفت اوسکے قلب و نفس و عقل مین مل جل جاتی ہے تو اسپر غور کرنے کی اوسکو ہر وقت عادت ہو جاتی ہے اسوقت اسپر گوناگون مکاشفات و انواع و اقسام مشاہدات وارد و منکشف ہوتے ہین فن سلوک مین یہہ کیفیت یعنی التزام دوام عبودیت مع الشرائط بمنزلہ مادہ کے ہے اور یہہ مشاہدات و مکاشفات بمنزلہ صور کے ہین جب مادہ موجود ہوگا تو اوس سے ہر قسم کی صورتین بنائی جا سکتے ہین مثلاً موم موجود ہے تو جیسی صورت چاہینگے بنا لینگے بدون التزام دوام عبودیت مشاہدات ہرگز ظہور مین نہین آ سکتے۔ دوام عبودیت کے درست ہو جانے پر تینون فروع یعنی شریعت و طریقت و حقیقت کے رتبہ کے موافق مقامات و مشاہدات ظہور مین آنے لگینگے اور یہہ نہین ہوگا کہ شریعت مین طریقت کے اور طریقت مین حقیقت کے مقامات وارد ہونے لگین البتہ سالک ایک منزل مین دوسری منزل کے مکاشفات کے قبول کرنے کے واسطے مستعد و آمادہ ہو جاتا ہے اور اسمین حکمت یہہ ہے کہ ایک منزل مین دوسری منزل کے مکاشفات کا کم و بیش اثر ہو اور یکایک دوسری منزل مین انتقال کر جائے تو طبیعت برداشت نہین کر سکتی یہی وجہ ہے کہ سالک تراکم انوار و کثرت مشاہدات سے جو دفعۃً اور یکایک اوسپر وارد ہوتے ہین اور پیشتر سے اونکے قبول کرنے پر مستعد و آمادہ نہین ہوتا گھبرا کر یا تو سلوک ہی ترک کر دیتا ہے یا مجذوب ہو جاتا ہے اسکی مثال علم طب مین بھی موجود ہے اونکا قول ہے کہ آفتاب کی حرکت ایک مشرق سے دوسرے مشرق کی طرف تدریج ہے اگر دفعۃً ہوتی تو تمام انتظام عالم جو تربیت آفتاب کے ساتھ وابستہ ہے درہم برہم ہو جاتا۔ تداخل موسم پر جو تدریج اور باقاعدہ ہوتا ہے جب یہہ خلاف قاعدہ بیماریون کا ظہور ہوتا ہے تو دفعۃً گرمی یا سردی بڑہنے سے بطریق اولی ہوگا۔ پیر کامل ایک منزل کے اخیر مین دوسری منزل کے اذکار و اشغال کی ہدایت کرتا ہے تاکہ مرید مین اوسکا اثر قبول کرنے کی استعداد و قابلیت پیدا ہو جاوے۔ الغرض مقام صدق اوس شخص کو میسر ہوتا ہے جسکا قلب اصل فطرت پر جوارح و امتناع پر غالب و قاہر ہو اور تسخیر جوارح و اعضا اوسکی عادت مین داخل ہو گیا ہو یعنی جسطرح عادت بے اختیار و ارادہ ظہور مین آتی ہے اسیطرح جوارح و اعضا بغیر کسی توجہ و ارادہ کے ہر وقت اوسکے مغلوب و فرمانبردار رہین جو شخص اصل فطرت مین ناقص ہوگا اگرچہ ایک عمر (صوفیہ)

کی محبت اوسکے دل مین پیدا ہوتی ہے اور دل سے چاہتا بھی ہے کہ اونکے طریق پر چلے مگر انکے اخلاق اوضاع ظاہری مثلاً آداب کلام اور کثرت ریاضت اور خدا کی راہ مین مال خرچ کرنا وغیرہ اختیار نہین کرتا اوسکو جان لینا چاہیئے کہ یہ مقام صدق سے مایوس ہے۔ اور ایک شخص ہے کہ اس گروہ کی محبت بھی اوسکے دل مین ہے اور اونکے سے اوضاع و اخلاق بھی رکھتا ہے مگر ہجوم مصائب و کثرت بلیات کے وقت انکا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے اور جزع فزع کرنے لگتا ہے اس شخص کو کمال مقام صبر اور اونکے حقوق کے ایفا مین معیوب سمجھنا چاہیئے اور جان لینا چاہیئے کہ یہ بھی مقام صدق کے لائق نہین دوام عبودیت ایک تخم ہے اوسکے شاخ پتے پھل پھول (مقامات و شاہدات) نکالنا زمین (فطرت) کی استعداد پر منحصر ہے اگر زمین اچھی ہے تو اچھا پھل دے گی اور ناقص ہے تو ناقص آیہ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا (اور نہ پاوینگی تو خدا کی سنت یعنی فطرت مین تبدیل) اسی طرف اشارہ ہے اگر دوام عبودیت حاصل ہوجاوے اور شاہدات و خوارق عادات میسر نہون تو کچھ مضائقہ نہین اسیواسطے شیخ بایزید بسطامی نے اوس شخص کو سلطان الذاکرین کا خطاب دیا جسنے مقام عبودیت کی مشق تو بہم پہونچائی تھی مگر نمایش و خوارق کچھ نہ تھے پس علوم مشاہدات و خوارق سے مقام دوام عبودیت کو کچھ نقصان نہین پہونچتا وربرخلاف اسکے اگر مقام دوام عبودیت حاصل نہو اور مشاہدات و خوارق موجود ہون تو اون سے کچھ فایدہ مترتب نہین ہوتا جیسا کہ نفحات الانس مین ہے کہ جن لوگون کا ظاہر احکام شریعت کے موافق نہین اور انکا باطن بھی آداب طریقت سے محروم ہے اگر انکے ہاتھ سے خوارق عادات ظہور مین آوین تو وہ مکر و استدراج کی قسم سے ہونگے نہ ولایت و کرامت کی جہت سے۔ ایسے خوارق سے سوائے جہالت و ضلالت کے کچھ حاصل نہین

گر بادہ و جام را بہم پیوستی — مے دان بیقین کہ رند بالا دستی
جام ست شریعت و حقیقت بادہ — گر جام شکستی بیقین بدمستی

الحاصل عبودیت خاص مقام محمدی ہے ہر ایک ولی زیر قدم نبی ہے جو شخص زیر قدم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اوسکو مقام عبودیت حاصل ہوگا۔ بیان مذکورہ بالا سے ثابت ہوگیا کہ شریعت کے بغیر طریقت لاحاصل ہے اور طریقت کے بغیر شریعت ناتمام ہے محض شریعت سے آئینہ دل زنگ حجابات سے پاک و صاف نہین ہوسکتا مگر بڑے ہی عالی ظرف و بلند حوصلہ لوگون کا کام ہے کہ دونون کا یکسان التزام کرین بڑے بڑے علما و زہاد کو اس مقام مین لغزش ہوجاتی ہے [illegible]

درکفی جام شریعت درکفی سندان عشق — ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

بیان مذکورہ بالا سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ طریقت و حقیقت پر شریعت مقدم ہے لہذا ہم پہلے چند مسایل شریعت کے بیان کرتے ہین من بعد طریقت و حقیقت کے متعلق لکھین گے

ارکان خمسہ جنپر بنای اسلام قایم ہے

مسلمانی کے ہین ارکان کل پانچ — کرو اُنکی بخوبی دل مین تم جانچ
یہی دنیا مین کام آئین گے تمکو — نجات آخر مین دلوائین گے تمکو
اگر دنیا مین رکھو گے انہین یاد — حدودِ شرع سے ہوگے تم آزاد
جو عقبیٰ مین انہین تم ساتھہ لیجاؤ — حضورِ حق سے کافی بہرہ تم پاؤ
تمہارے حق مین ہے یہ قول افضل — کہ اللہ ایک ہے احمد ہے مرسل
اگر تم ہوگے صدقِ دل سے قایل — تو ہدایت قربتِ حق ہوگی حاصل
نہو گا صدق گر دل مین تمہارے — نکمے ہونگے پھر اعمال سارے
سراسر صدق پر ہے دین کی بنیاد — بغیر اسکے ہین سب اعمال برباد
ہو دو ہر جانب مسجد روانہ — ادا حق کا کرو جا کر دوگانہ
تہو گے مبتلا ذلت مین تم — نہ لوگے رتبۂ اشخاص معین تم
نہین ذلت ہے معراج مسلمان — کہ پانچون وقت ہو وہ حق کا مہمان
کرے اوس سے نیاز و راز کی بات — سنے تسلیم اور ہے اور تحیات
رکھو روزہ خدا کے واسطے تم — کرو لذات او شہوات کو کم
اگر روزہ مین ہوگا صدقِ نیت — خدا سے پاؤ گے تم اسکی اجرت
ہے روزہ ایک پوشیدہ عبادت — ہے صدیقون کو خفا ہی مین لذت
تمہارے پاس رہو جمع کچھہ مال — خدا کا حصہ دیکر ہو خوش حال
تمہارے دل مین گر صدق و یقین ہے — تو حق کا حصہ کچھہ مشکل نہین ہے
نمایش کو کرو اسمین نہ داخل — کہ ہو تمکو فضیلت اسکی حاصل

اگر دے تمکو اللہ استطاعت	تو کعبہ کی کرو جا کر زیارت
بنو مہمان تم اللہ کے گھر کے	بنو طواف تم اوس پاک در کے
یہی اسلام کے ہین پانچ ارکان	انہی پر ہے مدار دین و ایمان
آلٰہی مجھپہ کر رحمت فراوان	عنایت کر مجھے تو کامل ایمان
وہ ایمان دے جو ہو مقبول تیرا	اوسی پر خاتمہ ہو جاے میرا

اول کلمہ شہادت

شریعت مین کلمہ شہادت یہہ ہے کہ زبان سے اقرار کرے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور دل سے تصدیق کرے کہ خدا ایک ہے اور محمد اوسکا خاص بندہ اور رسول ہے اور ان چند باتون پر بہی ایمان لائے اور کہے کہ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ مین ایمان لایا اور مین نے یقین کر لیا کہ اللہ کا وجود نفس الواقع ہے اور وہ یگانہ ہے اور اوسکا کوئی شریک نہین اور مینے یقین کر لیا کہ اللہ کے فرشتون کا وجود برحق ہے اور وہ ایک نفوس قدسیہ ہین نہ کہاتے ہین نہ پیتے ہین نہ نر ہین نہ مادہ خدا کا دیدار اونکی زندگی ہے اللہ کے حکم سے ذرہ بہی انحراف نہین کرتے انہین سے چار جبرائیل میکائیل اسرافیل عزرائیل سب سے افضل ہین اور مینے یقین کر لیا کہ اوسکی کتابین جو اوسنے پیغمبرون پر بہیجین برحق ہین اور وہ چار ہین توریت جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی زبور جو داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی انجیل جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی (ان تینون کے احکام اب منسوخ ہین) اور فرقان جو خاتم الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور قیامت تک اوسکے احکام جاری رہینگے۔ اور مین نے یقین کر لیا کہ اوسکے کل انبیا جنکی تعداد خدا کو معلوم ہے برحق ہین اور حضرت محمد رسول اللہ ان سب سے افضل اور خاتم النبیین ہین اور مین نے یقین کر لیا کہ قیامت ایک دن آنیوالی ہے مگر اوسکا ٹہیک وقت سوائے اللہ کے کسی کو معلوم نہین۔ اور مین نے یقین کر لیا کہ قضا و قدر برحق ہے اور اوسکا نیک و بد اللہ کی طرف سے ہے مگر ادب ہمین سکہاتا ہے کہ شر کو ہم اپنی طرف اور خیر کو اوسکی طرف منسوب کرین اور مین نے یقین کر لیا کہ موت کے بعد ایک دفعہ جی اوٹہنا ہے اور پہر موت نہین اور حشر کے بعد میزان قایم کی جائیگی نیک و بد اعمال جانچے جائینگے اعمال نامے ہاتہون مین دیے جائینگے صراط سے جو تلوار کی دہار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک

ہو گی سب کو گزرنا ہوگا جو ایماندار ہونگے اور اعمال حسنہ رکھتے ہونگے اس سے گزر کر بہشت میں چلے جاینگے
اور باقی سب دوزخ میں گر ینگے جو مومن ہونگے اور قلت اعمال صالحہ کے باعث دوزخ میں جا پڑے ہونگے وہ بنا بر
شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے عذاب سے نجات پائینگے بہشتیوں اور دوزخیوں کو بہکر
موت ذبح کی جائیگی اور منادی ندا دیگا کہ اب کسیکو موت نہیں ہے بہشتی خوش ہونگے کہ انکو ہمیشہ کیلئے نعمت
نصیب ہوئی دوزخیوں کا غلط دبنے النا سے رنج دوبالا ہوگا یہہ ہے مجمل ایمان جو اہل شریعت کے نزدیک شمول
اور نجات کیلئے کافی ہے مگر اہل **طریقت وحقیقت** سب چند باتیں اور زیادہ فرماتے ہیں اور اعتقاد رکھتے
ہیں کہ خدا ہی تعالی بندہ کے فعلوں کا خالق ہے جیسا کہ اوسکی ذات کا خالق ہے شرک ومعصیت اوسی کی تقدیر سے
ہے مگر خدا ہی تعالی بندوں کے شرک ومعصیت سے راضی نہیں ہے یہہ مسئلہ بہت دقیق ہے اسکی تحقیق بہت طوالت کی
مقتضی ہے اگر کوئی موقع ہوا تو اسکی توضیح وتشریح کی جائیگی انشاء اللہ تعالے) اور خدا ہی تعالی کے روبرو
کوئی حجت پیش نہیں کر سکتا مگر خدا بندوں کے روبرو پیش کر سکتا ہے اور اوسکی حجت غالب ہے کسی اہل قبلہ پر کو
اعمال صالحہ دیکھکر جنتی ہونے کا علم نہیں لگا سکتے اور نہ اہل کبیرہ پر دوزخی ہونے کا - بلکہ یہہ کہتے ہیں کہ کل
مومن بہشتی ہیں اور کل کافر دوزخی اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ طلب حلال فرض ہے اور زمین حلال سے خالی نہیں کیونکہ
خدا حلال کا مطالبہ کریگا اور اوسکا مطالبہ ایسی چیز پر نہیں ہوتا جو ناممکن ہو - اور لوگ بلحاظ ایمان ایک دوسرے
پر فضیلت رکھتے ہیں کسب وتجارت کرنا مباح ہے اس نیت سے کہ اوس سے نیکی کرنے پر قدرت ہو نہ اس نیت سے
کہ روزی کا سبب فقط کسب ہے - ثواب اوسکا فضل اور عقاب اوسکا عدل ہے رضا وسخط اوسکی دو قدیم صفتیں ہیں
جس سے اللہ راضی ہوا اوسکو بہشت میں جگہ دیگا اور جس سے ناخوش ہوا اوسے دوزخ میں ڈالے گا - رضا بقضا
صبر بر بلا شکر بر نعما واجب ہے امر ونہی کا بجا لانا اور عبادت کرنا ہر ایک بندہ پر فرض ہے جبتک وہ معذور نہو
مگر جب نور الٰہی سے تمام نفسانی کدورتیں دور ہو کر صفائی قلب خاطر خواہ حاصل ہو جاے تو تکالیف کی مشقت اوس سے
ساقط ہو جاتی ہے مگر وجوب تکالیف ہرگز ساقط نہیں ہوتا اسکے یہہ معنی ہیں کہ جبتک انسان میں عقل باقی ہو
عبادات فریضہ تکالیف شرعیہ اوس سے ساقط نہیں ہوتے مگر جب مجاہدہ حد کمال کو پہونچ جاے اور مقصود عبادات
حاصل ہو جاے تو اوسوقت مجاہدہ میں مشقت اوٹھانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اوسکو اختیار ہوتا ہے کہ
نوافل وفواضل میں سے جسقدر سہولت دیکھے ادا کرے ملذائذ دنیوی سے جو مشروع ہوں حظ اوٹھاوے اسی
وجہ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا تھا کہ یَا اَیُّہَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا

نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ یعنی اے کمبل پوش نبی رات کو جاگا کر ادای نوافل کے واسطے مگر
کم اور کمی کی حد مقرر کرنا تیرے اپنے اختیار مین ہے خواہ پوری آدہی رات جاگ یا اوس سے کم یا زیادہ بہرحال رات
کا کچھہ حصہ استراحت کے واسطے ہی مخصوص کر۔ حضرت غوث الاعظم رحنے اسی مقام سے خبر دی تہی جبکہ لڑکہ کی مانے
کہا تہا کہ تیرا بیٹا بہی میرے مقام مین پہونچکر مرغ کے کباب کہانے کے لایق ہو جائیگا یعنی مجاہدہ پورا کرکے
اور تحقیقا رہتی ہے کہ بشریت کسی سے زایل نہین ہو سکتی گو ہوا مین کیون نہ اوڑ جائے البتہ بشریت کبہی ضعیف ہوتی
ہے اور کبہی قوی۔ اور یہہ کہ بندہ کی نفس سے کلیۃً آزاد ہو جانا صدیقون کا کام ہے۔ اور یہہ کہ اوصاف ذمیمہ مثلاً حسد
بخل محبت دنیا وغیرہ عارفون کے دل سے فنا ہو جاتے ہین۔ اور یہہ کہ بندہ کے احوال مین اسقدر تغیر و تبدل وقوع مین آتا ہے کہ
وہ ایک ذرہ رہ جانیوالے صفات سے متصف ہو جاتا ہے اسوقت اسکی یہہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ تمام دنیا اوسکی مسخر
ہو جاتی ہے درخت پہاڑ اوسکے حکم سے جنبش کرتے ہین۔ ایکدم مین مشرق سے مغرب تک طی کر لیتا ہے۔ اور یہہ کہ الحب للہ
والبغض للہ سے رشتہ ایمان نہایت مضبوط و قوی ہوتا ہے۔ اور یہہ کہ کرامات اولیاء اللہ حق ہے اور کرامات کا ظہور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آجتک ہوتا آیا ہے اور قیامت تک ہوتا رہیگا۔ شہود و کشف و توحید وغیرہ کے
باب مین انکا عقیدہ وہی ہے جو ہم ابتدای کتاب مین باب توحید کی ذیل مین لکہہ چکے ہین کہ انکا مذہب وحدت وجود
ہے یعنی یقین رکہتے ہین کہ حقیقت مین کوئی موجود و موصوف و فاعل سوائے حق سبحانہ و تعالیٰ کے نہین ہے۔

صوفیہ کرام نے ایمان کی تعریف یون ہی کی ہے کہ ایمان دو نوع پر ہے ایک تقلیدی دوسرا تحقیقی۔ تقلیدی
یہہ ہے کہ جسطرح اپنے والدین یا دوستون کو کرتے دیکہا یا استاد نے تلقین کیا اوسکی پیروی کرنے لگے اور بذات خود
کبہی غور نہ کیا کہ آیا نجات کا صحیح رستہ یہی ہے یا کوئی اور۔ اور تحقیقی اسکے برخلاف ہے۔ اسمین طالب خود تحقیق کرکے اپنی
نجات کا صحیح رستہ تلاش کر لیتا ہے اور تحقیقی ایمان بہی دو طرح کا ہے یا استدلالی ہوگا یا کشفی یعنی یا تو دلیل کے
ساتہہ اوسکی حقیقت ثابت ہوئی ہوگی یا کشف کے ساتہہ جو غیب سے اوسکے دل پر وارد ہوا ہو اگر دونون
صورتون مین فقط علم کے بہروسے پر قایم ہے تو اوسکو علم الیقین کہتے ہین اگر علم کی حد سے تجاوز کر گیا ہو
تو پہر اوسکی دو صورتین ہین یا تو رویت و مشاہدہ سے ہوگا اسکو عین الیقین کہتے ہین یا صرف تائید ربی و لطف
الٰہی سے ہوگا اسکا نام حق الیقین ہے۔ ایمان کے یہہ تینون مدارج حسب استعداد طبایع ہین جسقدر زہد و تقوی
اور ریاضت و مجاہدت مین ترقی کرتا جائیگا اور ذوق و شوق کا غلبہ ہوگا اوسیقدر نور ایمان قوی اور اوسکا رتبہ
بالاتر ہوتا جائیگا۔ مدارج ایمان کی ترقی کا اصل الاصول محبت و ذوق شوق ہے۔ حضرت استاذی و مرشدی

جناب مولوی نور احمد صاحب مغفور نقشبندی چنیوٹی اپنے سبج گنج مین ارشاد فرماتے ہین

ولی ایمان کہین جسکو وہ کیا ہے — سجن دے نام تون ہونا فدا ہے
سجن دے نام سے اوٹھ جائے تکلیف — تہ ایمان نام اسکا فے التصانیف
ہے ابراہیم کا بس قصہ مشہور — فدا سے نار گردی جسان پر نور
کیا فرزند دلبند بچہ قربان — کیا سپر مال سارا بذل ایمان
غرض کہیا سجن دا تہ نہ موڑو — جدہر سدے اودہر ہی جہیدے دوڑو

جو اس امر کی طرف اشارہ فرماتے ہین کہ صوفی صافی کو لازم ہے کہ اپنے ایمان کو حضیض تقلید سے نکال کر اوج تحقیق پر پہونچاے اگر کشف کے رتبہ کو نہ پہونچ سکے تو مقام استدلال سے ہی کر نہ جاسے تاکہ ایمان موجب نجات و سبب رفع درجات ہو ورنہ صرف قول بے عمل بے فایدہ نہین یَقُولُونَ بِاَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ اپنے منہ سے وہ باتین کہتے ہین جو اونکے دلون مین نہین ہین ایسا ایمان خدا کے نزدیک مقبول نہین چنانچہ فرمایا ہے

اگر خالی ایمان مقبول ہندا — وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ہر حق نہ کہندا
ستا کہانے سے تم شقی نہ ہندے — کرہین اوسکے خور رندے سبے ندے

پہر ذوق شوق کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہین کہ مومن کا ایمان ایسا ہونا چاہیے کہ اوسکو دیکہکر کفار کو حسرت پیدا ہو اور یہہ حکایت لکہتے ہین کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ السامی کے زمانہ مین ایک گبر تہا کسی مسلمان نے اوس سے کہا تو اسلام قبول کر دنیا و عقبی مین تیرا رتبہ بلند ہوگا۔ گبر نے جواب دیا کہ اگر ایمان سے تمہاری مراد وہ ایمان ہے جو بایزید رکہتا ہے تو وہ میری طاقت سے باہر ہے اوسکا ایمان سب کے ایمانون سے برتر ہے اگر مین عمر بہر کوشش کرتا رہون پہر بہی اوسکے رتبہ کو نہ پہونچ سکونگا۔ اگر ایمان سے تمہاری مراد وہ ایمان ہے جو عام مسلمان رکہتے ہین تو مجہے اوسکی کچہ حاجت نہین کیونکہ یہہ ایمان ایسا ہے کہ اگر کسیکو فی الواقع ایمان کی جستجو و تلاش ہو تو اسکو دیکہکر اوسکا حوصلہ ضرور پست ہو جائیگا۔ اسی طرح تقلیدی ایمان کی مذمت مین فرماتے ہین کہ ایک موذن تہا جو تقلیدی ایمان کے علاوہ آواز بہی نہایت مکروہ رکہتا تہا مسلمانون کے قافلہ کے ساتہ اوسکا گزر کفار کے ایک شہر مین ہوا اوسنے اذان دینے کا ارادہ کیا ہمراہیون نے اس ارادہ سے روکا کہ کفرستان مین ایسا فعل موجب فساد و فتنہ عظیم ہوگا مگر وہ باز نہ آیا اور اذان کہہ دی مسلمانون کو اندیشہ پیدا ہوا ناگاہ ایک کافر موذن کی تلاش کرتا آیا اور ایک خلعت بہی ساتہ لایا لوگون نے پوچہا کہ یہہ کیا ماجرا ہے

اسنے جواب دیا کہ میں اس شہر کا ایک سردار ہوں میری ایک بیٹی ہے نہایت خوبصورت صاحب جمال
وہ ہمارے دین سے پھر گئی ہے اسلام کی مشتاق ہو گئی اور رات دن اسکی جستجو و تلاش میں رہنے لگی ہر چند
ہمنے اس راہ سے پھیرنا چاہا [illegible] کچھ فائدہ نہوا پھر وہ بیمار ہو گئی آخر آج رات کو اس نے اذان کی
آواز گشت میں آتی ہوئی سنی [illegible] پوچھنے لگی کہ یہ بیہودہ سی آواز کیسی ہے میں نے تو ایسی مکروہ آواز کبھی
گشت میں بھی نہیں سنی [illegible] سمجھایا کہ یہ مسلمانوں کی اذان ہے جس سے مسلمانوں کو نماز
کے لئے بلاتے ہیں اور یہ شعایر اسلام کا ایک شعار ہے جب لڑکی کو یقین ہو گیا کہ اسلام یہی ہے تو اس سے
اسکا دل سرد ہو گیا اور تشویش [illegible] ساری بیماری بھی دور ہو گئی اور رات کو میں خوب
[illegible] آسودہ [illegible] مؤذن کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں جسنے مجھے اس عذاب الیم سے رہائی دی
الغرض ایمان تقلیدی و حقیقی [illegible] یہاں تقلیدی ہے [illegible] مؤذن کا نعرہ
جو زندہ دلوں کو گمراہ کرتا ہے [illegible] تھا گمراہوں کو حسرت میں ڈال دیتا ہے اور وہ
سمجھتے ہیں کہ کاش ہم بھی [illegible] ایمان حقیقی مثل آفتاب کے ہے کہ اسکے جلوہ سے کفر کی تاریکیاں نا
بود ہو جاتی ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا آفتاب جب بلند ہوا تو بت پرستی یہودیت
نصرانیت مجوسیت وغیرہ سب تاریکیاں نیست و نابود ہو گئیں۔ رزقنا اللہ وایاکم کمال الایمان

دوم صلوٰۃ

مختصر کیفیت نماز شرعی کی یہ ہے کہ مسلمان نیت کرکے قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو اور تکبیر تحریمہ کہے
پھر قیام کی حالت میں ثنا۔ تعوذ۔ تسمیہ۔ سورۂ فاتحہ قرائت یعنی قرآن شریف میں سے چند آیتیں
یا معمولی [illegible] ترتیب سے پڑھے۔ پھر رکوع کرے اور پڑھے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پھر سیدھا کھڑا ہو جائے اور
تسمیع کرے یعنی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے اور سجدہ میں جائے اور یہ تسبیح پڑھے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى
سجدہ دو دفعہ کرے۔ یہ ایک رکعت ہوئی اسی طرح دوسری رکعت پڑھی اور ہر دو رکعت کے بعد قعدہ
کرے اور قعدہ میں تشہد یعنی التحیات [illegible] درود شریف پڑھے اگر دو رکعتی نماز ہے تو سلام کے ساتھ نماز
پوری کرے اگر چار رکعتی یا تین رکعتی ہے تو [illegible] اسی طرح [illegible] پورا کرے۔ فرایض کے اول یا آخر جو
سنن و نوافل مسنون ہیں بقدر استطاعت پڑھے اور بے ضرورت ترک نہ کرے کیونکہ اتباع محبت نبوی کا
نشان ہے اور یہی محبت موجب نجات ہے [illegible] بعد از نماز [illegible] اور وظیفہ پڑھے۔ نماز کے اوقات

پانچ ہین فجر ظہر عصر مغرب عشا۔ یہہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جسطرح پنجوقتی نماز فرض ہے اسیطرح نماز کے لئے وضو بھی فرض ہے اور **وضو** یہہ ہے کہ پہلے دونون ہاتھ دہوئین پھر غرارہ اور استنشاق کرین اسکے بعد پیشانی سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک مُنہ دہوئین پھر دونون ہاتھون کو کہنیون تک دہوئین پھر سر کے چوتھے حصہ کا مسح کرین اسکے بعد ٹخنون سمیت دونون پاؤن دہوئین وضو مین بھی سنن و مستحبات کا لحاظ رکھنا بہتر ہے اگر جنابت ہو تو غسل فرض ہے اور **غسل** یہہ ہے کہ بعد وضو کے تین مرتبہ تمام جسم پر پانی بہا دین اور ہر ایک عضو کو نجاست سے پاک کرین وضو اور غسل کیواسطے بقدر کفایت پانی کی ضرورت ہے اگر پانی میسر نہو سکے یا پانی سے ضرر پہونچتا ہو یا کوئی اور عذر شرعی ہو تو تیمم کرین اور **تیمم** یہہ ہے کہ خاک پاک پر یا کپڑے پر ایسی ہی کسی چیز پر کہ جسکے ایک دفعہ دونو ہاتھ مارین تا کہ ہاتھ گرد آلود ہو جائین پھر ان پر پھونک کر ایک دفعہ مُنہ پر مسح کرین اسیطرح دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر کہنیون تک مسح کرین۔ یہہ نماز و وضو و غسل اور تیمم شریعت کی مختصر کیفیت ہے **اہل تصوف** یہہ بھی کرتے ہین اور کچھہ اس سے زیادہ بھی کرتے ہین جسکے اسرار یہہ ہین مثلاً انکا قول ہے کہ وضو دو نوع کا ہے ایک وضوے قالبی اور وہ یہہ ہے کہ جسمانی اعضا ظاہری نجاست سے پاک کرین اسیکو وضو شرعی کہتے ہین دوسرا وضوے قلبی اور وہ یہہ ہے کہ اعضاے وضو کو نجاست باطنی سے پاک کرین و قلب کو اخلاق ذمیمہ سے پاک و صاف کرین یہہ وضو خواص کا ہے اور سر یعنی باطن کو ماسوی اللہ سے پاک کرین اور یہہ انبیا و صدیقون کی طہارت ہے ان دونون وضوؤن کی تفصیل اس آیہ کریمہ سے نکلے گی یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْہَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ظاہری معنی اس آیت کے یہہ ہین کہ اے ایماندارو جب تم نماز کے واسطے اٹھو تو پہلے اپنا مُنہ دہوؤ پھر ہاتھ دہوؤ کہنیون سمیت پھر سر کا مسح کرو پھر پاؤن دہوؤ ٹخنون سمیت اہل تصوف کہتے ہین کہ اے ایماندارو جب تم خواب غفلت سے بیدار ہو اور قبلہ حقیقی کی طرف مُنہ کر کے عجز و نیاز کے ساتھہ نماز مین جو تمہارے لئے معراج ہے کھڑے ہو اور حضرت مالک العلام کے تقرب کی آرزو کرو تو پہلے اپنے مُنہ کو جو دنیا کی جانب متوجہ تہا تمام محرمات و مکروہات و خطرات باطل سے توبہ و استغفار کے پانی کے ساتھہ دہوؤ تا کہ غیبت و فحش و کلمات کفر و شرک و خود ستائی و بد گوئی مُنہ و زبان سے نہ نکلین اور جو کچھہ زبان سے نکلے حق ہی حق ہو اور کبر و نخوت اور خود بینی کی بو ناک مین نہ آوے اور چشم بصیرت و دیدہ باطن غیر کے دیکھنے پر قادر نہو اور نادیدنی چیزون

سے آنکھ بند کر کھو جو کچھ دیکھو حق دیکھو حق ست دیکھو سب چیز میں حق دیکھو اور سب حق دیکھو

	کر بجشم دل مبین جز دوست		ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست	

پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک [illegible] تعلق [illegible] کی [illegible] تھی دہونی سے بھی دہو تاکہ دنیا و عقبیٰ کی لاپرواہی سے [illegible] آلودہ نہوں [illegible] متاع وجود موجود حقیقی کے کچھ ہاتھ نہ آوے پھر سر کا مسح کرے [illegible] اور جو اس باطنیہ درجے سے متعلق [illegible] نہیں سوا محبت حق کے کسی شے کی گنجایش [illegible] ہستی [illegible] تصور کرتے ہیں ہستی حقیقی حق پر قربان [illegible] کانوں کا مسح [illegible] باتیں سنے اور حق بات سنے اور [illegible] پاؤن غبار اغیار سے دہووے تاکہ نجانے والی جگہ نجاوے اور سواے [illegible] قدم نہ اٹھاوے وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا اگر تم جنب ہو تو غسل [illegible] نفسانی نے گھیر لیا ہو تو توبہ جانی و استغفار روحانی کے پانی سے غسل کرو [illegible] یعنی اس غرور سے کہ مین بہت اطاعت کرنیوالا ہوں اور روح و سر کو [illegible] اعتبارات اور [illegible] اپنی وجودی ہستی کے ملاحظے سے پاک کرے اور یہی خود بینی جو تمام نجاستوں کی [illegible]

	ای بہ پندار وجود آلودہ خود را پاک کن		کین طہارت سالک رہ را تمام بیگمان	

اگر ایسا پانی نہ مل سکے جو اس طہارت کے لائق ہو تو خاک پاک توبہ دلی و استغفار روحانی سے تیمم کرے کہ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا اگر تم پانی نہ پاؤ تو چھوڑ اڑنے والی یعنی خاک کو جو پاک ہے

اسی باب میں استاذی و مرشدی حضرت مولوی نور احمد صاحب چنیوٹی قدس سرہ فرماتے ہیں

ہر اک عضو کے دہونے میں ہی اسرار	سنو سمجھو نمازی ہو کے ہشیار
تم اول ہاتھ کو دنیا سے دہو دو	نکالے منہ دے ہوون کار رو
[illegible] اک [illegible]	سوا رقت اللہ دے دل وے کہو
مسح سر کا اشارہ اید بتایا	گناہان دا الا پانی سر پہ آیا
چکر دنیا سے جب بیزار ہوون	بھلا کیونکر ہووے معراج دا سر
وضو کر کے ہین پاکیزہ پوشاک	سجن دے گھر دی [illegible] برملیں خاک

حسین بن منصور حلاج نے [illegible] ہوئے ہاتھ منہ پر پھیرے اور چہرہ کو خون سے تر بتر کر لیا کسی نے پوچھا

ایسا کیون کیا فرمایا میرے جسم سے خون بہت نکلا ہے مین جانتا ہون کہ میرا چہرہ زرد ہو گیا ہو گا تم سمجھے ہو گے کہ ڈر کے مارے زرد ہو گیا خون مل لینے سے سرخ رہ نظر آونگا مردون کا گلگونہ یہی ہے پہر خون آلودہ ہاتھ بازون پر ملے پوچھا یہہ کیون کیا فرمایا نماز کے واسطے وضو کرتا ہون کہا اسوقت نماز کیسے فرمایا رکعتان فی العشق لا یصح وضوءهما الا بالدم یہہ عشق کی دو رکعتین ہین انکا وضو بغیر خون کے درست نہین ہوتا۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ مثنوی معنوی مین وضو کے باب مین فرماتے ہین۔

این نجاست ظاہر از آبی رود	وان نجاست باطن افزون میشود
جز بآب چشم نتوان شستن آن	چون نجاسات بواطن شد عیان
چون نجس خواندست کافر را خدا	ان نجاست نیست بر ظاہر ورا
ظاہر کافر ملوث نیست زین	این نجاست ہست در اخلاق دین

یہہ اخلاقی اور باطنی نجاست ظاہری نجاست سے بہت بتر ہے اسکی شست شو سوای پیر کامل کے کوئی نہین کر سکتا اور وہ بمنزلہ پانی کے ہے۔ اب یہہ خلجان پیدا ہوتا ہے کہ پانی جو مطہر ہے جب کسی چیز کی پلیدی کو دور کر دیتا ہے تو مستعمل ہو کر خود پلید ہو جاتا ہے پس چاہیئے کہ شست و شو کرنے والا پیر بھی آب مستعمل کی طرح پلید ہو جاوے ہم کہتے ہین بیشک ایسا ہی ہوتا ہے مگر پیرون کے مدارج مین تفاوت ہے جو چہوٹے درجے کے ہین ناپاک ہو جاتے ہین اور جو اعلے درجے کے ہین ناپاک نہین ہوتے وہ آب دہ در دہ یا دریا کا حکم رکہتے ہین اور جو ادنے درجے کے پیر ناپاک ہو جاتے ہین دریاے رحمت الٰہی انہین پاک کر دیتا ہے جہانتک وہ اپنی توجہ مریدون کے تزکیہ قلوب و تصفیہ نفوس مین صرف کرتے رہتے ہین رحمت الٰہی اونکی کدورتین دور کرتی رہتی ہے اور یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ آسمان سے پانی برستا ہے اور زمین کی اور ہماری پلیدیون کو صاف کر کے تیرہ ہو جاتا ہے اور استعمال کے لایق نہین رہتا تب وہ خدا کے حضور مین زاری و نالہ کرتا ہے کہ ای پروردگار جو سرمایہ طہارت تو نے مجھے عطا کیا تہا وہ سب صرف کر دیا اب میری حالت قابل رحم ہے کہ مین خود طہارت کا محتاج ہو گیا ہون اسوقت دریاے رحمت جوش مین آتا ہے اور آفتاب عالمتاب کو حکم دیتا ہے کہ تو اسکو اوٹہا لے اور ہماری رحمت کے سمندر پر ڈال دے آفتاب اسکو کہینچ لیتا ہے اور وہ بادل بنکر دریا پر برستا ہے اور پاک و صاف ہو کر دوسرے موسم مین برستا ہے یون سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ الحاصل انبیا و اولیا اللہ ہماری تیرگیون کے غسال ہین اور اونکی تیرگیون کا دریاے رحمت الٰہی ہوتا ہے جسی کا نام وضوی طریقت و حقیقت ہے اور یہہ وضو پیر اور مرید دونون کا ہے

صلوٰۃ اہل تصوف

جب ایسا کامل وضو حاصل ہو جاوے تو نماز حقیقی شروع کرے اور یہ جو دنیا کو ترک کرنا اور معبود حقیقی سے رابطہ پیدا کرنا ہے

پیدا کرنا ہے	نماز عوام تسبیح و سجود دست		نماز کاملان ترک وجود دست	

نماز شروع کرنے سے پیشتر یہ نیت کرے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْن یعنی میں قبلۂ حقیقی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْن کے پانی سے شرک کو دہو کر محراب دل کو شرک کے شبہات و خطرات دوئی سے پاک کرتا ہوں پھر مصلے کے مقامت پر کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ کانوں تک لیجاوے اور خوب گوشمالی کرے تاکہ نفس کو خبر ہو کے وہم و گمان سے تنبیہ ہو پھر دنیا و عقبیٰ و مافیہا پر تکبیر تحریمہ کہے پھر مالک العلام کے حضور میں دست بستہ کھڑا ہو کر نہایت ادب کے ساتھ قرأت اور تقدیس و تسبیح پڑہے اور اپنی نماز کے رد و قبول سے ترساں و ہراساں رہے مبادا کوئی گستاخی یا فرو گذاشت سرزد ہو اور نماز مصلی کے منہ پر مارے حضرت امام زین العابدین جب نماز کے واسطے اوٹہتے تھے تو آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ زرد ہو جایا کرتا تھا کسی نے اسکا سبب پوچھا فرمایا تم نہیں جانتے کہ میں کس ذو الجلال شہنشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں حدیث شریف اُعْبُدِ اللهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ میں اسی رویت کی طرف اشارہ ہے یعنی اللہ کی اس طرح عبادت کر کہ گویا تو اسے آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اگر تجھے رویت کی یہ حالت میسر نہیں ہوتی تو یہ تو ضرور یقین کر کہ وہ تجھے دیکھتا ہے جب حضور میں کھڑے ہونے کی دولت حاصل ہو تو سلام کے واسطے جھک جاوے اور کورنش رکوع بجا لاوے پھر اس نعمت عظمیٰ قرب باریابی حضور فیض النور کے شکرانہ میں غایت انقیاد و خضوع سے سر رکھکر خاکساری و انکسار کا سجدہ کرے پھر ادب سے بیٹھکر اپنے شہنشاہ کی مدح میں التحیات پڑہے اور حضرت خاتم الانبیاء پر جو اس وصال و معراج کا ذریعہ و وسیلہ ہیں درود شریف پڑہے اور دونوں طرف سلام کہکر رخصت ہو حاتم اصم سے کسی نے پوچھا کہ تم نماز کس طرح پڑہتے ہو فرمایا جب نماز کا وقت آتا ہے ظاہری وضو کرتا ہوں یعنی پانی کے ساتھ اور توبہ کے ساتھ باطنی وضو کرتا ہوں پھر مسجد میں جاتا ہوں اور مسجد حرام کو مشاہدہ کرتا ہوں دو ابرو کے درمیان مقام ابراہیم کو دیکھتا ہوں اور بہشت دست راست اور دوزخ دست چپ اور پل صراط زیر پا اور ملک الموت کو پس پشت جانکر دل کو خدا کے حوالہ کرتا ہوں پھر بڑی تعظیم کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں اور بڑی حرمت کے ساتھ قیام کرتا ہوں اور بڑی ہیبت کے ساتھ قرأت پڑہتا ہوں اور بڑی تواضع کے ساتھ رکوع اور بڑے خضوع کے ساتھ سجود کرتا ہوں اور بڑے حلم کے ساتھ جلوس کرتا ہوں اور بڑے شکر کے ساتھ سلام کہتا ہوں میری نماز تو یہ ہے ابو حازم مکی سے کسی نے پوچھا

تم کسطرح نماز پڑھتے ہو فرمایا جب نماز کا وقت قریب آتا ہے تو رعایت فرایض و سنن کے ساتھ وضو کرتا ہون پھر اسطرح مستقبل قبلہ کھڑا ہوتا ہون کہ بیت الحرام میرے سامنے ہوتا ہے اور جنت دست راست اور دوزخ جانب چپ اور صراط کو دونون پاؤن کے درمیان دیکھتا ہون تعظیم کے ساتھ تکبیر کہتا ہون اور تفکر کے ساتھ قرائت پڑہتا ہون اور تذلل کے ساتھ رکوع اور تواضع کے ساتھ سجود کرتا ہون اور ادب کے ساتھ سلام کہتا ہون اور اعتقاد کرتا ہون کہ یہی نماز میری آخری نماز ہے اور یقین کرتا ہون کہ خدا میرا ظاہر و باطن دیکھ رہا ہے باوجود اسکے مین نہین جانتا کہ میری یہہ نماز قبول ہوئی یا الٹی میرے منہ پر مارین گے سائل نے پوچھا کتنی مدت سے ایسی نماز پڑھتے ہو فرمایا چالیس سال سے کہا کاش مجھے عمر بھر مین ایک ہی دفعہ ایسی نماز نصیب ہو حسین منصور حلاج ہر شب پانسو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے کسی نے پوچھا کہ تم دعوے کرتے ہو کہ مین خدا ہون پھر نماز کسکی پڑہتے ہو فرمایا اپنی نماز آپ پڑہتا ہون سچ ہے سیاحان منازل معنوی جس منزل مین وارد ہوتے ہین اوسی کے موافق کام کرتے ہین حضرت رسول کریم جب مقام ناسوت مین ہوتے تو رات کو قرائت کو اسقدر طول دیتے کہ آپکے پاے مبارک متورم ہو جاتے اور جب مقام ملکوت مین ہوتے تو فرماتے کہ مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ جسنے مجھے دیکھا خدا کو دیکھا بعض اولیاء اللہ شب و روز مین تین سو اور بعض پانسو اور بعض اس سے بھی زیادہ رکعتین نماز کی پڑھتے تھے اور اسکو وسیلہ قرب الی اللہ جانتے تھے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ حق تعالی نے فرمایا ہے لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّیَدًا وَّلِسَانًا فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْطِشُ اور نوافل سے بندہ میرا مقرب ہوتا جاتا ہے یہان تک کہ مین اوسے پیار کرنے لگتا ہون اور جب مین اوسے پیار کرتا ہون تو اوسکے کان آنکھین ہاتھ اور زبان مین ہوتا ہون میرے ساتھ سنتا ہے میرے ساتھ دیکھتا ہے میرے ساتھ بولتا ہے اور میرے ساتھ کسی چیز کو پکڑتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تو انکے دل مین ایک قسم کا جوش پیدا ہوجاتا جیسا کہ تانبے کی دیگ مین آگ پر جوش ہوتا ہے جب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نماز مین ہوتے تو انکے جسم کے بال کپڑے سے باہر نکل آتے اور انکے بدن پر لرزہ پڑ جاتا اور نماز سے پہلے فرمایا کرتے کہ اوس امانت کے ادا کرنے کا وقت آگیا ہے جسکے اوٹھانے سے زمین و آسمان عاجز ہو گئے تھے ایک دفعہ جنگ مین آپکے بدن پر تیر لگا اور پیکان زخم مین رہ گیا۔ صحابہ نے اوسکے نکالنے کی تدبیر کی مگر کامیاب نہوئی کسی نے کہا جب نماز

آپ نماز میں ہونگے تو آسانی سے نکل آئیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا شگاف دیکر پیکان نکالا گیا اور آپ کو خبر نہوئی حضرت سہل بن عبداللہ تستری فرماتے ہیں کہ عَلَامَۃُ الصِّدْقِ اَنْ یَکُوْنَ لَہٗ تَابِعٌ مِّنَ الْحَقِّ اِذَا دَخَلَ وَقْتُ الصَّلٰوۃِ بَعَثَہٗ عَلَیْہَا وَنَبَّہَہٗ اِنْ کَانَ نَائِمًا صدق کی نشانی یہ ہے کہ جب نماز کا وقت قریب آتا ہے تو خدا کی طرف سے کوئی فرشتہ آتا ہے جو اوسکو نماز پر آمادہ کرتا ہے اور اگر سویا ہو تو اوسے بیدار کر دیتا ہے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اون فضایل و نوافل کو بڑھاپے میں بھی ترک نہ کیا جو جوانی میں کیا کرتے تھے کسی نے کہا ایہا الشیخ آپ ضعیف ہوگئے بعض وظایف ترک کیجئے۔ فرمایا کہ بدایت احوال میں جو کچھ مجھے حاصل ہوا انہی فضایل کی بدولت ہوا اسلئے محال تھا کہ نہایت میں ایسے رفیق کا ساتھ چھوڑ دوں۔ استاذی و مرشدی حضرت **مولوی نور احمد صاحب** چشتی جنیوٹی قدس اللہ سرہ العزیز گنج گنج میں نماز اہل حقیقت کے بیان سے پہلے بطور تمہید فرماتے ہیں۔

سنا دی بانگ دی جسوقت ہووے — تو چاہیے تمکو ہر اک سے ہتھ اٹھا لو دے
چھڈو کم کار دنیا دی تمامی — ہو و سرکار عالی دے سلامی
نمازاں نال نیازاں سب گزارو — نہ اندھے وانگ ٹکراں جا کے مارو
چلو تم با ادب دربار سرکار — اگے سرکار دے جیسا کہ ہشیار
ذرا تم دل میں سوچو ای برادر — کہ کسکے گھر چلے ہیں ہم یا آخر
نہے درگاہ سرکار معلے — کہ جسکی خاک ہے تاج معلے
حی و قیوم و دانا و توانا — تعالٰی شانہ اسکے واعلے
ادب سب شاہاں دے سکھو تم — نہ بے قانون شہ کے گھر چلو تم
تماشے واسطے تم نا چلے ہو — امانت دے ادا کارن چلے ہو
امانت دا جبل جو تم اوٹھایا — زمین و آسمان جسکو نہ چایا
توکلتم علے اللہ اب خبردار — جو چایا ہے نبا ہو ہو کے ہشیار

پہر حضور قلب اور بلحاظ معانی ارکان و قرایت نماز و آداب کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

ادب سے پہر کہو اللہ اکبر — تعالٰی شانہ کیا ہے وہ برتر
رکھو کانان تے ہتھ دنیا گنوں تم — خیال غیر دل میں مت رکھو تم

کہا اللہ اکبر جب کہ تنے
گویا چھوڑا ہے اب سب جگ کو تنے

رکھو تم پہ نظر کو سجدہ گہ مین
کہ یعنی شاہ کو رکھو نگہ مین

تمہاری سجدہ گہ جو کہ زمین ہے
وہ الحق تخت رب العالمین ہے

کرو داتا دیان صفتان ثنا مین
کہ تو مالک ہے ملکا ندا تو یسا مین

تہا اور ناک زمین پر سب گہساؤ
طرف حق کی بہت دل کو جہکاؤ

گراؤ اپنی عزت آبرو تم
زمین پر جیکہ متہا ناک رکہو تم

اوٹہا لے بار خاوند کے شرع مین
کرو تم پشت خم اپنی رکوع مین

دکہاؤ اپنی بے قدری وہان تم
ہوو اوسوقت تم مورد ترحم

نیاز اندر مصلے ہو جو پردہ
رکھو متہا زمین پر تم بسجدہ

رکہا جب تنے سر اپنے کو برگل
گیا تب اصل خاکی خاک مین مل

خضوع و خشوع اور استغراق و استہلاک نے الذات جو نماز کی اصل جان ہے اوسکی طرف اشارہ فرماتے ہین

حضور دل سے کریو یہہ عبادت
نہ گر نہی تو احد و انک عادت

حکایت ہی کہ اک دن اک خدا لوک
خدا کے عشق مین سارا تہا سب ہوک

کسی گہر مین وہ پڑہتا تہا نمازان
بسوز دل کیا کرتا نیازان

اچانک آگ اوس گہر کو جلایا
فتور اوسکی حضوری مین نہ آیا

یہان تک تا کہ جاوے اوسکے سارے
اوسی ہی آگ نے آ پہونچ سارے

خبر اس بات کی لوکان جو پائی
تو جلدی ہی دوڑ آگ اوسکی بجہائی

اگر احمد نماز ایسی پڑہے تو
ہمیشہ یاد حق دل مین رکہے تو

تری مشکل سبہی آسان ہووین
ترے حاسد عجب حیران ہووین

صوفیان باصفا یہہ بہی فرماتے ہین کہ نماز سے مراد خدا کی طرف توجہ کرنا ہے اور اوسکے مراتب استعداد طبع مصلی کے موافق مختلف ہین ایک عوام کی نماز ہے اور یہہ ایک قالب بے جان ہے کیونکہ نماز کی جان حقیقت حضور قلب ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ نماز پوری نہین ہو سکتی جب تک حضور قلب نہو اور تمام وسواس ہواجس و خیالات و خطرات سے دل کو پاک صاف کرکے یکبارگی توجہ

لئے اللہ شہود اور یہ حضور حاصل کرنا محال ہے جبتک کہ مجاہدات و ریاضات میں کمال حاصل ہو جائے ایسی نماز جسمیں حضور قلب مع حق سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک منظور و مقبول نہیں ایسے صحابی کی زجر و توبیخ میں حق جل و علا نے فرمایا ہے وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا جب دیکھی انہوں نے تجارت یا لہو و لعب تو بھاگ گئے وہ اوسکی طرف اور تجھے کھڑا چھوڑ گئے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ترکوک میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اسکی شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ قحط سالی کے زمانہ میں حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جمعہ کی نماز پڑہا رہے تھے اور چند اصحاب پیچھے تھے کہ ایک کشتی نے دہول کی آواز کے ساتھہ منادی کی کہ گیہوں سستے ہیں خرید لو پھر ہاتھہ نہ آئیں گے۔ صحابہ نماز چھوڑ کر چلے گئے صرف دو تین اصحاب رسول خدا کی اقتدا میں باقی رہ گئے یہ جو صحابی گیہوں خریدنے چلے گئے تھے تو مسلم تھے انکا ایمان ہنوز رتبہ کمال کو نہیں پہونچا تہا اور نماز کی لذت سے آشنا نہ تھے انکا خیال تہا کہ نماز تو پھر بھی ہاتھہ آجائیگی مگر سستے گیہوں پھر نہ ملینگے حق سبحانہ و تعالیٰ نے انکو زجر کر کے فرمایا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ کہ تو اے محمد جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ لہو و لعب اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے یعنی نماز اور رسول خدا کی اقتدا لہو و تجارت سے بہت بہتر ہے اور روزی جسکی تلاش تم کر رہے ہو وہ خدا کے پاس ہے اور وہ سب سے اچھا روزی دینے والا ہے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کا یہ حال تہا تو آجکل کے عوام کا کیا حال ہوگا۔ دوسری نماز خواص کی ہے اور وہ جوارح ظاہر کی اور باطن دونوں کے حضور سے حاصل ہوتی ہے اسکی چار علامتیں ہیں علم کے ساتھہ نماز کو شروع کرنا سنجیدگی کے ساتھہ قیام کرنا تعظیم کے ساتھہ ادا کرنا اور خوف کے ساتھہ نماز کو تمام کرنا۔ تیسری اخص الخواص کی نماز ہے اور یہ وہ ہے جو ماسوی اللہ سے اعراض کلی اور سراسر بحر شہود میں مستغرق ہو جاتا ہے اسی مرتبہ میں لطیفہ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ منکشف ہوتا ہے یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں کی ٹہنڈک اور میرے دل کا سرور فقط نماز میں ہے۔ ایسی نماز فی الحقیقۃ اپنے مولی جلیل و محبوب حقیقی کے ساتھہ راز و نیاز ہے اَلْمُصَلِّيْ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مصلی اپنے رب کے ساتھہ مناجات یعنی راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے مولوی معنوی اپنے دیوان میں فرماتے ہیں

ہیں	مرا ز عشق نماز آن بود کہ یک ساعت		غم فراق ترا با تو وا گزاریم	

وگرنہ این چہ نمازے بود کہ من با تو | نشستہ روی بمحراب و دل ببازارم

یہہ بہی یقین کہنا چاہیے کہ جبتک دہر سے کلی نیاز نہو بساط نماز پر محرم راز ہونا محال ہے

درکوی خرابات کسی را کہ نیاز است | ہشیاری و مستیش ہمہ عین نماز است

سالک کو لازم ہے کہ نماز میں اون معنوں اور حکمتوں کو سمجھے جو نماز کے ہر ایک رکن میں مکنون و مرکوز ہیں اور وہ آداب بجا لائے جو ملک العلام کی بارگاہ معلے کے لایق و شایان ہوں۔ انمیں سے بعض معانی و نکات کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے۔ تکبیر سے یہہ مراد ہے کہ مصلی اپنے تئین ہستی مطلق پر ازلی و ابدی قربان کرتا ہے جسطرح جانور کے ذبح کرنیکے وقت تکبیر کہی جاتی ہے اسیطرح اپنی ہستی اور نفس کو قربان کرنا تصور کرے یہہ تن و نفس تعلق کے لحاظ سے جو روح کے ساتھ اوسکو ہے بمنزلہ اسمعیل کے ہے اور روح اپنے علو رتبہ کی حیثیت سے بمنزلہ ابراہیم خلیل اللہ کے ہے ان دونوں میں مشابہت کی وجہ دو تعلقات ہیں جو باپ بیٹے اور جسم و روح میں پائے جاتے ہیں اور نیز وہ مراتب متفاوتہ ہیں جو ان میں ہیں ظاہر ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ اسمعیل ذبیح اللہ سے رتبہ میں بڑے تھے مگر دونوں میں محبت و انس کے گہرے تعلقات تھے اسیطرح جسم کی نسبت جان بلند مرتبہ ہے باوصف اسکے دونوں میں موانست کا گہرا تعلق ہے سالک بوقت تکبیر تحریمہ یہہ جان لے کہ میں خلیل اللہ کی طرح جسنے اپنے فرزند جلیل کو قربان کیا اپنے تن کو رب جلیل پر قربان کرتا ہوں اور یہہ ذبح کرنا تن کا اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ شہوات لذات حرص و ہوا حسد حقد و دیگر صفات ذمیمہ اور اپنی ہستی موہومہ سے اپنے تئین پاک و صاف کرنا مراد ہے۔ بعد تکبیر کے یہ قیام کرے اور اس قیام کو قیامت کا نمونہ تصور کرے گویا کہ وہ میدان عرصات میں کہڑا ہے اور حضرت رب العالمین اپنے تخت پر جلوہ گر ہے اور برای العین اوسکا مشاہدہ کر رہا ہے اور لوگ صف صف کہڑے ہیں ترازو لٹکی ہے اعمال نیک و بد کا حساب ہو رہا ہے نا گہان حضور باری تعالی کی طرف سے خطاب ہوتا ہے کہ اے بندے تو میرے لئے کیا لایا ہے۔ اتنی مدت جو میں نے تجہے دنیا میں مہلت دی تہی اسمیں تو نے ایسا کونسا کام کیا جو میری بارگاہ معلے کے لایق ہو کہانے پینے پہننے چلنے پہرنے دیکہنے سننے بولنے کی اور اور بیشمار نعمتیں تجہے عطا کیں انکو تو نے کس کام میں صرف کیا تجہے اشرف المخلوقات بنایا عقل و علم کے زیور سے آراستہ کیا تاکہ تو میری شناخت حاصل کرے کیا تو نے کوئی ایسا کام کیا جو میری شناخت کے لئے کفایت کرتا۔ بندہ اسوقت سامنے کہڑا آنسو بہا رہا ہے اور جواب

بن نہین پڑتا ناچار مارے خجلت و ندامت کے سر جھکا دیتا ہے کیونکہ کسکی مجال ہے کہ لیئے ذوالجلال
شہنشاہ کے روبرو سر خجلت خم ہی کرنا پڑتا ہے یہی حکمت رکوع مین ہے۔ اسی ندامت کی حالت مین
ملک العلام کے سامنے اوسکی تقدیس و تحمید مین تسبیح پڑھتا ہے کہ مالک الملک کا دریاے رحمت و فضل
جوش مین آوے اور گرد و غبار ندامت کو دھو ڈالے۔ پھر فرمان ہوتا ہے کہ اس وقت ندامت سے کچھ فائدہ
نہین اوٹھ شہنشاہ کے حضور مین پورا پورا جواب دے۔ پھر وہ سر اوٹھاتا ہے اور مارے شرم کے بار دیگر
خاک مذلت پر سر رکھ دیتا ہے۔ پھر فرمان ہوتا ہے کہ سر اوٹھا اور جواب دے کہ نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ
ادا کیا یا نہین ذرہ ذرہ اسوقت تجھسے حساب لیا جائیگا۔ پھر اسوقت بندہ کو کھڑے رہنے کی طاقت
نہین رہتی اور اس ہیبتناک خطاب سے ترسان و لرزان ہوکر پھر گر پڑتا ہے اور قعدہ مین بیٹھکر ثنا
و تحیت کرتا ہے کہ شاید بار دیگر ایسا ہیبتناک ہوش ربا خطاب گوش آشنا نہو۔ پھر بارگاہ ذوالجلال
والاکرام سے ندا آتی ہے کہ اے بندے ٹھیک ٹھیک جواب دے کہ ہمنے جو تجھے اسقدر بیشمار نعمتین دین اونکا
کیا شکر ادا کیا ہمنے تجھے سرمایہ دیا اوس سے کیا نافع پیدا کیا اپنے نفع نقصان کا پورا پورا حساب دے
پھر بندہ جواب سے عاجز ہوکر داہنی طرف دیکھتا ہے (یہہ سلام دست راست کی طرف اشارہ ہے)
اور گروہ عظام انبیاء کرام کو دیکھتا ہے اور نہایت عجز و التماس کے ساتھ ان سے درخواست کرتا ہے کہ
مین سخت بلا اور عظیم مصیبت مین مبتلا ہون مجھسے ملک الجبار والقہار کے کسی سوال کا جواب نہین بن
پڑتا۔ انبیاء کرام جواب دیتے ہین کہ اس جہان مین کوئی چارہ نہین چارہ کرنے کا وہی جہان تھا سو
اوسمین تمنے غفلت کی اطاعت سے منہ موڑا اونکے احکام کو پس پشت ڈال دیا خدا کی نافرمانی کی
اوسکے ساتھ غیرون کو عبادت مین شریک کیا اب ہم کچھہ نہین کر سکتے تم خود ہی اپنے اعمال کا جواب دو
ہمسے شفاعت کی امید نہ رکھو چنانچہ اللہ جل جلالہ قرآن شریف مین فرماتے ہین رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ
کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ وَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ یعنی جد پیغمبران حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے قیامت کے دن اونکی امت شفاعت کی درخواست کرے گی اور وہ صاف جواب دیدینگے اور
کہینگے کہ اے میرے پروردگار انہون نے بت لوگون کو گمراہ کیا یہہ میری امت نہین ہین البتہ جن
لوگون نے میری پیروی کی ہے وہ میری امت مین اور وہی میری ذریت مین سو اگر تو چاہتا ہے تو
انہین بخش دے۔ اسیطرح قیامت کے روز حضرت حق جل جلالہ حضرت عیسی علیہ السلام سے سوال

اشیئے کہ ای عیسیٰ کیا تونے اپنی امت کو یہہ ہدایت کی تہی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا جانو عیسیٰ علیہ السلام جواب دینگے کہ ای میرے پروردگار تو پاک ہے میرا کیا مقدور ہے کہ مین اپنی امت کو ایسی بات کی ہدایت کرون جسکا مین مستحق نہین ہون اور اگر مینے ایسی بات کی ہوگی تو تو خود جانتا ہے۔ تو جانتا ہے جو کچہہ میرے دل مین ہے اور جو کچہہ تیرے دل مین ہے مین اوسکو نہین جانتا تو علام الغیوب ہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ای پروردگار اگر تو انکو عذاب دیگا تو یہہ تیرے بندے ہین اور اگر تو انکو بخش دیگا تو تو ارحمند نہایت مہربان ہے۔ بندہ انکی شفاعت سے ناامید ہوکر اپنی طرف دیکہتا ہے (یہہ دست چپ کے سلام کی طرف اشارہ ہے) اور اپنے خویش و اقارب اور کنبہ کو پاتا ہے اون سے نہایت منت و الحاج سے درخواست کرتا ہے کہ اس وقت مین درماندہ ہون مین دنیا مین تمہاری خاقت کرتا تہا آج تم میری دستگیری کرو اور اپنی نیکیون مین سے کچہہ مجھے دو کہ مین اپنے ذو الجلال و الاکرام کے سوال کا جواب دینے کے قابل ہو جاؤن۔ یہہ جواب دیتے ہین کہ انکو ایسے ہمسے کوئی امید نہ رکھہ اپنا جواب خود ہی تجویز کر ہم سے اپنا جواب نہین بن پڑتا تو تیری کیا مدد کرین چنانچہ اللہ جل شانہٗ اہوال القیامۃ مین فرماتے ہین يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ یعنی روز قیامت اور میزان حساب کا ہول ایسا شدید ہوگا کہ باوجود کمال محبت و الفت کے بہائی اپنے بہائی کو چہوڑ دیگا اور ماں باپ سے بہاگے گا خاوند جورو کو چہوڑ دیگا ماں بیٹے کو چہوڑ دیگی جب انہیا اور خویش و اقارب دونون سے امید منقطع ہو جاتی ہے اور کوئی دستگیر اور یار و مددگار نظر نہین آتا تو بالکل مایوس ہو کر نہایت عجز و انکسار کے ساتہہ مالک الملک ذو الجلال و الاکرام کے سامنے ہاتہہ اوٹہاتا ہے اور گریہ و زاری کرکے کہتا ہے (یہہ دعا کی طرف اشارہ ہے) کہ یا رحمٰن یا رحیم یا رؤف یا غفار یہہ تیرا ناچیز بندہ ہر طرف سے ناامید ہو گیا ہے اب سوائے تیری رحمت کے کوئی جائے پناہ نہین حضرت مولوی فرماتے ہین

در نماز این خوش اشارتہا ببین	تا بدانی کان بخواہد شد یقین
بچہ بیرون آر از بیضہ نماز	سر مزن چون مرغ بے تعظیم و ساز
بشنو از اخبار آن صدر الصدور	لا صلوٰۃ تم الا بالحضور

مرشد من استاذی حضرت مولوی نور احمد صاحب نقشبندی جنیونی قدس اللہ روحہ مثنوی گنج نقہ صوفیہ مین دعا کو مغز نماز قرار دیتے ہین اور نہایت پر سوز و گداز اور دردناک الفاظ مین فرماتے ہین

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ

پھیلا کر ہاتھ پھر مانگو دعائین	کہ یا رب تو ہی ہین سب دا سائین
گو ہم بندے نہ کچھ کم کار دے ہین	دے منگتے ترے دربار دے ہین
غنی تیرے در کون آ منگتے سُہاون	نہ دے داتا تو پھر کاہے کو جاوین
خلائق پر در اس آہ ساڈی	غنیا کچھ تو رکھ تون جاہ ساڈی
تعجب ہے کہ تیرے در تون خالی	بھلا اوٹھ جائین ہم ایسے سوالی
ترے در تون جو ہمنے کچھ نہ پایا	تو کسکے در سے پائین گے خدایا
تو ہین داتا ہین سب جگہ اتمامی	کرن تیرا اسیہی دعوی غلامی
رکھن شیخ و برہمن سب تجہ سی چاہ	تری کیا ذات ہے اللہ اللہ
جلا کر خیال غیر ساڈا	کیجو پھر خاتمہ بالخیر ساڈا

اوقات نماز پانچ ہین مگر عشاق واہل ذوق نہ پانچ پر صبر کرتے ہین نہ پچاس پر بلکہ پچاس ہزار پر بھی بس نہین کرتے وہ ہمیشہ نماز مین رہتے ہین خواب ہو یا بیداری اونکی نماز کبھی قضا نہین ہوتی۔

در کوئی خرابات کسی راکہ نیاز ست	ہشیاری و مستیش ہمہ عین نماز ست

انکے نزدیک صلوٰۃ خمسہ کی (پڑھو پانچون وقت نماز) کے یہہ معنی ہین کہ حواس ظاہری بھی پانچ ہین اور حواس باطنی بھی پانچ۔ ان دونون کی حفاظت کرو یہی صلوٰۃ دائمی ہے اور اسی کا نام صلوٰۃ محمودی ہے عاشق مستغرق صفات ہین ہر دم ھل من مزید کا نعرہ مارتے ہین دریا بھی نوش کر جائین تو پھر وہی پیاسے کے پیاسے ہین مچھلی کو اگر سبق پڑھایا جاوے کہ کبھی کبھی یا زیادہ سے زیادہ پانچ وقت دریا کی سیر کر لیا کرے تو اوسیوقت اوسکی جان ہوا ہو جاوے اوسکی زندگی اسی مین ہے کہ ہر وقت اور ہر دم دریا کی سیر مین مستغرق رہے عاشقون کی زندگی بھی اسی مین ہے کہ ہر لحظہ اپنے معشوق و محبوب کے دیدار سے شاد کام رہین قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ سے یہی مراد ہے۔ حضرت مولوی معنوی فرماتے ہین

نیست زر غبا وظیفہ ماہیان	زانکہ بے دریا ندارند انس جان
آب این دریا کہ ہایل بقعہ ایست	با خمار ماہیان خود جرعہ ایست
با وجودی آنکہ دریا در کشند	خشک لب باشند و ہم دریا کشند

امو العطش العطش سے اونکو فایدہ یہہ ہوتا ہے کہ جون جون اونکا شوق زیادہ ہوتا جاتا ہے زیادہ تجلیات

اور ہر آن جدید مشاہدات اونپر منکشف ہوتے ہین انکے لذائذ وحظوظ کشان کشان اونکو اپنے معشوق ومحبوب کے دربار مین لئے چلے جاتے ہین انسان بالطبع حریص ہے اور یہہ حرص اوس سے منفک نہین ہوسکتی البتہ اسکے اوصاف متغیر ومتبدل ہوجاتے ہین اور انسان حرص مذموم سے نکلکر حرص محمود مین چلا جاتا ہے بہرحال اعمال سے کچھہ نہ کچھہ اجر ونتیجہ مقصود ہوتا ہے جسقدر اجر زیادہ ہوتا جاتا ہے تکثیر اعمال زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ چور کو ہرچند خوف ہوتا ہے کہ گرفتار ہونے پر ہاتھہ پاؤن کاٹے جائینگے مگر مال کی طمع ایسی غالب ہوتی ہے کہ سزا سے بدعملی کو اوسکے دل سے فراموش کردیتی ہے اور وہ مال ہی کی امید پر رات بہر جاگتا سیندہ یا کمند لگاتا اور دربانون کی نظرون سے اپنے تئین بچاتا ہے ہر کہین گو مقصود حاصل کرتا ہے یہی حال عاشقان خدا واولیاء اللہ کا ہے کہ صرف تجلیات کی امید پر اسقدر محنت شاقہ گوارا کرتے ہین طالب علم ابتدا مین مکتب سے بہاگتا ہے ماں باپ اوسے لالچ دیکر یا پیٹ کر مکتب مین بہیجتے ہین مگر جب اوسے علم کی لذت جو طالب علم کی محنت کی اجرت ہے حاصل ہوتی ہے تو وہ خود بخود اسمین سرگردان ووالہ وشیفتہ ہوجاتا ہے اور شہر بشہر اوسکی تلاش مین مارا مارا پہرتا ہے یہی حال مجاہدون کا ہے۔ ابتدائے مجاہدہ مین شدائد کے ہجوم کردینے سے اکثر اوقات مجاہد دل برداشتہ اور ترک ریاضت پر آمادہ ہوجاتا ہے مگر جب انکشافات اونپر ظہور کرنے لگتے ہین تو اسمین جان لڑا دیتا ہے او طریقۃ العین ہی دس سے تخلف [illegible] دیدار محبوب اوسکا قبلہ ہوتا ہے اور دل اوسکا محراب ہی اوسکی وہی نماز ہے یہی اوسکے دل کی [illegible] یہی اوسکی آنکھون کی ٹھنڈک ہے حضرت مولوی معنوی اسی مقام کی طرف اشارہ فرماتے ہین

جہد کن تا نور تو رخشان شود	تا سلوک و خدمتت آسان شود
جہد کن تا مزد طاعت در رسد	بر مطیعان [illegible]
ذوق دارد ہر کسی در طاعتے	لاجرم نشکیبد از وی ساعتے

جسطرح کسی حدث سے شرعی وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز باطل ہوجاتی ہے اسی طرح [illegible] باطل ہوجاتی ہے جبکہ طریقۃ العین ہی غیریت اور دوئی کا خیال دل مین آجاتا ہے [illegible] اور یہہ تو یکطرفہ ہی خود معشوق حقیقی کی یاد ہی مقصد نماز ہے کیونکہ یاد کے لیے [illegible] لازم ہے اور یہہ دوئی ہے۔ علاوہ اسکے حضور وقرب مین یاد غیبت وبعد کی علامت ہے

تنہا کہ سر بسجدہ وحدت فرو کنند	گر یاد [illegible]

تکفیر جو شخص عمداً ایک نماز ترک کرے شرعاً مستوجب عذاب دوزخ ہے اور جو شخص نماز سنت انکار کرے اوسپر کفر کا فتویٰ دیا جاتا ہے مگر صوفی اگر ایکدم بھی اس نماز سے غافل ہوجاوے تو کافر ہوجاتا

ہر انکو غافل از حق یکزمانست	در آندم کافرست اما نہانست

سوم صوم یعنی روزہ

روزہ رمضان کا ہر ایک مومن پر جو عاقل بالغ ہو فرض ہے اور اوسکا وقت یہہ ہے قال اللہ عزوجل کُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ یعنی رمضان کے مہینے مین رات کو کہاو پیو اوسوقت تک کہ پوہ پہوٹے اور صبح صادق نمودار ہو پہر رات تک روزہ پورا کرو۔ حنفی بعد غروب ہونے آفتاب کے افطار کرتے ہین اور شافعی کچہہ حصہ رات کا لیکر افطار کرتے ہین اور حنفیون کی نسبت کہتے بہی اول وقت ہین۔ اے روزہ دارو عورتون سے مباشرت نہ کرو اگر ممکن ہو تو مسجدونمین اعتکاف کرو۔ یہہ ہے روزہ کی حقیقت جو اہل شرع کے نزدیک کفایت کرتا ہے۔ اہل تصوف کچہہ اس سے زیادہ بہی کرتے ہین انکا قول ہے کہ روزہ خدا کے نزدیک محبوب ترین عبادات ہے کیونکہ یہہ خدا کی صفات مین سے ایک صفت ہے دوسری کسی عبادت فریضہ یا نافلہ مین یہہ وصف نہین پایا جاتا۔ یہہ بہی ایک خاص صفت اس عبادت مین ہے کہ یہہ پوشیدہ ہے کوئی اسپر مطلع نہین ہوسکتا سوای خدا کے روزہ سے نفس و شیطان مقہور ہوتے ہین اور شہوت منکسر ہوتی ہے اس سے گرسنگی و تشنگی قیامت کی یاد آتی ہے۔ احیاء العلوم مین ہے کہ روزہ کے تین مدارج ہین ایک صوم عام دوسرا صوم خاص تیسرا صوم اخص الخواص صوم عام یہہ ہے کہ دن کو روزہ کی نیت کرکے کہانے پینے اور جماع سے باز رہین صوم خاص جو حواس کو ناشایستہ سے باز رکہین صوم اخص الخواص دل کو اندیشہ غیرحق سے کلیتہً باز رکہنا ہے اور یہہ روزہ انبیا اور صدیقون اور مقربون کا ہے تمہیدات عین القضاۃ مین ہے کہ اَلصَّوْمُ الْغَیْبَۃُ عَنْ رُؤْیَۃِ مَا دُوْنَ اللّٰہِ لِرُؤْیَۃِ اللّٰہِ روزہ اپنے تئین غیرحق اور ماسوی اللہ کے ملاحظہ سے فانی کرنا ہے اس نیت سے کہ محض ذات واحد اللہ کو دیکہے۔ ایسا روزہ خواص کو بہی بڑی مشکل سے میسر ہوتا ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ حَظُّہٗ مِنَ الصِّیَامِ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ بہت سے روزہ دار ایسے ہین جنکو سوائے بہوک پیاس کے روزہ سے کچہہ حاصل نہین۔ اور یہہ وہ لوگ ہین

جو دن بہر بہوکے رہتے ہین اور قول یا فعل حرام کے ساتھہ افطار کرتے ہین یا وہ لوگ ہین جو حلال سے، تو روزہ رکہتے ہین
مگر مسلمانون کی گوشت (غیبت) سے افطار کرتے ہین بعض صوفیہ کا بیان ہے کہ روزہ چار درجہ پر ہے ایک روزہ عوام اور وہ
یہہ ہے کہ دن بہر بہوکے رہین اور شام کے انتظار مین جون تون کرکے دن کاٹین دوسرا عابدون کا روزہ ہے اور
یہہ تسکین خاطر کے ساتھہ ماہ رمضان کے روزے پورے کرتے ہین انہی کی شان مین صُومُوا شَهْرَهٗ (ماہ رمضان کے
روزے پورے کرو) وارد ہوا ہے تیسرا روزہ سالکون کا ہے اور وہ قلبی روزہ ہے چونکہ سالکون کا دل کسی چیز کا
پابند نہین ہوتا اور دل سے کسی شے کی طرف متوجہ نہین ہوتے اسلئے اگر بظاہر کچہہ کہا لین تو انکا روزہ ٹوٹتا
نہین بایزید بسطامی قدس سرہ حج کرکے بغداد مین آئے اہل بغداد جوق در جوق استقبال کو آئے آپ بڑی
جماعت کے ساتھہ شہر مین داخل ہوئے بایزید اپنی تعظیم و تکریم دیکہکر خوش ہوئے مگر حفاظت حق نے فی الفور انکو
متنبہ کردیا کہ یہہ عزت ہے آپنے نانبائی کی دکان سے ایک قلیچہ لیکر کہالیا رمضان کا مہینا اور ظہر کا وقت
تہا سب لوگ بے اعتقاد ہوکر اونسے الگ ہو گئے اسطرح آپ اوس فتنہ سے محفوظ رہے چوتہا روزہ کاملون کا ہے اور
یہہ اون تینون سے برتر ہے صُومُوا لِرُؤْيَتِهٖ (روزہ رکہو اوسکی رویت کے واسطے) اسی روزہ کی شان ہے
خواجہ محمد پارسا کی تحقیقات مین ہے کہ روزہ کو خدا نے یہہ شرف دیا ہے کہ فرمایا ہے اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْرُهٗ
(روزہ میرے لئے ہے اور مین خود اوسکا اجر ہون یعنی صائم کو اپنے دیدار سے شادکام کرتا ہون) روزہ
ملائکہ کے ساتھہ مشابہت پیدا کرتا ہے اسمین روحانیت جسمانیت پر غالب آجاتی ہے جوع کی حقیقت ترک
شہوات ہے اور عبادت سے اصل غرض ترک شہوات ہے سیری مین شہوات کو مدد ملتی ہے پس روزہ فی الحقیقت
اصل الاصول عبادت ہے اس سے شہوات بکلی منقطع ہوجاتی ہین اور عبادت کا مدعا حاصل ہوجاتا ہے روزہ
کے تین درجے ہین اول صبح سے شام تک کہانے پینے اور جماع وغیرہ سے باز رہنا اور یہہ عوام کا روزہ ہے دوم
علاوہ اُن چیزون کے جو روزہ عوام مین بیان کی گئین غیبت چغلی وغیرہ افعال و اقوال سے جو کاملون کی شان کے
لایق نہون پرہیز کرنا اور یہہ روزہ چہہ چیزون کے ساتھہ پورا ہوتا ہے (اول) ایسی چیز کے دیکہنے سے آنکہہ
بند کرنا جس سے یاد الٰہی سے غفلت پیدا ہو خصوصاً شہوت انگیز چیزون سے قطع نظر کرنا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نظر ابلیس کے پیکانون مین سے ایک پیکان ہے جو زہر کے پانی مین بجہا ہوا ہے جو کوئی
صرف خدا کے خوف سے اوس سے بچے خداوند تعالیٰ اوسکو خلعت ایمان پہناتا ہے جسکی حلاوت اوسکے دل مین
پیدا ہوتی ہے (دوم) زبان کو بیہودہ گوئی سے بچائے اور زبان اور دل کو تلاوت قرآن شریف و ذکر مین مشغول

رکہے (سوم) ناشنیدنی باتون سے کانون کو محفوظ رکہے جو کچہ زبان سے کہنا ممنوع ہے اوسکا سننا بہی ممنوع ہے غیبت کرنے والا او غیبت سننے والا دونون یکسان ہین (چہارم) دست و پا اور تمام جوارح کو ناشایستہ کامون سے باز رکہے (پنجم) اکل حلال سے افطار کرے اور وہ بہی اسقدر سیر ہو کر نہ کہائے کہ سانس لینے کی بہی گنجایش نرہے کیونکہ جو کچہ دن کو نہ کہا سکا تہا اگر رات کو اوس سے چارچند کہالیا تو جوع اور گرسنگی جو صفت ملایکہ ہے حاصل نہوئی اور روزہ کا مدعا فوت ہو گیا کیونکہ روزہ سے یہہ مراد ہے کہ شہوات منقطع ہون اور سیری سے شہوات کو تقویت ہوتی ہے اور کئی طرح کے کہانے یکجا کرکے کہانے بہی موجب سیری ہین معدہ خالی رکہنے سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے پری معدہ سے کدورت سستی اور غنودگی پیدا ہوتی ہے (ششم) روزہ دار کا دل امید و بیم مین معلق رہے کہ شاید اوسکا روزہ قبول ہوا ہے یا نہین یہہ روزہ عابدون اور سالکون کا ہے جو جسم کے ہر ایک عضو کو اوسکے مخصوصہ فعال سے باز رکہتے ہین تیسرا روزہ اخص الخواص کا ہے اور وہ یہہ ہے کہ دل کو ہر دم خیال ما سوی اللہ سے روکے اور اوسکے حضور سے ہرگز غافل نہو کبہی غیر کا اندیشہ بہی اوسکے دل مین خطور نہ کرے جو کام کرے اوسی کے واسطے کرے اور ہر وقت وہی مد نظر رہے۔

اگر گوید سخن از یار گوید		وگر جوید مراد از یار جوید

حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم روزہ بہی رکہتے تہے اور تجہیز جیوش و تہیۂ غزوات مین بہی مشغول رہا کرتے تہے چونکہ آپکے یہہ سب کام للہ و فی اللہ تہے اسلئے تکمیل روزہ مین کچہ فتور نہین آتا تہا۔ روزہ مین کرنا گناہ نہین لیکن اگر یہہ نیت ہو کر بدون کسب کے افطاری اوسکو میسر نہوگی تو یہہ جان لینا چاہیے کہ اوسکا ایمان قوی نہین اور وہ خدا تعالےٰ کی صفت رزاقی کا منکر ہے اس سے بڑہکر کوئی روزہ نہین اور یہہ روزہ انبیاء و صدیقون کا ہے الغرض عوام کا روزہ کالبد بیجان ہے روح حقیقت روزہ کی یہہ ہے کہ روزہ دار اپنے تئین ملایکہ کے ساتہہ مشابہ کرے جنہین شہوت ہرگز نہین بہایم مین شہوت زیادہ ہے انسان اگر مغلوب الشہوات ہے تو وہ بہایم کی جنس سے ہے اگر شہوات پر غالب ہے تو ملایکہ کی جنس سے ہے جسطرح ملایکہ خدا کے مقرب ہین وہ بہی خدا کا مقرب ہے اَلْجُوْعُ طَعَامُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ يُرَبِّي بِهَا اَبْدَانَ الصِّدِّيْقِيْنَ بہوک طعام الٰہی ہے پرورش کرتا ہے اللہ اوسکے ساتہہ ابدان صدیقین کی سالک گرسنگی سے مقام سوال مین پہونچ جاتا ہے اور محقق مقام اسرار مین داخل ہوجاتا ہے سالک کی جوع خشوع و خضوع بسنت ذلت ہے اور زبان کو ناشایستہ باتون سے اور دل کو اندیشہ غیر سے پاک کرتا ہے اور جوارح کو منہیات سے پاک کرنا اور سلطان توحید کے حضور مین

ہو جس وساوس سے پاک رکھنا ہے اور محقق کی جوع صفائی وسوا لنت! ورسلطان ربوبیت کے ظہور میں دل کو نفس اور بشریت کے اندیشہ سے پاک رکھنا ہے۔ مقام جوع کو مقام صمدیت کہتے ہیں اور یہ مقام بڑا عالی ہے اسمیں بڑے بڑے اسرار و تجلیات منکشف ہوتے ہیں استادی و مرشدی حضرت مولوی نور احمد صاحب فرماتے ہیں

لکھا ہے میرزا جانجانان کے ۔۔۔ ذخیرہ سال کا ہے ماہ رمضان
ہوا اس ماہ میں جمعیت عبادت ۔۔۔ تمامی سال گزرے باسعادت
وگر اسمین فتور اندر زمان ہو ۔۔۔ تمامی سال اثر اوسکا عیان ہو
غرض روزہ سے یہ ہیگی سنو تم ۔۔۔ ملایک کی صفت تا ان کچھ بنو تم
ہٹاؤ خورش و نوش و حرص شہوت ۔۔۔ غصہ کینہ حسد اور کبر و نخوت
ہٹاؤ گوش کو ناشنیدنی سے ۔۔۔ ہٹاؤ چشم کو نادیدنی سے
تمامی بدن کو تم چوٹ لاؤ ۔۔۔ تدان تم کھانا جنت سے پاؤ
کرو سحر و عصر و قوں کو تمامی ۔۔۔ دیکھو بہکہ اور تریہ سے بہت خامی
کہ سردار گر تم میں کسیکو ۔۔۔ کہ آج مغرب میں آؤ گھر میرے کو
کہ آج دن میں پکا کر عمدہ کھانے ۔۔۔ کھلاؤنگا میں سب کو سد دہنگانی
ہے لازم تمکو اوسدن کچھ نہ کھاؤ ۔۔۔ کہ تا تم کچھ مزہ دعوت کا پاؤ
اسی طرح شہ شاہان کی دعوت ۔۔۔ رکھو تم نظر میں ہر لحظہ ساعت
گھڑی دو تک اگر تم بھی نہ کھاؤ ۔۔۔ بلاشک کھانا تم جنت سے پاؤ
تمامی شغل بد سے ہاتھ اٹھاؤ ۔۔۔ سجن دے ذکر داغوغا مچاؤ
ریا تہیں پاک کر علم و عمل کون ۔۔۔ خدائے پاک کو دیکھو بغل میں
ریا شرک خفی ہے در شریعت ۔۔۔ کہیں شرک جلی اہل طریقت
رکھا اک دن کسی لڑکے نے روزہ ۔۔۔ کہا ماں باپ نے شاباں شابہ
دو پہر ان کا سہو ہوا اوسکو عجب سوز ۔۔۔ سو چاول میں نہ گزرے اسطرح روز
پوشیدہ ہو کے جب گیا وہمیں کھانے ۔۔۔ کیا ماں باپ پیر اغیب جانے
او سیوقت اوسنے اندر جاکے کھایا ۔۔۔ ولے ظاہر میں اوسنے روزہ نبھایا

نظر اوسکی جو تھی ماں باپ کے پر | ہوئی اوسکو رعایت انکے سر پر
تو ہی لحمد کہا کہ جاگ دا روزہ | کہیں گے لوگ سب وہ واہ وہ وہ
دے خالق دلوں مردہ ہوئیں | بنی دے درختوں ہی سطر ودھ ہوئیں

حضرت مولوی معنوی فرماتے ہین کہ روزہ شریعت مین مفطرات سے باز رہنا ہے اور حقیقت مین جمیع ماسوا کی طرف التفات کرنے سے باز رہنا ہے۔ یہہ بھی کہتے ہین کہ روزہ ظاہری کہانے پینے سے باز رہنا ہے اور روزہ معنوی وساوس سے دل کو نگاہ رکہنا ہے اور روح کا روزہ کل کائنات سے اعراض کرنا ہے اور سر کا روزہ ہمیشہ مشاہدہ محبوب مین مستغرق رہنا ہے ظاہری روزہ شام کو افطار کیا جاتا ہے اور معنوی روزہ لقاے محبوب سے کہولا جاتا ہے۔

ہست روزہ ظاہر امساک طعام | روزہ معنی توجہ دان تمام
این دہان بندد کہ چیزے کم خورد | وان ببندد چشم از غیرش نگرد

روزہ مین صدق نیت اور تقوی لازمی ہے تا کہ اکل حلال سے افطار کرے اور روزہ کو دہوکے کی ٹٹی نہ بنائے

ہست گربہ روزہ دارانہ صیام | خفتہ کردہ خویش بہر صید خام
کردہ بدزین ظن کج صد قوم را | کردہ بدنام اہل جود و صوم را

جاننا چاہیے کہ جوع سے شیطان بہاگتا ہے انبیا تربیت الٰہی کی گود مین جوع سے پرورش پاتے ہین اَلْجُوْعُ طَعَامُ الْاَنْبِیَاءِ بصیرت کی آنکہون سے پردہ غفلت کا جوع ہی سے دور ہوتا ہے۔ جوع اکثر ریاضتون کا سرمایہ ہے جب سالک مقام جوع مین متمکن ہو جاتا ہے تو اوسپر بیخوابی اور خاموشی طاری ہو جاتی ہے اور یہہ دونون موجب عزلت ہین اور عزلت سے عفت و تجرد حاصل ہوتا ہے۔ صوفیہ کرام کی اصطلاح مین اس مرتبہ کا نام موت ابیض ہے۔ معدہ جب کہانے سے خالی ہوتا ہے تو روح کو جلال و جمال کے بیشمار گوہر حاصل ہوتے ہین صفات ملکوتی سے متصف ہوتی ہے نفس کے فرمانبردار جب بہوکے ہوتے ہین تو کتے کیطرح جہنجلاتے اور کاٹ کہانے کو دوڑتے ہین جب سیر ہو جاتے ہین تو مردے کی طرح پڑے رہتے ہین جس شخص کا یہہ حال ہو کہ دم بہر مین کتا بن جاے اور دم بہر مین مردار وہ شیرون کے ساتہہ کیا ہمسری کر سکتا ہے نفس فرعون ہے جب سیر ہو جاتا ہے تو دعوی خدائی کرنے لگتا ہے گرسنہ دعوی خدائی سے دستکش رہتا ہے اسلیئے کہ اوسکے پاس ایندہن ہی نہین جس سے رعونت کی آگ کو مدد ملے خالی معدہ شیطان کے لیئے بمنزلہ زندان کے ہے جب یہہ قید مین آجاتا ہے تو نہ دیو سے باز رہتا ہے اور جب معدہ

پیدا ہوتا ہے تو شیطان کو اپنے کام مین گرم بازاری کا خوب موقع ملتا ہے۔ نفس کو دہوکا دینے کے بڑے بڑے موقعے ملتے ہین جبتک اوسکو بہوکا نہ رکہا جاے مسلمان نہین ہوتا بہوک بمنزلہ آگ کیہے اور نفس بمنزلہ آہن کے جبتک لوہا تپایا نہ جائیگا اوس سے کوئی چیز بن نہ سکے گی اور نہ اصلاح ہوسکے گی بہوک کے بغیر تن راہ مقصود مین جنبش نہین کرتا۔ جب انسان روزہ رکہنے کا قصد کرتا ہے تو نفس اوسکو ڈراتا ہے کہ خبردار بہوک سے تیرا بدن آوارہ جائیگا اور انجام کار تجہکو پچہتانا پڑیگا۔ خوب پیٹ بہر کے کہانا کہا اور ٹہنڈا پانی پی اس سے تیرے جسم کو فربہی اور روح کو تازگی حاصل ہوگی یہہ تیرا تن تیرا مرکب ہے جس چیز کا وہ عادی اور خوگر ہے وہی اوسکو دینی چاہیئے اگر نہ دیگا تو تعلقات جسمانی و روحانی مین خلل آجائیگا دل و دماغ ضعیف ہوجائینگے طرح طرح کی بیماریون کا سامنا ہوگا۔ الغرض نفس اس قسم کے دلایل پیش کرتا ہے کہ گویا وہی جالینوس ہے اپنے دلایل سے اپنی حذاقت کا ایسا ثبوت دیتا ہے کہ چلتے دریا کو بند کردیگا نامردون کو مرد بنا دیگا۔ انسان کو لازم ہے کہ اوسکے دام تزویر مین نہ آئے اگر بذات خود اوسکے فریب کو سمجہہ نہ سکے تو کسی دوسرے سے جو زیادہ تر عقیل و فہیم ہو مشورہ لے اور اس امر پر غور کرے کہ اگر جوع سے کاہش تن یا کوئی اور بیماری پیدا ہوتی ہے تو ادہر بیشمار بیماریان ہین جو بسیار خوری سے پیدا ہوتی ہین مثلاً تخمہ ہیضہ خصوصاً بدہضمی جو تمام بیماریون کی جڑ ہے۔ ایسی مہلک بیماریون سے جوع کی تکلیف بہرحال آسان تر ہے جوع سب بیماریون کے لئے مجرب دوا ہے جو کبہی خطا نہین کرتی جوع سے ناگوار اور ناخوش کہانے بہی لذیذ معلوم ہوتے ہین گرسنگی کی حالت مین کیسا ہی لذیذ کہانا ہو حلق سے نہین اوتر سکتا اور نہ ہضم ہوسکتا ہے۔ جوع خاصان حق کا کہانا ہے اور وہی اس لطیف طعام سے تربیت پاتے ہین حریصون کو یہہ نفیس طعام نصیب نہین ہوتا یہہ بہائم ہین ولی پر جان دیتے ہین صبر و توکل کا رشتہ توڑ دیتے ہین۔ خداوند تعالی انکی نیت کے موافق کہانس بہوس بکثرت اونکے لئے مہیا کردیتا ہے

سگ آخر کہ باشد کہ خوانش نہند	بفرمائے تا استخوانش دہند

جو چیزین ہماری خوراک کے لئے مہیا کی گئی ہین فی الواقع اونکے کہانے مین انسان و بہایم دونون یکسان شریک ہین جو کچہہ یہہ کہاتے ہین وہ بہی وہی کہاتے ہین فرق صرف یہہ ہے کہ انسان جو تمیز و عقل کے جوہر سے مشرف کیا گیا ہے اصلی کہانون کو جو خاک سے پیدا ہوتے ہین اور در حقیقت خاک ہی ہین طرح طرح کے رنگ دیکر اور خوشنما اور خوش ذایقہ بنا کر کہاتے ہین اور بہایم سبزہ و علف جس حالت مین کہ وہ طبعی طور پر پیدا ہوا ہے اوسی حالت مین کہا لیتے ہین۔ یہہ پلاؤ زعفرانی شیرمال

قلیہ مرغ ماہی کباب شامی کباب وغیرہ جو بظاہر نہایت لطیف و نفیس و خوش رنگ نظر آتے ہیں جب ہضم ہونے کے بعد انکا فضلہ دیکھا جاتا ہے تو لطافت و نفاست کی بخوبی قلعی کھل جاتی ہے اگر ایک دوراندیش عاقبت بین انسان اس فضلہ سے سوال کرے کہ تیرا وہ رنگ و بو اور تیری وہ لطافت و نفاست جو دسترخوان پر تھی وہ کہاں چلی گئی تو وہ بزبان حال یہ جواب دیگا کہ وہ تیرے دام میں پھنسانے کے لئے دانہ تھا جب تو گرفتار ہو گیا تو دانہ غایب ہو گیا۔ یہہ نفس کے دہوکے اور فریب ہیں جو اچھی صورتیں دکھا کر فریفتہ کرتا ہے اور لذایذ و حظوظ کے دام میں پہنسا تا رہتا ہے انسان کا فعل ہے سمجھنا چاہئے

ترا نفس عنا چو سرکش ستور	دوان می برد تا بسر شد بگور

ہم یہہ نہیں کہتے کہ کہانا بالکل ہی ترک کر دو کیونکہ یہہ تکلیف ما لا یطاق ہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ کسی بندہ پر ایسی تکلیف جایز نہیں رکہتا بلکہ اوسنے ارشاد فرمایا ہے کہ کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا کہاؤ پیو اور اسراف نہ کرو کسی پیغمبر نے بہی کہانا ترک نہیں کیا بحکم کُلُوا وَاشْرَبُوا ایسا کہانا کہانا چاہئے جس سے جلال و جمال پیدا ہو اور جو لقمہ معدہ میں جاوے نور بنجائے جس شخص کے کہانے کی یہہ کیفیت ہو اوسکے لئے کہانا جائز ہے ایسا لقمہ سوای کسب حلال کے حاصل نہیں ہو سکتا لقمہ حلال سے حکمت اور عشق حقیقی پیدا ہوتا ہے ایمان کو تقویت اور دل کو صفائی حاصل ہوتی ہے۔ جو لقمہ معدہ میں جاکر ناپاک ہو جائے اور گرانی جہل و غفلت پیدا کرے جان لینا چاہئے کہ یہہ لقمہ حرام ہے لقمہ حرام کا نتیجہ ارتکاب محرمات و کسب ممنوعات ہے لقمہ حلال سے ایسے اندیشے پیدا ہوتے ہیں جو کہانے والے کو آمادہ خدمت بارگاہ الٰہی کرتے ہیں گیہوں بو وگے گیہوں پیدا ہونگے حنظل بو وگے حنظل لوگے۔ یہہ بہی یاد رکہنا چاہئے کہ دیدہ ظاہربین کی نظر میں روح اور تن ایک ہی ہیں اگر تن کو ایک شبانہ روز گرسنہ رکہا جاے یا فصد لیا جائے تو دونوں ضعیف و نحیف ہو جاتے ہیں مقیدان اسباب ظاہری و پابندان سلسلہ صوری سمجہتے ہیں کہ یہہ دونوں بہیئے حقیقت میں متحد ہیں مگر جنکی باطنی آنکہیں منور اور دیدہ بصیرت روشن ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ ان دونوں میں مغایرت کلی و منافات معنوی ہے جب تن کی بخوبی پرورش کروگے تو روح بالکل گداز ہو جائیگی اور دس بار امانت کے اوٹہانے میں جسکے لئے وہ پیدا کی گئی ہے بالکل عاجز ہو جاے جب تن کی پرورش چہوڑ دوگے تو روح تر و تازہ ہوگی اور جس کام کیلئے پیدا کی گئی ہے اوسکے پورا کرنے میں حد سے زیادہ کوشش کریگی روح کی پرورش اور ترو تازگی ظاہری لقمہ پر منحصر نہیں بلکہ اوسکی غذا معنوی اور دیدار معشوق حقیقی ہے

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضَاعِفَہٗ لَہٗ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ
دینا چاہتا ہے اللہ اوسکا اوس قرضہ سے دوچند دیگا ظاہر ہے کہ اللہ کسی سے قرضہ لینے کا محتاج نہین
اور نہ ہماری طرح اوسمین یہہ صفت پائی جاتی ہے کہ کبھی اوسکے پاس مال ہوتا ہے اور کبھی نہین اور جب نہین
ہوتا تو قرض لیکر دوسرے وقت دوچند ادا کر دیتا ہے۔ یہہ صرف ہمارے سمجھانے اور ہمارے ہی فایدہ کے
لئے تبلاتا ہے کہ اگر تم اللہ کی راہ مین کسی چیز کو ترک کروگے تو اللہ تمہین اوسکا بدلہ دوچند دیگا اس آیہ کریمہ
مین اشارہ ہے کہ اگر تم نفس کا برگ و بار تاراج خزان کر دوگے اور بھوک پیاس کی عادت اختیار کروگے تو تمہاری
روح کے میدان مین ہمہ سیکڑون چمن کھلائینگے اور اونکو سرسبز و بارآور کرینگے پھر تم ایسا فایدہ مند بیوپار
کیون نہین کرتے۔ جون جون تن کی پرورش کروگے جوہر روح مضمحل ہوتا جاویگا۔ اگر تم عمر بھر تن کو
عطر اور مشک اذفر مین پرورش کرو یہان تک کہ مشک تمہارے بدن کا جزو بنجاے تو بھی یاد رکھو کہ
مرنے پر پھر وہی عفونت اور گندگی باقی رہجائیگی اگر مشک سے روح کی تربیت کروگے تو اوسکی خوشبو کبھی
متغیر نہوگی اور ہمیشہ پایدار رہے گی جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے بدن مبارک سے زندگی مین
خوشبو آتی تھی وفات کے بعد بھی بدستور قایم رہی یہہ ظاہری خوشبو نہ تھی جو بدن پر لگائی جاتی ہے بلکہ یہہ
روحانی خوشبو تھی جسمین روح مبارک نے تربیت پائی تھی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے تربت مبارک کی خاک پاک

ہاتھ مین لے کر ارشاد فرمایا تھا کہ　　مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ
اَنْ لَّا یَشَمَّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا　　کیا چاہیے اوسے جو سونگھے خاک قبر احمد صلی

اللہ علیہ وسلم کی یہہ چاہیے کہ نہ سونگھے ساری عمر کوئی خوشبو۔ یہہ روحانی خوشبو کیا تھی اپنے محبوب کی یاد۔

گر بیان مشک تن را جا شود　　روز مردن گند او پیدا شود
مشک بر تن مزن بر دل بمال　　مشک چہ بود نام پاک ذوالجلال

انسان کی خورش نور ہے اور بہایم کی خورش گھاس پھونس انسان کو چاہیے کہ رفتہ رفتہ بہیمی غذا
کو ترک کرکے اپنی اصلی غذا کی جانب توجہ کرے جسکو اوس نورانی غذا کی عادت ہوجاتی ہے وہ تنور
کی روٹی پر خاک بھی نہین ڈالتا جو نورانی غذا کا خوگر ہوگا بہیمی غذا سے نفرت کریگا۔ جو لوگ بہیمی
غذا کھانے پر قناعت کرتے ہین فی الحقیقت وہ بیمار ہین جنہین مٹی کھانے کی عادت ہوجاتی ہے
بیمار تو سمجھتا ہے کہ مٹی میرے لئے عمدہ دوا اور غذا ہے مگر فی الواقع اوسکی بیماری بڑھتی جاتی ہے

اور روز بروز لاغر ہوتا جاتا ہے خاصان خدا کی غذا جو روحانی ہے اوسکے کہانے کے لئے نہ منہ ہلانا پڑتا ہے نہ ہاتہہ نہ اوس سے حلق کو تکلیف ہوتی ہے نہ معدہ مین گرانی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ جو لوگ اللہ کی راہ مین شہید ہوئے ہین اونکو مردے نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس کہاتے پیتے او خوش رہتے ہین۔ انکو کہانے پینے مین آلات الاکل کی ضرورت نہین پڑتی اسلئے کہ وہ ارواح لطیفہ ہین اونکی غذا بہی لطیفہ روحانی ہے یہی کیفیت عاشقان معبود حقیقی کی ہے انکو بہی کہانے مین دسترخوان منہ ہاتہہ وغیرہ کی ضرورت نہین ہوتی۔ بعض اولیاء اللہ کئی کئی روز وجد مین رہے ہین اور کچہہ نہین کہایا مگر اونکی طاقت بحال رہی ہے۔ بعض نے مجاہدہ کی حالت مین بیس روزہ اور بعض نے چالیس روز تک کچہہ نہین کہایا صرف روحانی غذا سے تربیت پاتے رہے ہین۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہوک کو ایسا عزیز جانتے تہے کہ دو دو مہینے ہوجاتے کہ آپکے گہر مین آگ روشن نہوتی اور کبہی آپ ایسے بہوکے ہوتے کہ بسبب بہوک کے اپنے شکم مبارک پر پتہر باندہ لیتے اور آپ مین چلنے پہرنے کی قوت پیدا ہوجاتی۔

کون مکان از خرمن او خوشہ چین	اوخوردہ سیر از نان جوین
ہر دو عالم شاندہ بر خوان کرم	در مجاعت سنگ بستہ بر شکم

آپ کی یہہ بہوک اضطراری نہ تہی اور یہہ وجہ نہ تہی کہ کہانے کو میسر نہوتا تہا بلکہ اختیاری تہی اور بہوک کو آپ سیری پر ترجیح دیتے تہے کیونکہ اس روحانی غذا مین لذت بیشتر تہی۔ اور یہہ لذت وسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جو تن پروری کی لذت سے باز رہے کیونکہ تن پروری اوس روحانی غذا کا حجاب ہے۔ بچہ جبتک دودہ پیتا ہے صرف پستان مادر ہی کو ہر قسم کی نعمت کا چشمہ تصور کرتا ہے جب اوسکا دودہ چہڑایا جاتا ہے تو دنیا کی ہزارہا نعمتون سے متمتع و مستفید ہونے لگتا ہے۔ یہہ پستان اوسکے لئے ان نعمتون کا حجاب تہا۔ جب تن پروری کا حجاب دور ہوجاتا ہے تو روحانی نعمتون کے باغ وبہشت نظر آنے لگتے ہین جو ظاہری آنکہون نے کبہی نہین دیکہے اور نہ کانون نے سنے

این جہان ہستی و ہانے باز شد	کو خورندہ لقمہ ہانے راز شد
خوردن تن مانع این خورد نست	جان چو بازرگان و تن چون رہزن است
شمع تاجر آنگہ ست افروختہ	کہ بود رہزن چو ہیزم سوختہ

روزے سوائے رمضان کے علاوہ اور بھی رکھتے ہیں چنانچہ اولیاے کرام و صوفیہ عظام سے منقول ہیں مداومت
فرمائی ہے ... نہ رکھتے ہیں وہ بہت کئی طرح سے رکھے جاتے ہیں ایک صوم دہر اور وہ یہ ہے کہ
تمام سال روزہ رکھیں سوائے ان ایام کے جنمیں روزہ ممنوع یا مکروہ ہے جیسا کہ روزہ عیدین کا
افطار نہ کریں ایسے روزہ دار کو صایم الدہر کہتے ہیں صایم الدہر کی فضیلت میں کئی حدیثیں وارد ہوئی
ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صایم الدہر پر آتش دوزخ حرام ہے۔ نیز فرمایا
کہ جو شخص سال بھر روزہ رکھے اوسپر میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے اور بہشت اوسپر حلال اور دوزخ حرام
ہو جاتا ہے اور جب وہ مر جاتا ہے تو عرش کے نیچے سے ندا آتی ہے کہ فلاں دوست خدا مر گیا ہے اوسکا
استقبال کرو پس ملائکہ و ارواح اوسکے استقبال و تعظیم کو آتے ہیں دوسرا صوم داؤدی اور وہ یہ ہے کہ ایک
روز روزہ رکھیں اور ایک روز افطار کریں اس قسم کا روزہ حضرت داؤد علیہ السلام رکھا کرتے تھے حدیث
شریف میں ہے کہ ایسا روزہ دار سال بھر کے بعد گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ ابھی ماں کے شکم سے
نکلا ہے تیسرا صوم طی ہے اور وہ یہ ہے کہ تین روز یا پانچ روز یا سات روز متواتر روزہ رکھیں اور ان اثنا
میں کچھ نہ کھائیں یہ روزہ اکثر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رکھا کرتے تھے اور شاید ایسا روزہ کسی امتی سے
نبھ ہی نہ سکے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ علی الدوام صایم رہتے تھے مگر جب کوئی مہمان آجاتا تھا تو افطار
کر دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بھائی کے ساتھ موافقت کرنیکی فضیلت روزہ کی فضیلت سے کم نہیں
بعض صوفیہ کرام کا یہ طریقہ تھا کہ صایم الدہر رہتے تھے مگر غروب آفتاب سے پیشتر افطار کر دیا کرتے تھے سوا
رمضان کے کہ اوسمیں غروب کے بعد افطار کرتے تھے حضرت یحیی منیری سے کسی نے پوچھا کہ کیا ایسا روزہ
جائز ہے جو پیشتر وقت افطار کیا جائے۔ فرمایا کہ ایک طایفہ جو ظاہر شریعت کا پابند ہے ایسے روزہ
سے انکار کرتا ہے اگرچہ روزہ نفل ہی کیوں نہو مگر مشائخ ایسے روزہ کو بھی مستحسن سمجھتے ہیں ایسے روزہ
کی نیت یہ ہے کہ نفس کو گرسنگی کے ساتھ تادیب کرے اور پیشتر وقت اسواسطے افطار کرتا ہے کہ نفس یہ
دیکھکر مغرور نہو جائے کہ صایم الدہر ہونیکا درجہ اوسکو حاصل ہوا گو اہل علم اس قسم کے روزہ کے مخالف
ہوں مگر اہل صدق و وفا کے نزدیک مستحسن و مقبول ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ
اعمال کا رد و قبول عامل کی نیت پر منحصر ہے۔

	خواہ بزنار کوش خواہ بدستار باش		در طلب دوستی صادق تر از رہبر است	

روزہ خواہ نافلہ ہو خواہ فریضہ فضلتریں یہہ ہے کہ اپنا دن کا کہانا مسکینوں اور یتیموں کو خیرات کردے صوفیہ کرام اوس روزہ کو نہایت ہی مکروہ جانتے ہیں کہ اپنا دن کا کہانا شام کیلئے اوٹہا رکہیں ز خود باز داریم ہم خود خوری بد ایسا روزہ منافی توکل ہے صایم جو دن کا کہانا شام کیلئے اوٹہا رکہتا ہے گویا خدا کی رزاقی کا منکر ہے اور اعتماد نہیں کرتا کہ وہ شام کو بہی کہانے کو دیگا ست نباشد روزہ داری صرفہ نان ؛ ایک بادشاہی خدمتگار کو دونوں وقت کا کہانا سرکاری باورچی خانہ سے ملا کرتا تہا اور اوسکا گزارہ فارغ البالی سے ہوا کرتا تہا ایک روز مرد کو کہانا لانے میں دیر ہوگئی بیوی نے کہا کمبخت جا کہانا لا بچے بہوکے ہیں اوسنے کہا کہ بادشاہ نے رات کو روزہ کی نیت کرلی ہے شام تک مطبخ شاہی بند رہے گا۔ بیوی نے یہہ سن کر نہایت افسوس کیا اور دردناک لہجہ میں آہ سرد کہینچ کر کہا ۔

کہ سلطان ازین روزہ گوئی چہ خواست ۔ کہ افطار او عید طفلان ماست

چہارم زکوۃ و صدقات

زکوۃ شرع شریف میں فرض ہے اوسکا تارک مستوجب عذاب ہے اور منکر کافر اور اسکے مسایل فقہ کی کتابوں میں مفصل بیان کئے گئے ہیں ؛ زکوۃ مفروضہ یہہ ہے کہ جب چالیس روپیہ نقد جمع ہوجاویں تو اونمیں سے ایک روپیہ راہ خدا میں دیا جاے جنس میں بہی زکوۃ ہے اور اوسکے احکام مختلف ہیں فضایل زکوۃ میں احادیث بکثرت وارد ہوئی ہیں چنانچہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی زکوۃ دیگا اوسکا ایمان شرک و نفاق سے پاک ہوگا اور جو زکوۃ نہ دیگا اوسکا ایمان مقبول نہوگا۔ نیز فرمایا کہ محفوظ رکہو مال کو زکوۃ دیکر جسنے زکوۃ دی اوسکا مال تری و خشکی میں تلف نہوگا۔ نیز فرمایا کہ بے ایمان ہے جو نماز نہیں پڑہتا اور نماز مقبول نہیں ہوتی جبتک کہ زکوۃ نہ دیجاے۔ نیز فرمایا کہ جو شخص صاحب نصاب ہو اور زکوۃ نہ دے وہ ملعون ہے اور ملعون کی جگہ دوزخ ہے۔ نیز فرمایا کہ مال غیر مزکی کو تپا کر صاحب نصاب کے بدن پر داغ دینگے اور وہ اسی عذاب میں مبتلا رہے گا۔ استاذی و مرشدی حضرت مولوی نور احمد صاحب قدس سرہ نے فرمایا ہے

تمہارے مال پر جب سال گزرے ۔ نکالو اوسکا شکرانہ بیعذر سے
کہ یعنی جو کہ فرمایا ہے حاکم ۔ کہ اتنا حصہ اسمیں ہے مراضم
بلاشک فرض ہے وہ تم پہ ہر سال ۔ کہ اوسکی جا گزارو نذر ہر سال
نہ دی جسنے زکوۃ مال دی جان ۔ کہا ہے مشرک اونہوں صاف قرآن

دیہو چالیسوان حصہ مدامی	لکہا ہے جو کہ فقہانے تمامی
گزارو حکم حاکم داشتابی	نہین تو دیکہو آئی ہے خرابی
بلا عذر جو تمنے حکم موڑا	ذرا بہر دین تم اپنا نچہوڑا

زکوٰۃ چالیسوان حصہ مال کا نکالنا ہے اور وہ بہی سال بہر کے بعد غور کر کے دیکہا جاے تو یہہ کچہہ مشکل اور ناگوار نہین اسکا ثواب جو آخرت مین ملے گا وہ تو بڑا عظیم ہے سر دست دنیا مین جو اجر ملتا ہے وہ بحکم حدیث نبوی صلعم یہہ ہے کہ مال مین افزایش ہوتی ہے اور وہ تلف ہونے سے محفوظ رہتا ہے ایک عقلمند آدمی خوب سمجہتا ہے کہ یہہ کیسا سستا سودا ہے کہ ایک روپیہ سال مین ایسا ایک چوکیدار ملجاتا ہے جو سال بہر مال کی حفاظت کرتا ہے اور ایسا کیمیا گر ملجاتا ہے جو دُگنے چوگنے بنا دیتا ہے ایسے سستے سودے سے منہ موڑنا سخت نادانی ہے جسکا نتیجہ ممسک کو سوائے نقصان کے کچہہ حاصل نہین ہوتا سعدی

زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلۂ رزرا	چو باغبان ببرد بیشتر دہد انگور

سوہانجنے کا درخت جب پہل دے چکتا ہے تو اوسکی تمام شاخین کاٹ دیتے ہین یہہ عمل نہ کرین تو آیندہ سال پہلتا نہین یہہ ظاہری مثالین ہین جو ممسکون کو خدا نے دکہائی ہین تا کہ وہ زکوٰۃ کے فواید کو سمجہین

مولوی معنوی	جوشش و افزونی زر در زکوٰۃ	عصمت از فحشاء و منکر در صلوٰۃ
	آن زکوٰت کیسہ ات را پاسبان	وان صلوٰتت ہم ز گرگانت شبان

خدا کی ہر ایک نعمت کا شکر ہے مال کا شکر یہ زکوٰۃ ہے ممسک اپنی ناشکری سے مال ہی تلف کر دیتا ہے اور اپنی اور اپنے خویش و اقارب کی جان پر بہی مصیبت و وبال ڈالتا ہے۔ قارون کے پاس بے انتہا مال جمع ہو گیا حضرت موسی علیہ السلام نے اوسکو ہدایت کی کہ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ای قارون تو بہی احسان کر جیسا کہ اللہ نے تجہپر احسان کیا ہے یعنی اللہ نے تجہکو بے اندازہ مال دیا ہے تو اللہ کا حق اسمین سے نکال اور مساکین و فقرا کو دے کہ یہہ مال کا شکریہ ہے اللہ تجہے برکت دیگا۔ قارون نے سوچا کہ یہہ تو میرا مال لٹوانا چاہتا ہے حالانکہ مین اسی مال کی بدولت موسی کو ذلیل و خوار کر کے روے زمین کا بادشاہ بن سکتا ہون چنانچہ اوسنے ایک عورت کو کئی ہزار روپیہ دیکر اس بات کی شہادت دینے پر آمادہ کیا کہ موسی نے اوس سے زنا کیا مگر عورت نے صاف کہدیا کہ قارون نے مجہے ایسا کہنے کی ترغیب دی تہی آخر کار وہی مال اوسکے لئے اور اوسکے دوستون کے لئے وبال جان ہو گیا موسی

علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ اُسی مین قارون کو مال اور گھر سمیت نگل جا قارون زمین مین دہنس گیا اور اوسکا سب مال و منال اور مکان اوسکے سر پر دہرے رہے گئے فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ

آنکس کہ بدنیا رود و ہم خیر نبخشید	سر عاقبت اندر سر دنیا بود و ہم
خواہی کہ تمتع کنی از دنیا و عقبی	با خلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد

صوفیہ کرام کے نزدیک زکوۃ کی تین قسمیں ہیں ایک زکوۃ عوام جو محافظت مال کے لئے دیتے ہین تاکہ مال مین نقصان نہو دوسری زکوۃ عابدون کی اور وہ صرف متابعت شریعت ہے اور امید ثواب آخرت تیسری زکوۃ سالکون کی اور وہ یہہ ہے کہ جو چیز دل کو مرغوب ہو اسکو چھوڑ دینا آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ نیکی حاصل نکرسکوگے جبتک خدا کی راہ مین نہ دو جو چیز کہ تمکو پیاری ہے حضرت جنید سے کسی نے پوچھا کہ یہہ مرتبہ جو رکہتے ہو تمہین کیونکر حاصل ہوا فرمایا بِتَقْلِيْلِ الْاَوْقَاتِ وَتَرْكِ الشَّهَوَاتِ جو چیزین دل کو مالوف تہین اونکی تہہ لہو ڈالی اور جو دل کو خوش تہین اونکو ترک کردیا اسطرح یہہ مرتبہ حاصل ہوا چوتہی زکوۃ کاملون کی ہے اور وہ یہہ ہے کہ سوا خدا کے سب ترک کرین

خودی کز خود بود آن خود نمائیست	خودی کز بیخودی آید خدائیست

اگر یہہ گمان گزرے کہ قرآن شریف مین تو تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ہے اور تم خودی کو زکوۃ مین دیتے ہو خودی جب بدتر اور مکروہ چیز ہے تو ہم کہتے ہین کہ یہہ گفتگو شریعت کی ہے صوفیہ کرام کے نزدیک خودی کا دینا اوس مال کے دینے سے افضلتر ہے جس سے خودی اور خود نمائی پیدا ہو کہ یہہ سالک کی راہزن ہے

نمود کفر در پردہ ز خود نمائی ہے	بتر ز ما خودی دعوی خدائی ہے

زکوۃ کی ایک تعریف یہہ بہی ہے کہ دل کو ماسوی حق و نجاست بخل سے پاک کرے کیونکہ بخل دل کی نجاست ہے جو آدمی کو شایستگی قرب حق سے باز رکہتی ہے مثلاً کپڑا بسبب نجاست ظاہری کے ناپاک ہوجاتا ہے تو بغیر پاک کرنے کے اوسکے ساتہہ نماز درست نہین ہوتی اسی طرح جبتک دل کی نجاست پاک نہ کی جاوے لیاقت مناجات و مشاہدہ الٰہی کے لایق نہین ہوسکتا بخل کی نجاست خرچ کرنے کے ساتہہ دل سے دور ہوتی ہے اور زکوۃ مثل پانی کی ہے جو دل کو نجاست بخل سے پاک و صاف کردیتی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ زکوۃ مین یہہ سر ہے کہ خداوند تعالی نے خلقت کو اپنی محبت کا امر کیا ہے اور تاکید کی ہے کہ کسی چیز کی محبت کو خدا کی محبت پر ترجیح نہ دین اور بظاہر کوئی مومن نہین جو محبت الٰہی کا دعوی نکرتا ہو مگر دعوی کو

اثبات مین کوئی نشان و برہان ضروری ہے تاکہ ہر ایک شخص دعوی بیجا اصل پر مغرور نہو جائے چونکہ
دنیا مین انسان کو مال سب سے زیادہ تر عزیز ہے اسلئے خداوند تعالی نے اوسکی آزمایش مال سے کی اور فرمایا کہ
اے انسان اگر تو دوستی مین صادق ہے تو اپنے ایک محبوب کو میرے رستہ مین فدا کر اور دکھا کہ ہماری محبت مین
تو کس درجہ پر پہونچا ہوا ہے جن لوگون نے یہہ سر معلوم کر لیا وہ تین طبقون مین منقسم ہوگئے اول صدیق
جنہون نے خدا کی دوستی مین جو کچھہ رکھتے تھے سب فدا کر دیا اور کہنے لگے کہ دوسو درم مین پانچ درم زکوۃ
دینا بخیلون کا کام ہے دوم نیکمرد جو یکبارگی مال خرچ کرنے کی طاقت نہین رکھتے اور حاجات فقرا و حوائج
نیک کے منتظر رہتے ہین اور اپنے تئین درویشون پر ترجیح نہین دیتے سوم سرہ مرد جو دوسو درم مین پانچ درم
دینے کی طاقت رکھتے ہین اور خوشدلی اور کشادہ پیشانی کے ساتھہ بے درنگ اس فرض کو ادا کرتے ہین
اور اپنے تئین درویش تو نہین جانتے مگر زکوۃ دینے مین درویشون پر احسان بھی نہین رکھتے دوسرا سر
زکوۃ مین یہہ ہے کہ مال ایک نعمت ہے جو خدای تعالی نے انسان کو عطا کی ہے اور یہہ سبب راحت دنیا و آخرت ہے
اس نعمت کا شکریہ ہر ایک انسان پر واجب ہے نماز روزہ حج نعمت تن کا شکر ہے اور نعمت مال کا شکر زکوۃ ہے
بعض مشایخ زکوۃ کے باب مین بہتقوا کے درجہ سے بھی بڑھ گئے ہین چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین عطار
فرماتے ہین کہ غلام خلیل کو صوفیون کے ساتھہ سخت عداوت تھی اوسنے خلیفہ سے کہا کہ ایک گروہ پیدا ہوا ہے
جو سرود سنتا ناچتا اور کفریات بکتا ہے اور دن نے شعبدے دکھاتا اور خلوت مین پوشیدہ مشورے کرتا ہے
اور یہہ سب زندیق ہین اگر خلیفہ انکے قتل کا حکم دے تو مذہب زندقہ نیست و نابود ہو جائے کیونکہ یہی لوگ ہین جو
اس مذہب کے سرگروہ ہین اگر خلیفہ کے ہاتھہ سے یہہ کام سر انجام ہو جائے تو مین ضامن ہوتا ہون کہ وہ اجر جزیل
پائیگا خلیفہ نے قتل کا حکم دیدیا اور یہہ لوگ دربار مین حاضر کئے گئے انمین ابو حمزہ رقام شبلی نوری اور جنید
اور انکے اصحاب تھے جلاد نے سب سے پہلے رقام کے مارنے کا قصد کیا نوری نے نہایت خوشی و بشاشت سے
جست [illegible] رقام کو ہٹا دیا اور خود اسکی جگہ بیٹھہ گیا - ارکان دولت حیران رہ گئے اور کہا کہ ای جوانمرد ابھی
جلوا تو نہین ہے تلوار سے [illegible] پھر ایسون ہوا جاتا ہے ٹھیر جا تیری نوبت بھی آجاتی ہے نوری نے کہا میرا
طریقہ ایثار ہے [illegible] یہہ عزیز زندگانی ہے مین چاہتا ہون کہ یہہ چند نفس جو باقی ہین اپنے بھائیو
کے کام مین صرف کردون [illegible] ثواب بھی حاصل کرون علاوہ دنیا کی [illegible] زندگی آخرت
ہزار سال سے میرے نزدیک [illegible] بہتر ہے کیونکہ یہہ سرا عبادت ہے اور [illegible] حضور اجرت و قربت [illegible] اور قرب

خدمت سے حاصل ہوتی ہے۔ خلیفہ اوسکے صدق سے متعجب ہو گیا اور حکم دیا کہ انکے قتل مین توقف کرو اور قاضی کو بلایا کہ انکا امتحان کرے قاضی جنید کے علم و فضل سے خوب واقف تھا نوری کے حالات بھی سن چکا تھا غلام خلیل کی رعایت بھی اوسے منظور تھی دلمین کہا کہ اس دیوانہ مزاج یعنی شبلی سے فقہی مسئلہ پوچھنا چاہئے یہہ جواب نہین دے سکے گا پھر پوچھا کہ اے شبلی بیس دینار مین کتنی زکوٰۃ دینی چاہئے جواب دیا ساڑھے بیس دینار قاضی نے کہا یہہ کس نے کیا ہے کہا ابوبکر صدیق نے کہ چالیس ہزار دینار دیدئے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا پھر پوچھا کہ یہہ نصف دینار کیسا ہے کہا یہہ تاوان ہے کہ کیون بیس دینار جمع ہونے دئے۔ پھر نوری سے کچھ پوچھا اوسنے بھی بے تامل جواب دیا قاضی شرمندہ ہو گیا۔ پھر نوری نے کہا اے قاضی تو نے سب کچھ پوچھا مگر جو پوچھنے کی بات تھی وہ نہ پوچھی کہ خدا کے بندے ہین جنکا قیام خدا کے ساتھ ہے اونکا حرکت و سکون نطق و سکوت اوسی کے ساتھ ہے ایک لحظہ بھی مشاہدہ حق سے باز نہین تو اونکی جان ہوا ہو جا اوسی کے ساتھ سوتے ہین اوسی کے ساتھ کھاتے ہین اوسی کے ساتھ پکڑتے ہین اوسی کے ساتھ دیکھتے ہین اوسی کے ساتھ سنتے ہین۔ اصل علم تو یہہ تھا نہ وہ جو تو نے پوچھا قاضی انکی باتین سنکر متحیر ہو گیا اور بول اوٹھا کہ اگر یہ زندیق ہین تو مین فتوے دیتا ہون کہ روے زمین پر کوئی موحد نہین۔ خلیفہ نے سب کو اعزاز کے ساتھ رخصت کیا۔

صدقات شرع مین بعض سنت ہین جیسے صدقہ عید الفطر یا واجب جیسے قربانی یا مستحب اور اسکی کوئی انتہا اور حد مقرر نہین جو کسی کا جی چاہے دے۔ دولتمندون کو لازم ہے کہ زکوٰۃ مفروضہ کے بعد صدقات و خیرات مین مستعدی کرے کہ اسمین بیحد و حساب فضل و ثواب ہے۔ اخبار صحیحہ مین ہے کہ صدقہ بری موت سے بچاتا ہے یعنی صدقہ دینے والا دنیا سے باایمان جاتا ہے اور اوسکو جانکندن کی تکلیف نہین ہوتی نیز خبر مین ہے کہ پوشیدہ صدقہ دینا غضب الٰہی کو فرو کرتا ہے اور آشکارا صدقہ دینا آتش دوزخ سے سپر ہے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ دو اگرچہ خرما کا ٹکڑا ہی ہو اگر کچھ بھی مقدور نہ ہو تو خوش اخلاقی اور اچھی بات سے سایل کا دل خوش کرو نیز فرمایا کہ تھوڑی سی چیز کے صدقہ دینے میں شرم نہ کرو کہ سایل کا محروم رکھنا اوس سے بھی حقیر ہے نیز فرمایا کہ جو شخص سایل کو جھڑکتا ہے فرشتے اوسکو جھڑکتے ہین نیز فرمایا صدقہ دینے مین مال کا ہرگز نقصان نہین ہوتا نیز فرمایا صدقہ عجیب چیز ہے آپ نے تین دفعہ اس کلمہ کی تکرار کی۔ استاذی و مرشدی حضرت **مولوی نور احمد** صاحب فرماتے ہین

قبولے کر سجن تحفہ تمہارا	کردجی جان صدقے اوستون سارا

رکھو جس چیز کی اکثر محبت
یقین جانو کہ دی تا نہ جاندا (ضائع ہیشود)
دہی دیہو جو بہاوے اپنے من نوں
اگر تم جان دیہو جان دیسی
جو اسپر جیسز دی تینوں بخشنے
ذرا دیکھو کہ کیکے ہاتھ دیئی ہے
اگر چہ اسیا حاکم دا آوے
مگر تینوں کبھی اوسکو جو جھڑکا
جو قال اللہ اور قال الرسل ہے

گزارو نذر روٹہ تا پا وُ قربت
ولی شکل کہ بہر دتا نہ جاندا (در دہ نیشود)
پائیسو جو کر دیسو تم سجن نوں
وگر تم نان دیسو نان دیسی
کف رحمن مین آتی ہے پہلے
پچہو مسلہ یہہ کیسی گل بڑی ہے
گر خوش اوسکو تا خالی نجاوے
تو دیکھو تم پہ بدل غضب کڑکا
بیشک چہرہ اسیا اوس شاہ کا ہے

حضرت مولوی معنوی فرماتے ہین کہ شریعت مین زکوۃ مال معین مین ایک معین حصہ نکالنا ہے اور محققون کے نزدیک ہر ایک چیز پر جو خدا نے دی ہے زکوۃ واجب ہے نیز فرمایا زکوۃ ظاہری خدا کی خوشنودی کے واسطے مال کا صرف کرنا ہے اور زکوۃ معنوی دل وروح کا خدا کی راہ مین خرچ کرنا ہے اگر روح کو خدا کی راہ مین قربان کروگے تو ہزارون جانین جو اوس سے بہتر ہونگی تمہین ملینگی۔ یہہ جانین وہ نہین مین جو ہماری تمہاری ہین بلکہ یہہ شاہدات ربوبیت وتجلیات الوہیت ہین جو مقام قربت مین حاصل ہوتے ہین حضرت اسمعیل ذبیح اللہ نے خدا کی راہ مین جان قربان کی ظاہر مین اونکو ذبیحہ فدیہ ملا اور باطن مین جو انعام واکرام الٰہی ملے اونکا کچھ حد وحساب ہی نہین یہان تک کہ خلعت رسالت وتشریف نبوت سے مشرف ہوئے اوس شخص پر افسوس ہے جو ایسے بازار کی قدر نہ کرے جہان ایک دل کے بدلے ہزار دل اور ایک گل کے عوض گلزار ملے ایک دانہ کے معاوضہ مین ہزار درخت ایک حبہ کے معاوضہ ہزار کان ملے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص خدا کی راہ مین ایک حبہ صرف کرتا ہے خدا اوسکے لئے ہے اس حدیث مین لفظ کان اللہ لہ اعلے درجہ کی رحمت سامہ کی خبر دیتا ہے ایک حبہ کے عوض خدا ملتا ہے الغطمۃ للہ

اللہ اللہ زر دلفر وش بخشمہ
اللہ اللہ ہیچ تا خستہ ملن

قطرہ در بحر بر گو مر جب ہمہ
کر زبحر لطف آمد این سخن

ہم کہہ چکے ہین کہ محققون کے نزدیک ہر ایک چیز جو برکتہ ہے تن کی زکوۃ ہر عضو مین جدا گانہ ہے

گر بناندازجود در دست تومال ۔۔۔ کے کند لطف آشنا ذوالجلال
لب بہ بند و کف پر از زر برکشا ۔۔۔ بخل تن بگذار و پیش آر سخا
ترک لذتہا و شہوتہا سخاست ۔۔۔ ہر کہ در شہوت فرو شد برنخاست

ظاہری و باطنی دونوں قسم کا جود و سخا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر میں بوجہ اتم موجود تھا آپ کا جود و عطا چند قسم پر تھا کبھی ہبہ کر دیتے اور اپنا حق اور دین جو کسی پر ہوتا چھوڑ دیتے کبھی صدقہ کر دیتے کبھی ہدیہ اور تحفہ بھیجتے کبھی کوئی چیز کسی سے خرید فرماتے اور قیمت ادا کر کے پھر وہ چیز اوسی کو دیدیتے کبھی قرض لیتے پھر جب ادا کرتے جسقدر لیا تھا اوس سے زیادہ دیتے کبھی کوئی چیز کی قیمت سے زیادہ دیتے کبھی ہدیہ قبول فرماتے اور اسکے عوض دو چند انعام دیتے غرض جسقدر ممکن ہوتا خیرات کرتے سائل کا سوال کبھی رد نہ کرتے اگر کچھ پاس نہوتا تو قرض لیکر دیتے۔ آپکے پاس ایک عورت نے اپنے لڑکے کو بھیجا اوسنے عرض کیا کہ میری ماں آپسے ایک قمیص پہننے کو مانگتی ہے آپنے فرمایا دوسری ساعت میں کہیں سے آجاتا ہے تو دیدونگا لڑکے کی ماں نے پھر اوسکو بھیجا اور کہا وہی پیراہن دیدیجیئے جو آپ پہنے ہوے ہیں آپ گھر میں تشریف لے گئے اور اپنا قمیص اوتار کر اوس لڑکے کو بھیج دیا اور گھر میں ننگے بیٹھے رہے بلال نے اذان دی صحابہ نے نماز کے واسطے انتظار کیا اور آپ عریانی کے سبب باہر تشریف نہ لائے تب یہ آیت اتری وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا اور نہ کر اپنا ہاتھ بندھا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اوسکو نرا کھولنا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا یعنی نہ اسقدر امساک کر کہ کچھ بھی نہ دے اور نہ اسقدر فیاضی کر کہ لوگ تجھے ملامت کریں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسا آپکے نماز روزہ میں عشق تھا ویسا ہی جود و سخا میں بھی تھا اور آپ ہمیشہ شکر بجا لاتے تھے فتح حنین کے روز آپنے ہر ایک بدوی کو سو سو اونٹ اور ہزار ہزار گوسفند دیئے حساب سے معلوم ہوا کہ آپنے اس روز پانچ لاکھ دیئے عباس بن مرداس اسلمی کو آپنے چار اونٹ دیئے وہ اس سے ملول ہوا اور چند بیت شکایت میں کہے آپنے فرمایا ای علی اوٹھو اور میری طرف سے اسکی زبان کاٹ ڈالو علی اوسکا ہاتھ پکڑ کے لے چلے عباس نے کہا کیا تم سچ مچ میری زبان کاٹ لوگے فرمایا جو حکم ہوا ہے اوسے ضرور بجا لاؤنگا جب اونٹوں کے پاس پہونچے تو علی مرتضی نے فرمایا ای عباس ان اونٹوں میں سے چار سو تک لے لو عباس نے کہا ماں باپ میرے تمپر فدا ہوں تم سب کیسے کریم اور حلیم ہو۔ بحرین سے جو خراج آیا تھا اوسکی تعداد

تہی اور یہی خراج تہا جو پہلے پہل اسلامی سلطنت کو حاصل ہوا تہا آپ نے اسکو مسجد کے
مین بکہیر دیا اور جو سامنے آیا اوسے بیحساب دیدیا۔ ایک دفعہ آپ سے ایک سایل نے کچہہ طلب کیا آپکے
پاس وقت کچہہ نہ تہا آپ نے عذر کی راہ سے فرمایا میرے پاس تو اسوقت کچہہ نہیں ہے جا میرے نام
سے قرض لیکر کام کر جب مال آجائیگا مین ادا کردونگا حضرت عمر رضہ نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے آپکو
تکلیف نہیں دی جو آپ قادر نہیں آپکو یہہ بات ناگوار معلوم ہوئی اسواسطے کہ اسمین دل شکنی سایل کی
ہے اس ناخوشی کا اثر چہرۂ مبارک پر دیکہکر ایک انصاری نے کہا یا رسول اللہ انفق ولا تخف من
ذی العرش اقلالا خرچ کرو اور خوف نہ کرو خدا سے کمی کا۔ یہہ سنکر آپ مسکرائے اور تازگی خوشحالی آپکے
رخساروں سے پائی گئی اور فرمایا مجہے ایسا ہی حکم ہے کہ مین صرف کرون اور کمی کا اندیشہ نہ کرون۔ ایام
مرض مین آپکے پاس کہین سے کچہہ اشرفیان آگئی تہین آپنے فرمایا نہین فقرا پر تقسیم کردو مگر چہہ سات یا
آٹہہ تو اشرفیان آپنے عائشہ رضہ کے حوالہ فرمائیں اسکے بعد آپکو کچہہ غشی سی طاری ہوئی جب ہوش مین
آئے تو فرمایا اے عائشہ تمنے وہ اشرفیان کیا کین کہا میرے پاس ہین فرمایا فقرا پر تصدق کردو پہر آپ کو غشی
طاری ہوگئی جب ہوش مین آئے فرمایا تمنے اشرفیان خیرات کین کہا ابتک نہین فرمایا میرے پاس لاؤ آخر
آپنے اشرفیون کو لیکر فرمایا کیا گمان تہا محمد کو اپنے پروردگار کے ساتہہ اگر اوسکے دربار مین جاتا اور یہہ
اشرفیان اوسکے پاس ہوتین پہر آپنے وہ اشرفیان علی مرتضی کو دین کہ فقرا پر خیرات کردین پہر فرمایا آپ نے
رحمت ملی جب کسی محتاج بہوکے پیاسے کو دیکہتے اپنا کہانا پانی باوجود ضرورت کے اوسپر ایثار فرماتے
اور خود بہوکے پیاسے رہجاتے بغرض آپکے نزدیک مال و دولت کی کچہہ قدر و منزلت نہ تہی۔ اگر قرض بہی
نہ ملتا تو خوش کلامی سے سایل کو جواب دیتے۔ صدقات و خیرات مین یہی کیفیت صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کی
تہی غزوہ تبوک مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس ہزار آدمی کا لشکر روانہ کیا انمین سے بیس ہزار کا
ساماں خورد و نوش و زاد و راحلہ کا تہا حضرت عثمان بن عفان نے کردیا حضرت عمر بن الخطاب نے اپنا
آدہا مال اور حضرت ابوبکر صدیق نے اپنا سارا مال دیدیا حضرت عثمان نے مدینہ شریف کا بیررومہ جو بیس
ہزار درم کو خرید کر وقف کردیا حضرت بلال امیہ بن خلف کے جو ایک سردار قریش مین تہا غلام تہے وہ انکو
نہایت تکلیف دیتا گرم ریت اور پتہرون مین باندہکر دوپہر کو ڈالتا اور کہتا توحید سے انکار کر اور لات عزی کی
الوہیت کا قایل ہو وہ شدت تکلیف سے بیہوش ہوجاتے مگر جب ہوش آتا احداً احداً کہتے ابوبکر صدیق نے

اپنا ایک غلام اور بہت سا مال دیکر امیہ سے خرید کر آزاد کیا - اور کئی لونڈی غلاموں کو خرید کر آزاد کیا
اور بہت مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خرچ مین صرف کیا - اسی لئے سورہ واللیل آپکی شان مین نازل ہوئی
جسمین فرمایا ہے وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى دور رکھا جائیگا دوزخ سے وہ
بڑا پرہیزگار جو دیتا ہے مال اپنا واسطے حاصل کرنے پاکیزگی کے - حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے حق
مین آپ کی کمال سخاوت وایثار کے سبب سورہ ہل اتے نازل ہوئی - اسی طرح جمیع مشائخ وصوفیہ کرام
صدقات وخیرات مین بشقدمی کرتے تھے - شاید عام لوگ خیال کرتے ہونگے کہ انکی معاش صرف گدائی یا
پیری مریدی ہوگی ایسا نہین بلکہ کوئی نہ کوئی پیشہ کیا کرتے تھے معماری حدادی خبازی کفشگری صباغی
قصابی وغیرہ کسی پیشہ سے اونہین عار نہ تھا جو لوگ کوئی پیشہ نہین جانتے تھے قالینبافی حمالی وغیرہ کرلیتے تھے
اکثر ہیزم فروشی سے گزارہ کیا کرتے چنانچہ ابوبکر حفص حداد تھے محمد بن یوسف بن معدان معمار تھے
یہہ محمد بڑے محدث تھے تین سو مشائخ سے حدیث کی کتابت کی تھی معماری انکی معاش تھی یہہ سب جو کچھ
کسب سے پیدا کرتے تھے بہت تھوڑا اپنے لئے رکھتے تھے باقی صدقہ کرتے تھے اگر کھانے کے وقت مہمان یا
سایل آجاتا تو اوسے اپنا کھانا اوٹھا دیتے تھے اور آپ بھوکے رہتے تھے - اس باب مین جن بزرگوارون کا
ہمنے ذکر کیا ہے سب اس بات کے پابند تھے کہ سایل کی دل شکنی نہو اور آزردہ خاطر نہونے پلئے زبان
کوئی لفظ درشت کہنا تو درکنار کبھی اونکے دل مین یہہ خیال نہین گزرتا تھا کہ سایل تو اچھا خاصا ہٹا کٹا ہے
مزدوری کیون نہین کرتا - اگر کبھی بمقتضائے بشریت کسی کے دل مین ایسا خیال گزرتا تو غیب سے اونکو تنبیہ
ہوجاتی یا وہ خود اپنے اعمال کے محاسبے کے وقت اوس سے توبہ کرتے چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضرت عثمان کھجوردن کا ایک گچھا لائے آپنے اوسمین سے کھانا چاہا اتنے مین ایک سایل آیا اور آپنے
وہ گچھا اوسے دیدیا رستہ مین ابوبکر صدیق ملے اونھون نے اوس سے گچھا خرید کر پھر رسول خدا کی نذر کیا جب
آپنے اوسمین سے کھانا چاہا تو بار دیگر وہی سایل آیا آپنے گچھا اوسے دیدیا پھر حضرت عمر بن الخطاب خرید کر
لائے پھر بھی سایل آیا اور گچھا لے گیا پھر حضرت علی خرید کر لائے پھر بھی سایل آیا - چوتھی دفعہ آپنے ازراہ
طیبت فرمایا اَسَائِلٌ اَنْتَ اَمْ تَاجِرٌ کیا تو سایل ہے یا سوداگر - اوسیوقت یہہ آیت اُتری وَاَمَّا
السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ اور جو مانگتا ہو اوسکو نہ جھڑک - سوال اہل سلوک کے لئے منافی توکل ہے اور اہل ظاہر
کے لئے موجب خواری و مذلت ہے ہمجنس کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے زیادہ اور کیا ذلت ہوسکتی ہے

بڑا ہی مغرور و متکبر شخص ہے جو ایک مسکین کو جھڑکتا ہے سایل کو جھڑکنا خدا کی نعمت کی ناشکری ہے گویا متکبر کو یہہ یقین نہین کہ خدا چاہے تو محتاج کو غنی اور غنی کو محتاج بنا دے اور سایل کو مسول کر دے

توانگر ترش روی بارے حرامست — مگر می بترسد ز تلخی خواست (سعدی رح)

منت و احسان رکہنا صدقہ کو باطل کر دیتا ہے قال اللہ عز و جل لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی اپنے صدقات کو منت و احسان کہنے اور ایذا دینے سے باطل مت کرو۔ قطعہ

درخت کرم ہر کجا بیخ کرد — گذشت از فلک شاخ و بالای او
گر امیدواری کزو بر خوری — بمنت منہ ارہ بر پای او

حکمای عرب کا قول ہے کہ جُد ولا تمنن لان الفائدۃ الیک عائدۃ بخشش کر اور احسان مت رکہہ کیونکہ اوسکا فایدہ تیری طرف پہرنے والا ہے۔ وہ بڑا بیوقوف ہے جو پیٹہے ہتا ہے اور احسان دوسرون پر رکہے

شکر خدای کن کہ موفق شدی بخیر — ز انعام و فضل خود نہ معطل گذاشتت
منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی — منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

خیرات کر کے شکریے منتظر رہنا بہی من و اذی سے کم نہین شکریہ مین نفس کی تازگی پائی جاتی ہے اور اوسکا عجب و غرور بڑہتا ہے نفحات الانس مین ہے کہ عمرو بن عثمان مکی پر مکہ شریف مین تیس ہزار درم قرضہ ہوگیا وہ علی بن سہل بن الازہر اصفہانی کے پاس اصفہان مین آئے کہ شاید وہ اسکے ادا کرنے مین مدد دین علی سہل نے قرضہ کی تعداد معلوم کرکے بذریعہ ہنڈوی مکہ مین قرضخواہون کے نام روپیہ روانہ کر دیا اور عمرو کو خبر نہ کی اور خود اونکی مدارات مین مشغول رہے اور رخصتانہ بہی نذر کیا عمرو چلے تو گئے مگر قرضخواہون کی طرف سے نہایت مشوش و ملول تہے مکہ مین جانے پر معلوم ہوا کہ قرضہ ادا ہو چکا ہے آپ بہت خوش ہوئے شیخ الاسلام فرماتے ہین کہ علی سہل نے خفا اسلئے کیا تہا کہ مبادا عمرو معذرت و شکریہ کرین مردان خدا کے حوصلے برداشت نہین کر سکتے کہ کسی پر احسان کر کے شکریے منتظر رہین یہہ انپر شاق اور ناگوار ہے پہر علی سہل نے فرمایا کہ مردان خدا کو درویش کہنا روا نہین یہی لوگ ہین جو سب مخلوق سے زیادہ دولتمند ہین کیونکہ روپیہ انکی نگاہون مین بالکل حقیر و بیقدر ہے۔ اقسام صدقات و خیرات سے افضل اور سب سے بہتر **ایثار** ہے اور وہ یہہ ہے کہ اپنی ضروریات پر دوسرے کی ضروریات کو مقدم سمجہین اور یہہ خاصہ انبیا و اولیاء اللہ کا ہے اہل ظاہر کو یہہ رتبہ نصیب نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیراہن اتار دینا اور

خود ننگے بیٹھے رہنا اور سایل کو چار دفعہ کہجوروں کا گچھا دینا ایثار تہا حضرت علی مرتضی کا اپنا کہانا سایل کو اوٹھا دینا اور خود مع عیال تین روز فاقہ رہنا ایثار تہا جسکی وجہ سے آپ مورد سورہ ہل اتے ہوئے اس بات کو ہم ایک حکایت لکہکر ختم کرتے ہین چند صوفی حج کو روانہ ہوئے رستہ مین ایک ایسے بیابان مین گزر ہوا جہان دور دور پانی کا نام و نشان نہ تہا گرمی کا موسم تہا شدت تشنگی سے جان بلب ہو گئے ناگہان ایک شتر سوار نمودار ہوا اوسکو رحم آیا اوسنے خورجی سے ٹھنڈا پانی نکالا اور گلاس مین بہر کر ایک کے پاس لیگیا اوسنے کہا پہلے میرے اس دوست کو دو کہ اوسکی جان بچے اسی طرح ایک نے دوسرے کے واسطے سفارش کی

	دور چو ساقی ز سر آغاز کرد		چشم حریفان قدری باز کرد	
	مست نخستین که بخورد آن شراب		گشت مزاج از تف آتش خراب	
	خواجه صلا گفت و جوابش نبود		خاک شد آن تشنه که آبش نبود	
	بر دگران برد چو آن آب سرد		آن همه را تیز نماند آنچه خورد	
	ماند بحیرت چنان مردی		کین ست جداگانه چران مردی	
	هست جوانمرد درم صد هزار		کار چو با جان فتد آنجاست کار	

پنجم حج

حج اوس شخص پر عمر بہر مین ایک دفعہ فرض ہے جو استطاعت رکہتا ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچہا کہ کونسا عمل فاضلتر ہے فرمایا خدا اور رسول پر ایمان لانا پہر پوچہا کہ اسکے بعد کونسا عمل فاضلتر ہے فرمایا جہاد پہر پوچہا کہ اسکے بعد کونسا عمل فاضلتر ہے فرمایا حج مبرور یعنی مقبول اور حج مبرور کا نشان یہہ ہے کہ مومن جس حالت مین حج کو گیا تہا اوس سے بہتر حالت مین واپس آوے عبادت پر راغب ہو اور دنیا سے اعراض کرے اہل دل کے نزدیک سفر حج مثل سفر آخرت کی ہے بظاہر خانہ کعبہ کی زیارت مقصود ہے اور باطن مین خداوند خانہ کا دیدار مطلوب ہے حج مین بہت سے مناسک ایسے ہین کہ اونکے فوائد عقل مین نہین آسکتے مثلاً رمی جمار صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا وغیرہ کمال بندگی کی علامت یہی ہے کہ اپنی ہستی سے درگزر کر اپنے تئین معبود حقیقی کے حوالہ کردے اور جو کچہہ اوسنے حکم دیا ہے بغیر حجت و دلیل کے محبت و صدق دل سے بجا لاوے اور خانہ سے گزر کر خانہ خدا کی تلاش کرے۔ استاذی و مرشدی حضرت مولوی نور احمد صاحب فرماتے ہین

	بوجہ رمی و جمار ہی فے ایما کو		کر و سنگسار تم دیو ہوا کو	

مروہ اور صفا کی گر نہ سیکھی	تو کیا حاصل صفا و مروہ دیکھی
کبھی گھر والا جو تمنے نہ دیکھا	تو گھر کے دیکھنے کا کیا ہے لیکھا
زیارت گر نہ گھر والے کی کیتی	نہیں حاصل ہوا وین بیتی
زیارت گھر خدا کی گو کہ ہے نور	ولے گھر والے کی نور علے نور

حضرت مولوی معنوی فرماتے ہین کہ حج دو نوع ہے ایک دوست کے کوچہ کی سیر اور یہ عام کا حج ہے دوسرا خود دوست کے جمال کی سیر یہ خواص کا حج ہے ظاہر کا کعبہ قبلہ ہے اور باطن کا کعبہ دل ہے کعبہ جو اینٹ پتھر کا بنا ہوا ہے محل طواف خلایق ہے اور کعبہ دل طواف گاہ الطاف خالق ہے کعبہ مقصد زوار ہے اور دل مہبط انوار ہے مکہ مین خانہ ہے اور دل مین خداوند خانہ حج خانہ خلیل اللہ آسان ہے مگر حج حرم جلیل مردان خدا کا کام ہے لِکُلِّ عَمَلٍ رِجَالٌ و کُلّ ہر کسی را بہر کارے ساختند ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است	از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است
کعبہ بنگاہ خلیل آزر است	دل گذرگاہ جلیل اکبر است

کعبہ کی جو عزت و تعظیم کی جاتی ہے وہ اینٹ پتھر کی وجہ سے نہین بلکہ اخلاص ابراہیمی کی وجہ سے ہے جاہل لوگ مسجد کی تعظیم کرتے ہین مگر اہل اللہ کی دلآزاری سے نہین چوکتے اور اونکو حقیر و بے توقیر جانتے ہین

مسجدے کاندر درون اولیاست	سجدہ گاہ جملہ ست آنجا خداست

ظاہری مسجد مجازی ہے اور دل مسجد حقیقی ہے قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَیْتُ اللّٰہِ مومن کا دل خانہ خدا ہے حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ السامی حج کو مکہ معظمہ کو تشریف لیے گئے جس شہر سے گذرتے تھے وہان کے اہل اللہ کی تلاش کرتے تھے تاکہ شاید کوئی خضر وقت ملجائے - ایک شہر مین ایک پیر مرد دیکھا جو خمیدہ قامت تھا اور صاحب جلال عیال دار بھی تھا اوسنے پوچھا ای بایزید کہان کا قصد ہے کہا کعبہ کا ارادہ ہے پوچھا کہ زاد راہ کیا ہے کہا دو سو روپیہ میری کمر مین ہے اوسنے کہا یہ روپیہ مجھے دیدے اور میرے گرد سات دفعہ طواف کرلے تیرا حج ہو جائیگا قسم ہے خدا کی جسنے جان دی ہے کہ اوسنے مجھے بیت اللہ پر شرف دیا ہے مین اوس سے رتبہ مین بالاتر ہون کعبہ اگرچہ نیکیون کا گھر ہے مگر میرا دل اوسکے سر کی جگہ ہے جب سے وہ گھر بنا ہے وہ اوسمین کبھی نہین گیا اور اس گھر مین وہ حی قیوم ہر وقت موجود رہتا ہے میرا کام خدا کی طاعت ہے وہ مجھسے جدا نہین جسنے مجھے دیکھا بیشک خدا کو دیکھا اصل کعبہ مین ہون -

چشم بینکو باز کن در من نگر ۔۔۔ تا بہ بینی نور حق اندر بشر

ہر ایک شخص کا ایک قبلہ ہے جسکو وہ اپنا کعبہ سمجھتا ہے اور اوسی کی طرف منہ کرتا ہے وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا ہر ایک شخص کے واسطے ایک قبلہ ہے اور وہ اوسی کی طرف منہ کرتا ہے اور عاشق صادق سوا دوست کے کسی کی طرف نہین دیکھتا ہے جدہر دیکھتا ہے اوسی کی ذات نظر آتی ہے أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ جبرائیل کا کعبہ سدرہ ہے اور عبد البطون کا قبلہ سفرہ۔ عارف کا قبلہ نور و جمال ہے فلسفی کا قبلہ خیال۔ طالبون کا قبلہ حسن و جمال ہے اہل ہوا کا قبلہ ضلال۔ قبلہ زاہد فیض نظر ہے قبلہ طامع ہمیان زر

قبلہ صورت پرستان چوب و سنگ ۔۔۔ قبلہ معنی وران صبر و درنگ
قبلہ ظاہر پرستان روے زن ۔۔۔ قبلہ باطن نشینان ذوالمنن

حضرت شاہ مجا قلندر فرماتے ہین کہ اون لوگون پر مجہے تعجب آتا ہی جو سیکڑون میل مسافت قطع کر کے ایک شہر کی زیارت کو جاتے ہین اور خدا کو پتہرون مین تلاش کرتے ہین کیون نہین مومن کے دل مین اوسکو ڈہونڈتے کہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْتُ اللّٰهِ سبحان اللہ ایک پتہر جسپر سال بہر مین ایکدفعہ جلوہ ہوا اوسکی زیارت تو فرض ہوا اور دل جسپر ایک روز مین دو سو ساٹہہ مرتبہ خدا کی نظر پڑتی ہے اوسکی زیارت ادلی تر نہو پتہر مین اگر ہزار سال خدا کو ڈہونڈہوگے تو کبہی نہ ملیگا دل مین ڈہونڈوگے تو ایک ساعت مین ملجائیگا وہ کعبہ ہزارون کوس کی مسافت قطع کر کے نظر آتا ہے اور یہہ کعبہ ترک شہوات سے دیکہا جاتا ہے اوس کعبہ مین پہونچکر آدمی حاجی بنجاتا ہے اور یہان جا کر غازی وہ جہاد صغر ہے اور یہہ جہاد اکبر کعبہ کو جانا چاہو تو مردانہ قدم اوٹہاؤ اور تمام مرادات کو پانون کے نیچے کچل ڈالو اور جمیع اشجار گل و خار و در و دیوار سنگ و احجار کو جز حق نہ دیکہو یہی حج حقیقی ہے۔ حضرت جنید کا قول ہے کہ مقام ابراہیم دو ہین ایک صوری دوسرا معنوی صوری کعبہ ہے اور معنوی دل جسکو یہہ دونون حاصل ہوگئے اوسنے مقام ابراہیم پالیا۔ اگر ایسا نہو تو صرف کعبہ کی زیارت سے کیا فایدہ۔ کسی نے بہت ٹہیک کہا ہے

مراد لیست بکفر آشنا کہ صد بارش ۔۔۔ بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

کاملون کا حج یہہ ہے کہ وہ اپنی زیارت کرتے اور اپنی حقیقت پہچانتے ہین مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ

بطوف کعبہ چہ سر میزنی خدا اینجاست ۔۔۔ براہ مردہ چہ دم میزنی صفا اینجاست

ایسے لوگ بہی ہین جو حج فروشی کرتے ہین چنانچہ ایک شخص حج سے واپس آیا ایک منزل مین نمک کی ضرورت ہوئی غلام سے کہا نمک نہ تہا اسنے کہا کہ ہم حاجی ہین تہوڑا ایسا نمک مجہے غلام نمک لے آیا اور تمام دن بہر ایسا ہی

اتفاق ہوا تیسرے دن پھر نمک کی ضرورت ہوئی آقا نے پھر وہی جواب دیا کہ بقال سے لے آو غلام نے عرض کیا حضور پرسوں فدوی جناب کا حج فروخت کر آیا تھا کل اپنا آج کوئی حج باقی نہیں جسے فروخت کرکے نمک لاؤں و کئی آدمی سفر حج کو صرف گدائی کا ذریعہ جانتے ہیں ایسے ہی ہیں جو حج کے بعد سنگدل ہو جاتے ہیں بہر حال اللہ کی رحمت وسیع ہے کیا خبر ہے کہ اوسکے نزدیک کونسی عبادت مقبول ہے اور کونسی مردود خاتمہ بالخیر ہو جاوے تو گناہ بھی

گناہ نہیں	جامی کہ نہ مرد خانقاہ است نہ دیر ہم فاتحہ و خاتمہ اش جملہ توئی		نے واقف علم فقہ و تفسیر نہ سیر فافتح بالخیر رب و اختم بالخیر	[illegible]

خاتمۃ الکتاب خاکسار مصنف کا ارادہ تھا کہ اس مجموعہ کو جو فاتح ابواب رحمت ہے حصوں پر متفرق کرے مگر آیا شوق حصول برادران دینی و نسبی کی خواہش نے تفریق پر مجبور کیا بعض اصحاب کا شوق اسقدر غالب تھا کہ وہ جزو جزو اثنائے طبع میں منگوانے لگے جس میں زیادتی خرچ و تکلیف کے علاوہ جزو کے تلف ہو جانے کا اندیشہ تھا لہذا مناسب معلوم ہوا کہ شائقین کے شوق کی رعایت مقدم سمجھکر یہ اجزا نذر ناظرین کیجائیں اور انکو پہلا حصہ قرار دیا جاوے دوسرا حصہ بھی زیر طبع ہے

فہرست مضامین حصہ اول کتاب اسرار التصوف

تصحیح صفحہ ۱۸ [illegible]